وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَہْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے بغیر آواز کے صبح و شام یاد کرتے رہو اور غافلوں میں نہ ہو

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

دل بہی اہل دنیا کارِ عقبیٰ می کنند
خرقۂ فقر است پنہاں در طریق نقشبند

ا

سلوکِ مجددیہ

(مؤلفہ)

زبدۃ الاولیا و خلاصۃ الاتقیا عارف باللہ واصل الی اللہ
حضرت مولانا و مرشدنا الحاج ابو الحسنات سید عبد اللہ شاہ صاحب قبلہ
نقشبندی مجددی و قادری حیدرآبادی ادام اللہ فیوضہ و برکاتہ

(باہتمام)

مینار بک ڈپو بک سیلر اینڈ پبلیشرز
چار کمان حیدرآباد اے پی

کاروان پرنٹنگ پریس مچھلی کمان حیدرآباد اے پی

قیمت
نو روپے

Marfat.com

قطعۂ تاریخ سلوکِ مجددیہ

تالیفِ لطیف حضرت شیخ السلاسلِ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ

مولانا مرشدنا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ ادام اللہ فیضہ مد ظلہ

قائم رہیں سید عبداللہ فیضان ہیں ان کے دائم ۔ تالیف یہ کی ہے حضرت نے کیا خوب سلوکِ مجددیہ

شیخ احمد سرہندی کے سر، تجدید کا جن کے سہرا ہے ۔ اس شیخ دکن نے آج ہے وہ منسوب سلوکِ مجددیہ

ہیں آپ شریعت کے پابند اور تابع سنت ہیں کامل ۔ حضرت کو ہے پوری رغبت سے مرغوب سلوکِ مجددیہ

دریائے طلب کا ہے گوہر، یہ گنجِ ہدایت کا جوہر ۔ ہے سالکِ راہِ عرفاں کو، مطلوب سلوک مجددیہ

آنکھوں سے ہٹادے گی پردے کھولے گی یہ دل کے دروازے ۔ رکھے گی نہ جلووں کو حق کے محجوب سلوک مجددیہ

مشتاقِ حضوری کو اس میں پیغام تقرب ملتا ہے ۔ دیدارِ طلب کو وصل کا ہے مکتوب سلوکِ مجددیہ

تالیفِ حبیبِ خالق ہے مکتوبِ محبِّ خلقت ہے ۔ ہے جملہ محبانِ حق کو، محبوب سلوکِ مجددیہ

اذکار و مشاغل کا اس کے فیضان رہیگا محشر تک ۔ حسنات میں حضرت کے ہوگی محسوب سلوک مجددیہ

تاریخ کتاب اقدس کی، ہے فکر اگر تجھ کو خسرو

عبداللہ شاہ نے لکھی ہے دیکھو) خوب سلوکِ مجددیہ

۱۳۷۸ ھ

گذرانیدہ

خادم طریقت محمد عبدالقادر خان خسرو ابن حضرت محمد عبدالغفور خان صاحب ناجی مرحوم

وظیفہ یاب ناظم امور مذہبی پائیگاہ خورشید جاہی

۱۲ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ

فہرست مضامین سلوک نقشبندیہ مجددیہ

	مضمون			مضمون	
۱	التماس		۱۹	سفر در وطن	۳۶
۲	حمد و نعت	۱	۲۰	خلوت در انجمن	۳۶
۳	تمہید	۱	۲۱	یاد کرد	۳۷
۴	شغلِ اول ذکر	۹	۲۲	باز گشت	۳۷
۵	شغلِ دوم مراقبہ	۱۴	۲۳	نگہداشت	۳۸
۶	شغلِ سوم رابطۂ شیخ	۱۵	۲۴	یادداشت	۳۸
۷	تصورِ شیخ	۱۷	۲۵	وقوفِ عددی	۳۹
۸	طریقۂ توجہ	۲۱	۲۶	وقوف زمانی	۳۹
۹	جذب	۲۲	۲۷	وقوفِ قلبی	۳۹
۱۰	شناخت پیر کامل	۲۳	۲۸	وساوس	۴۰
۱۱	ضرورت بیعت	۲۴	۲۹	طریقۂ بیعت	۴۳
۱۲	مُرید و مُراد	۲۸	۳۰	انکار در مراقبات حضرات نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ عنہم	
۱۳	آداب پیر	۲۹	۳۱	مراقبۂ احدیت	۴۴
۱۴	مُرید کے ساتھ پیر کا برتاؤ	۳۰	۳۲	لطائف	۴۴
۱۵	قبض و بسط	۳۲	۳۳	لطیفہ قلب	۴۵
۱۶	کلمات نقشبندیہ کا بیان	۳۴	۳۴	لطیفۂ روح	۴۶
۱۷	ہوش در دم	۳۵	۳۵	لطیفۂ سر	۴۷
۱۸	نظر بر قدم	۳۵	۳۶	لطیفۂ خفی	۴۷

Marfat.com

۳۷	لطیفۂ اخفیٰ	۴۷		مُراقباتِ کمالات	
۳۸	״ نفسی	۴۸	۵۴	مُراقبۂ کمالاتِ نبوت	۷۶
۳۹	״ قالب	۴۸	۵۵	مُراقبۂ کمالات رسالت	۷۸
۴۰	ذِکر نفی اثبات	۴۹	۵۶	״ ״ اُولوالعزم	۸۰
	مُراقباتِ ولایتِ صغریٰ			مُراقبات حقائقِ الٰہیہ	
۴۱	مُراقبہ معیت	۵۱	۵۷	مُراقبۂ حقیقت کعبہ	۸۲
۴۲	دائرہ امکان	۵۹	۵۸	״ ״ قرآن	۸۵
	مُراقبات لطائف خمسہ عالم امر		۵۹	״ ״ صلوٰۃ	۸۷
۴۳	مُراقبۂ لطیفہ قلبی	۶۲	۶۰	״ معبودیت صرفہ	۹۱
۴۴	״ ״ روحی	۶۴		مُراقباتِ حقائقِ انبیاء علیہم السلام	
۴۵	״ ״ سری	۶۵	۶۱	مُراقبۂ حقیقت ابراہیمی	۹۲
۴۶	״ ״ خفی	۶۶	۶۲	״ ״ موسوی	۹۵
۴۷	״ ״ اخفیٰ	۶۷	۶۳	״ ״ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۹۷
	مُراقباتِ لطیفۂ نفس (ولایت کبریٰ)		۶۴	״ ״ احمدی ״ ״ ״	۹۹
۴۸	مُراقبہ اقربیت (دائرہ اول)	۶۸	۶۵	״ حُبّ صرفہ	۱۰۰
۴۹	״ محبّت (״ دوم)	۷۰	۶۶	״ لاتعین	۱۰۳
۵۰	״ ״ (״ سوم)	۷۱	۶۷	اختتام سلوک	۱۰۵
۵۱	״ ״ (قوس)	۷۲	۶۸	ارشادات بزرگانِ کرام	۱۰۶
۵۲	اسم ظاہر	۷۳	۶۹	ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	۱۱۹
	مُراقبۂ ولایت ملائکہ		۷۰	شجرۂ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ	۱۲۰
۵۳	مُراقبہ اسم باطن	۷۴	۷۱	شجرۂ طریقہ عالیہ قادریہ	۱۲۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس

حمد و نعت

خدا در انتظار حمد ما نیست　　محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس　　محمد حامد حمد خدا بس
مناجاتے اگر باید بیان کرد　　بہ بیتے ہم قناعت می‌توان کرد
محمد از تو می خواہم خدا را　　خدایا از تو حبِ مصطفیٰ را
دگر لب وا مکن مظہر فضولیست　　سخن از حاجت افزوں تر فضولیست

حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حامل علومِ شریعت ۔ ہادی راہِ طریقت واقفِ رموزِ حقیقت غواصِ بحرِ معرفت. حضرت مولانا و مرشدنا الحاج سید عبد اللہ شاہ صاحب قبلہ نقشبندی مجددی و قادری ادام اللہ برکاتہٗ وفیوضہٗ کے جس قدر تصانیف و مولفات حدیث. تفسیر و اخلاقیات و تصوف وغیرہ میں شائع اور مقبول عام ہوئی ہیں کتاب سلوک مجددیہ اس سلسلہ تصانیف و تالیف میں ایک گرانقدر اضافہ ہے جو طالبانِ حقیقت و سالکانِ راہِ طریقت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے یہہ تالیف لطیف در اصل حضرت والا کی ایک بیاض ہے جو حضرت کے خزینہ علوم میں ایک دُرِ مکنون کی حیثیت رکھتی ہے. ایک مدت کے بعد حضرت نے اپنی اس بیاض کو ایک مُفصّل اور جامع شرح کے ساتھ اخوانِ طریقت کیلئے بغرض افادہ عام شائع فرمادیا ہے سلوک نقشبندی و تعلیماتِ مجددی کے معارف و غوامض جو نادر کتب تصوف و

Marfat.com

تالیفات بندگانِ نقشبندیہ مجددیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ جن پر عوام کو دسترس حاصل نہ تھی وہ سب کے سب تشریح و توضیع کے ساتھ اس خوبی سے یکجا کردئے گئے ہیں کہ اس مختصر بیان میں گویا دفتر کے دفتر سمو دیئے ہیں۔

حضرت والا ادام اللہ برکاتہ کی تعلیم و تلقین سے آج بے شمار بندگان خدا فیضیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن ایک مدت سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ کا ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جو مستفیضین و سالکین کیلئے ہر وقت مطالعہ میں رہے اور نظری و عملی دونوں حیثیتوں میں ان کا ممد و معاون ثابت ہو۔

الحمدللہ سلوک مجددیہ کی اشاعت سے یہ ضرورت بدرجہ اتم پوری ہو جائیگی جو حضرات غائر نظر سے اس کا مطالعہ فرمائیں گے وہ ضرور معترف ہوں گے کہ سلوک مجددیہ کے حل طلب اسرار و رموز کو کس طرح عام فہم انداز میں جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ہم کو اپنے حبیب پاک حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ پیرانِ کبار کے صدقہ میں اس سے استفادہ و عمل کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارے قلب و روح کی تاریکی دور ہو اور ہم دربار الٰہی کے قابل بن جائیں جو انسانی زندگی کا مقصود اصلی ہے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی وآلہ الامجاد وبتقلہ

احقر سید عبدالرؤف مسافر نقشبندی مجددی قادری

پیش امام جامع مسجد اندرون قلعہ نلدرگ ضلع عثمان آباد

(خواہر زادہ حضرت ممدوح)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

بعد حمدِ ذاتِ بے چوں و چگوں ‏ ‏ لاتعین بے مثال و بے نموں
نیست مثلش ہر چہ آید در خیال ‏ ‏ برتر از عقل است ذاتش بے مثال
نعت نوری حرف وحدت رشکِ خور ‏ ‏ صادق الاعجاز و انشق القمر
غمزۂ معراج آں جانِ جہاں ‏ ‏ قاب قوسین است او ادنیٰ مکاں

تمہید اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے جن مقبولانِ بارگاہ کو لامتناہی فضل و کرم سے قرب[۱] و وصال کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور ان کو جن ذرائع سے یہ دولت نصیب ہوئی انہوں نے اپنے مکاشفات و تجربات کی روشنی میں جو اصول مرتب و مدون فرمائے ہیں اسی کو "سلوک" یا عرفِ عام میں "تصوف" کہتے ہیں اور تصوف نام ہے ترک اختیار کا کہ بندہ اپنی مرضی اور ارادہ کو رضائے حق میں فنا کر دے۔ صوفی وہ ہے جس کا باطن دنیا کی تمام کدورتوں سے پاک ہو سلوک کے لغوی معنیٰ راستہ چلنے کے اور باصطلاح تصوف قربِ خداوندی کے ذرائع حاصل کرنے اور دارِ آخرت کی طرف متوجہ ہونے کے ہیں۔ اور ان ذرائع سے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے والے کو سالک کہتے ہیں۔ نیز ظاہر میں اعمال شرعیہ کے التزام کے ساتھ اخلاق باطنی کی اصلاح و تزکیہ کو سلوک کہتے ہیں جس سے نسبت باطنی کے حاصل ہونے کی استعداد و قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ سلوک اختیاری امر ہے۔ جس کا پہلا قدم زہد[۲] و تقویٰ[۳] ہے۔

---

[۱] اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے دل کا الگ ہو جانا حقیقت قرب ہے ۱۲

[۲] دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا مشتاق ہونے کا نام زہد ہے۔ روکھا سوکھا کھانے اور عبا پہننے کا نام زہد نہیں ہے۔ ۱۲ [۳] اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا نام تقویٰ ہے۔ ۱۲

Marfat.com

امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اس نے اپنے تک پہونچنے کا ذریعہ عاجزی کے سوا کچھ نہ بنایا کیوں کہ عاجزی تو ہر شخص بآسانی اختیار کرسکتا ہے بلکہ انسان تو سراپا عجز ہی عجز ہے اگر اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کا راستہ اس کے سوا کچھ اور ہوتا تو بڑی مشکل پڑ جاتی اپنی عاجزی وانکساری کو سمجھ لینا ہی اللہ تعالےٰ کا پالینا ہے انکسار کے ساتھ یہہ راستہ ایک قدم بھی طے نہیں ہو سکتا اس لئے تواضع سیکھو عجز و انکساری کا سبق پڑھو تا کہ منزل مقصود تک پہونچ سکو۔

مختلف بزرگوں نے اپنے تجربات سے قرب خداوندی و معرفت الٰہی حاصل کرنے کے جو متعدد راستے معین فرمائے ہیں انھیں طریق یا طریقت کہتے ہیں یوں تو اللہ تعالےٰ تک پہونچنے کے ان گنت راستے بتلائے جاتے ہیں لیکن حق تبارک وتعالےٰ نے اپنی راہِ معرفت دین اسلام کی پیروی انبیاء کرام و صدیقین و شہداء و صالحین کے اختیار کردہ راستہ کو متعین فرمایا ہے۔ پس اولیائے کاملین و عارفین عظّام نے معرفتِ الٰہی کے جو متعدد راستے اختیار فرمائے ہیں۔ وہ گو بظاہر جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں لیکن ان سب کی منزل مقصود ایک ہی ہے۔ ان میں سے سالک جس کسی راہ پر بھی چلے گا وہ ایک نہ ایک دن اپنی منزل مقصود پر پہونچ ہی جائے گا مقصود سب کا تقرب و وصال الٰہی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جملہ طریقوں کے بنیادی اصول ایک ہی ہیں البتہ فروعی اختلافات ضرور ہیں جن کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ اطباء کا طریقہ علاج اپنے اپنے تجربات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے کسی نہ کسی حد تک جداگانہ ضرور ہوا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ تشخیص مرض و تجویز ادویہ کے اعتبار سے بھی ایک ہی مرض میں ایک چیز کسی طبیب کے نزدیک مضر اور کسی کے نزدیک مفید ہو جاتی ہے۔

سلوک نقشبندیہ مجددیہ سات لطائف[1] اور چھبیس[26] مراقبات یا بالفاظ دیگر

---

[1] لطائف جمع ہے لطیفہ کی اصطلاح تصوف میں لطیفہ اس کیفیت کو کہتے ہیں جو الفاظ سے ظاہر ہو سکے البتہ (ملاحظہ ہو صفحہ ۳)

لطائف سبعہ ولایت سہ گانہ کمالات ثلاثہ و حقائق سبعہ پر مشتمل ہے۔

غوث الواصلین و قطب العارفین محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقہ مجددیہ حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک انسان ایک مجموعہ اجزائے عشرہ یعنے اربعہ عناصر ہوا، پانی، آگ، خاک و نفس ناطقہ و قلب، روح، سِر، خفی اور اخفی ہے اور انہی کو لطائف عشرہ بھی کہتے ہیں منجملہ ازآں عناصر اربعہ و نفس ناطقہ عالم خلق سے اور لطائف خمسہ قلب، روح، سِر، خفی، اور اخفی عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے بعض مخلوق ذی مادہ و ذی مقدار پیدا کی ہے اس کو مادیات کہتے ہیں تمام اجسام علویہ سفلیہ انہی مادیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بعض مخلوق مادہ و مقدار سے مجرد پیدا کی گئی ہے۔ ان کو مجردات کہتے ہیں۔ روح انسانی اور دیگر لطائف قلب سِر، خفی، اخفی مجردات سے متعلق ہیں۔ اور صوفیائے کرام کے قول سے کہ لطائف عالم امر فوق العرش ہیں یہی مراد ہے۔ مادیات کو عالم خلق اور مجردات کو عالم امر کہتے ہیں یا یوں سمجھئے کہ جو عالم بلا واسطہ صرف لفظ کن سے پیدا ہوا وہ عالم امر اور جو بالواسطہ مادہ سے پیدا ہوا وہ عالم خلق ہے آیۃ شریفہ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ میں انہی دو نوع کی طرف اشارہ ہے اہل عرفان کے نزدیک مجموعہ کائنات چاہے عالم خلق ہو یا عالم امر عالم کبیر اور وجود انسانی عالم صغیر ہے جس طرح لطائف عالم خلق کے اصول عالم کبیر میں عرش کے نیچے موجود ہیں۔ اسی طرح لطائف عالم امر عالم کبیر میں عرش کے اوپر موجود ہیں اور لطائف عالم خلق سے اس طرح مناسبت ہے کہ قلب کو نفس سے روح کو ہوا سے سِر کو پانی سے خفی کو آگ سے

(بسلسلہ صفحہ ۲) اس کا ادراک کیا جا سکے اور صوفیائے کرام نے جسد انسانی کے چند پاکیزہ مقامات کو لطیفہ کے نام سے موسوم کیا ہے جن میں سالک پر حق سبحانہ تعالےٰ کے حقائق و معارف کے راز کھلتے ہیں اور جن کے ذریعہ سالک کو قرب خداوندی و معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ ۱۲ ۔ لہ خلق اور امر دونوں اللہ تعالےٰ ہی کے ہیں۔

اخفیٰ کو خاک سے بالفاظ دیگر لطائف عالم خلق لطائف عالم امر کے ظلال ہیں اس طرح کہ لطیفہ نفس لطیفۂ قلب کا ظل ہے۔ لطیفۂ قالب جس میں عناصر اربعہ ہوا، پانی، آگ اور خاک شامل ہیں علی الترتیب روح، سِرّ، خفی اور اخفیٰ کے ظلال ہیں۔

جملہ قوائے انسانی انہی اجزاء سے مرکب ہیں اور یہ اجزاء آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں جس طرح عناصر اربعہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی طرح لطائف خمسہ عالم امر کی بھی علیحدہ علیحدہ خاصیت ہے نفس ناطقہ میں خودی نمایاں ہے۔ یہ کسی کا تابع رہنا نہیں چاہتا بلکہ سبھوں کو اپنا مطیع و منقاد دیکھنا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ و حکمت بالغہ سے ان اضداد کو ایک جا کر کے ایک مزاج خاص اور ہیأۃ وحدانی عطا فرمائی اور اس کو ایک صورت خاص بخشی کہ اجزائے متفرقہ و متضادہ کی حفاظت کرے۔ اور اس مجموعہ کا نام آدم رکھا اور باعتبار جامعیت و حصول ہیأۃ وحدانی بہ تشریف خلافت مشرف فرمایا یہ نعمت عظمیٰ سوائے حضرت آدم کے اور کسی کو نصیب نہ ہوئی۔

ان لطائف سبعہ کے اصول عالم کبیر میں ہیں۔ لطائف خمسۂ عالم امر۔ قلب۔ روح سِرّ خفی اور اخفیٰ فوق العرش جن کو لامکانی بھی کہتے ہیں اور یہ تجلیات ربانی کے ظلال ہیں اس طرح کہ

۱۔ قلب کی اصل	تجلیات افعالیہ الٰہیہ	اس کا فعل ذکر الٰہی ہے۔
۲۔ روح	صفات ثبوتیہ الٰہیہ	حضور ہے
۳۔ سِرّ	شیونات الٰہیہ	مکاشفہ ملکوت ہے
۴۔ خفی	صفات سلبیہ الٰہیہ	مشاہدہ فنا الفنا ہے
۵۔ اخفیٰ	شان جامع جمیع صفات کمالیہ الٰہیہ	معائنہ

ؐ لطائف عالم امر عالم خلق لیعنی تصفیہ قلب۔ تجلیہ روح۔ تجلیہ سِرّ۔ فنا و بقا خفی اخفی و تزکیہ نفس و طہارت عناصر اربعہ مجموعی طور پر ایک خاص صورت و حالت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کو ہیأۃ وحدانی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ جملہ لطائف عالم خلق دائرہ امکان میں داخل ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے بعد تسویہ ہیکل جسمانی اس میں لطائف خمسہ عالم امر کو ان کے محل اور موقعہ میں استقرار بخشا تاکہ انسان جامع عالم خلق وعالم امر اور مستحق اسم عالم صغیر ہو جائے چونکہ قلب الٹ پلٹ میں ہے اس لئے جسم انسانی کے ایک ایسے عضو کی شکل میں جو الٹا لٹکا ہوا ہے اور جو ایک مضغہ گوشت اور اپنے الٹے پن کی مناسبت سے قلب صنوبری کے نام سے موسوم ہے۔ سینہ کی بائیں جانب مائل بہ پہلو وضع فرمایا۔ لطیفہ روح کو جو لطیفہ قلب سے لطیف تر ہے چونکہ اس کو راستی سے زیادہ مناسبت ہے اس لئے سینہ کی داہنی جانب جگہ دی اور مابقی لطائف ثلاثہ سرّ خفی اخفی کا مقام جو ایک دوسرے سے لطافت میں زیادہ ہیں خیر الامور اوسطہا کے شرف سے مشرف کر کے درمیان میں معین فرمایا پھر ان میں بھی درجۂ لطافت کے اعتبار سے کہ لطیفہ خفی کا عین درمیان میں ہونا مناسب تھا اس لئے اس کو وسط حقیقی میں سرّ کو قلب کے متصل اور خفی کو روح کے نزدیک معین فرمایا۔ بقول حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ نفس جو حواس سے زیادہ مناسب رکھتا ہے۔ دماغ سے متصل وسط پیشانی میں رکھا گیا ہے۔ اس ترتیب سے یہ فائدہ بھی ہے کہ ذکر کی حرارت اور فیض ذکر سب لطائف میں پہونچ جاتا ہے۔

ذکر لطیفہ قالب یعنے سلطان الاذکار سے جملہ عناصر اربعہ کی طہارت مقصود ہے آگ میں ترفع تکبر کا مادہ ہے اور خاک میں دناءت مادہ فرماندگی ہے پس آگ اور خاک کے یہ صفات افراط و تفریط کا باعث ہیں۔ اور ان کا عروج اعتدال پر آنا۔ اور تواضع کے ساتھ متجلی ہوتا ہے۔ دیگر عناصر کا عروج صفات حمیدہ سے متجلی اور منور ہو کر بندگی کے مقام پر قیام کرنا ہے چونکہ بہ سبب علائق وہواۓ نفسانی ان لطائف نے اپنے اصول کو فراموش کر دیا ہے۔ بوجہ کثرت ذکر وتوجہ پیر کامل یہ لطائف اپنے اصول سے آگاہی حاصل کر کے پھر ان کی جانب طیران کرتے ہیں اور ان میں داخل ہو کر استہلاک و اضمحلال پیدا کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

صوفیائے کرام کو کشف سے معلوم ہوا ہے کہ بعض لطائف اس قدر زبردست ہیں کہ فرشتے بھی ان کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ لطیفہ نفس جو سب سے کمتر ہے اس کی طاقت بھی اس قدر زبردست ہے کہ حیوانات وجنات میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا مگر انسان ہے کہ اس سے بے خبر ہے اور وہ اپنے ان لطائف کی طاقتوں کی پرورش نہیں کرتا اور یہہ خیال کرتا ہے کہ اس کا بدن ذرا سا ہے حالانکہ اس کے اندر سب سے بڑا جہان چھپا ہوا ہے اسی سے اس کو اپنی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔

روح انسانی عالم امر کی مخلوق ہے۔ جس کا تعلق ہمارے جسد ظلماتی سے بحکم خلاق عالم قائم ہے روح اور جسد انسانی کے امتزاج کا خاصہ ہے کہ نفس پیدا ہوتا ہے اور یہی نفس وہ شئے ہے جو سالک کے لئے بمنزلہ براق کے ہے اسی کے ذریعہ سالک کا سیر الی اللہ ختم ہوتی اور وہ منازل ترقی طے کرتا ہوا سیر فی اللہ میں فنا ہوجاتا ہے موت کے بعد چونکہ نفس باقی نہیں رہتا اس لئے انسانی ترقی مسدود ہوجاتی ہے فرشتوں میں نفس نہیں ہے اس لئے وہ ترقی سے قاصر ہیں۔ انسان اسی نفس کی بدولت کبھی تو ملاء اعلیٰ کی سیر کرتا ہے اور کبھی اسکو اسفل السافلین میں گرادیا جاتا ہے غرض نفس ایک برق رفتار سواری ہے۔ سوار کا یہہ کام ہے کہ اس کو قابو میں رکھ کر منزل مقصود کی راہ لے

طریق عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اس کا دارومدار اتباع سنت وعمل بر عزیمت واجتناب از بدعت ورخصت پر ہے اس میں تین اشغال معمول رہتے ہیں پہلا ذکر دوسرا مراقبات، تیسرا رابطہ شیخ اور اس طریق کا ماحصل، دوام حضور وآگاہی بحضرت ذات الٰہی، عقیدۂ صحیحہ موافق اہل سنت والجماعت ہے اس حالت کو اصطلاح صحابہ میں احسان اور تصوف میں شہود ومشاہدہ ویادداشت وعین الیقین کہتے ہیں۔

طریق عالیہ مجددیہ اصول نقشبندیہ پر مبنی ہے جس کے امام حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی

Marfat.com

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ آپ سے قبل سلوک نقشبندیہ مراقبات لطیفہ نفس تک تھا۔ اور اسی حد تک تعلیم دی جاتی تھی اس کے بعد کے مراتب و حقائق سبحانہٗ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر منکشوف فرمائے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے کمالات کی کوئی حد و انتہا ہے اور نہ ان کے فیضان کا سلسلہ منقطع ہوا ہے۔ البتہ کُلَّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِہَا کے مدنظر جو امر جس وقت کے مناسب حال ہو اُس وقت اس کا ظہور ہوتا اور مقربان بارگاہ اس کے فیض سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس اظہار حقیقت سے یہ منشاء نہیں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ سے قبل کے بزرگانِ سلسلہ میں کوئی کمی رہی ہو آپ سے قبل کے جملہ بزرگانِ سلسلہ نقشبندیہ بھی واصل الی اللہ ہیں فرق صرف اسی قدر ہے کہ سابقین اولینؒ کو اجمالی سیر کرائی جا کر ذات مطلق تک رسائی کا موقعہ دیا گیا اور آپ کو تفصیلی طور پر مقاماتِ سلوک و حقائق و معارف سے مشرف و ممتاز فرماتے ہوئے اپنے آستانہ قدسی تک پہونچنے کے مواقع عطا فرما کر ناشر المرام کیا گیا

تہذیب لطائف کے بعد ہی سالک کو وصول الی اللہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے تہذیب لطائف کے لئے طریق نقشبندیہ مجددیہ میں کثرت ذکر و مراقبات و توجہاتِ شیخ ضروری ہیں جن کے بغیر سالک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اعمال شرعیہ کی دو اقسام ہیں ایک عزیمت دوسرے رخصت عزیمت اصلی حکم ہے جس میں نفس پر مشقت ہوتی ہے اور رخصت آسان حکم ہے مثلاً عشاء کے بعد رات بھر سونا رخصت ہے۔ مگر عزیمت یہ ہے کہ پچھلی رات میں جاگ کر تہجد پڑھے اسی طرح پیٹ بھر کھانا رخصت ہے اور کچھ بھوک رکھ کر اٹھ جانا عزیمت ہے سفر میں رمضان شریف کے روزہ نہ رکھنا رخصت ہے مگر ہمت کر کے روزہ رکھنا عزیمت ہے۔

طریق عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاہدات و ریاضات شاقہ سے احتراز کر کے اعمال ر

لہ مجاہدات جمع ہے مجاہدہ کی جس کے معنی نفس کا خلاف کرنے کی مشق و عادت کرنا ہیں۔

Marfat.com

عبادت میں اعتدال اختیار فرمایا گیا ہے اور مشایخ طریقت بہ صرف ہمت عالیہ و توجہات قویہ مقصود طالبین پورا فرماتے ہیں ایسی توجہات بلیغہ صرف فرماتے ہیں کہ ان کی ایک ہی توجہ بیسوں مرتبہ کی چلہ کشی سے بہتر و مفید ہوتی ہے اتباع سنت سنیہ و اجتناب بدعت غیر مرضیہ کا امر فرماتے ہیں حتی الامکان اعمال رخصت کی اجازت نہیں دیتے بلکہ عمل بر عزیمت چاہتے ہیں جو مفید و موثر ہے۔

مرتبۂ کمالات اولوالعزم کے بعد سلوک مجددیہ میں ایک دوراہا پیش آتا ہے ایک بجانب حقائق الٰہیہ دوسرا بجانب حقائق[۱] انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام۔ ہمارے خانوادے میں سالک کو اولاً حقائق الٰہیہ ثانیاً حقائق انبیاء علیہم السّلام کے مراقبات کرائے جاتے ہیں دوسرے مشایخ کرام مجددیہ کے یہاں اولاً حقائق انبیا علیہم السّلام کے مراقبات کا دستور ہے ثانیاً حقائق الٰہیہ کے مراقبات کرائے جاتے ہیں اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حقائق الٰہیہ و حقائق انبیاء علیہم السّلام کی دو قومیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں ان میں تحتیت اور فوقیت نہیں ہے اس لئے ہر دو خانوادوں کے معمول بجا و درست ہیں۔

طریق عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں چار چیزیں حاصل کی جاتی ہیں اور انہی چار چیزوں کے حاصل کرنے کی سالک کو جان توڑ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ انہی چار چیزوں کے مجموعہ کا نام طریق نقشبندیہ مجددیہ ہے وہ چار چیزیں یہ ہیں: (۱) بے خطرگی (۲) دوام حضور (۳) جذبات (۴) واردات۔

شغل اوّل ذکر کا آیات کلام مجید و احادیث شریفہ سے ذکر کا حکم اور اس کی فضیلت و منفعت وثوق سے ثابت ہے اور یہ ثبوت ذکر مطلق کا ہے ذکر جس کے مقابلہ میں نسیان ہے یاد کو کہتے ہیں۔ لہذا جو طریقہ بھی حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات

[۱] حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت صلوٰۃ، معبودیت صرفہ، حقیقت ابراہیمی، حقیقت موسوی، حقیقت محمدی، حقیقت احمدی
مکتبہ عرفہ

Marfat.com

اور ان کے صفات و کمالات کے یاد دلانے کا ہو وہ فی الحقیقت ذکر ہے غرض زبان یا خیال قلب سے اللہ تعالیٰ کی یاد کو ذکر کہا جاتا ہے. جس میں تلاوت کلام مجید ادعیہ ماثورہ اور دیگر تمام اوراد وظائف سب کچھ شامل ہیں حتیٰ کہ حدود شرعی. اور امر و نواہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو کام بھی کیا جائے وہ ذکر ہی کی تعریف میں داخل ہے. اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد فاذکرونی اذکرکم[1] اسی ذکر کی شان میں وارد ہے.

اصطلاح تصوف میں اپنے پورے جسم یا جسم کے کسی ایک حصہ پر خیال کو لیجا کر یاد الٰہی کا نام ذکر ہے. جو دو طرح سے کیا جاسکتا ہے. ایک جہری دوسرا خفی حدیث شریف کی رو سے ذکر خفی ذکر جہر سے ستّر درجہ افضل ہے یوں بھی یہ سمجھ میں آنیکی بات ہے کہ ذکر لسانی کے دل پر اثر کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ وقت درکار ہے اور ذکر خفی کی ابتداء دل ہی سے ہوتی ہے اسلئے طریق عالیہ نقشبندیہ میں ذکر خفی کو اختیار کر کے مشایخ نقشبندیہ رحمہم اللہ نے اس ضمن میں بڑا اہتمام فرمایا ہے. چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک مجلس میں ایک مرتبہ کسی مُرید نے اسم ذات کا ذکر اللہ اللہ بالجہر کیا تو آپنے اپنے دیگر مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ اس شخص سے کہدو کہ اب ذکر کا خیال رکھے اور ذکر خفی میں مشغول رہے.

مراقبہ و ذکر خفی سے بھی سالک کی عزت بڑھتی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ مراقب عالم ملکوت کی سیر کر رہا ہے. اس میں بھی ریا کا احتمال ہے اس لئے سالک کو کافی احتیاط برتنی چاہیئے

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش[2] — این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

بر لبش قفل است و در دل راز ہا[3] — لب خموش و دل پر از آواز ہا

---

[1] تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرتا ہوں.
[2] باطن میں آشنا اور بظاہر بیگانہ ایسی اچھی روش والے دنیا میں بہت کم ہیں
[3] دل میں تو راز بھرے ہیں لیکن لبوں پر قفل ہے دل آوازوں سے بھرا ہوا ہے اور لب خاموش ہیں.

Marfat.com

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا معمول بہ ذکر دو قسم کا ہے اسم ذات (اللہ اللہ) نفی اثبات (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) مراقبۂ احدیت، لطیفہ قلب روح، سِر، خفی، اخفیٰ، نفس اور قالب میں صرف ذکر اسم ذات کیا جاتا ہے۔ اور ان لطائف کے جاری ہونے کے بعد ذکر نفی اثبات کا آغاز ہوتا ہے مراقبہ معیت میں بھی ذکر نفی اثبات ہے اس کے بعد مراقبات لطائف خمسہ عالم امر میں ذکر اسم ذات ہوتا ہے۔ یہاں تک یہہ اذکار خفی کئے جاتے ہیں اس کے بعد سے تاختم سلوک ذکر تہلیل خفی یا لسانی ہے۔ تہلیل لسانی سے مراد یہہ ہے کہ خیال و زبان کی مشارکت سے اس قدر پست آواز میں ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کیا جائے کہ صرف خود کو سنائی دے جس طرح نماز میں تسبیحات وغیرہ پڑھی جاتی ہیں۔

ذکر اسم ذات دو طرح سے کیا جاسکتا ہے ایک تو چلتے پھرتے کھڑے بیٹھے لیٹے وضو بے وضو طہارت بے طہارت ذکر اسم ذات (اللہ اللہ) لطیفۂ قلب سے کیا جائے لطیفۂ قلب ہی زیادہ اہم ہے کہ دیگر لطائف اسی کے اصول یا بطون ہیں۔ جو بعد تزکیہ قلب ذکی میں مشہود ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسم انسانی میں ایک مضغۂ گوشت (دل) ہے جب وہ سدھر جاتا ہے تو تمام اعضاء سدھر جاتے ہیں اور جب یہہ بگڑ جاتا ہے تو تمام اعضاء بگڑ جاتے ہیں۔

دوسرے یہہ کہ ضروریات بشری سے فارغ ہو کر فرصت کے وقت تنہائی میں مراقب ہو اور زبان کو تالو سے لگا کر صورت شیخ کو روبرو خیال کرتے ہوئے زبان خیال سے وقوف قلبی کے ساتھ دھیرے دھیرے وظیفۂ اسم ذات (اللہ اللہ) میں مشغول ہو جائے تاکہ مذکور کا اثر اپنے مورد[1] فیض پر ہو سکے ذکر میں کیفیت قابل لحاظ ہے۔ یہہ ذکر کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے لیکن رات کے وقت نہایت موثر ہوتا ہے کہ یہہ وقت پرسکون ہونے کی وجہ یکسوئی جلد نصیب ہو جاتی ہے۔ جو ماحصل ذکر ہے۔ فاتحہ یا ارواح پاک پیران کبار

[1] حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے سالک کے جس لطیفہ پر فیض وارد ہوتا ہے اسکو مورد فیض کہتے ہیں۔

Marfat.com

توبہ و استغفار اور موت کو حاضر جان کر عجز و انکساری کے ساتھ ذکر کا آغاز مفید و موثر ہے۔ اس سے جمعیت قلب نصیب ہوتی ہے طالب حق جب کثرت سے ذکر الہی کرتا ہے تو اس کے لطائف اور جسم ہر معصیت کی گندگی سے پاک و صاف ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی حیثیت کے موافق عروج کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی اصل جو حقیقت ممکنہ ہے اسے مشاہدہ کر لیتا ہے۔

اس ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ شغل اول ذکر اسم ذات ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دل کو جمیع خطرات و حدیث نفس سے ہٹا کر زبان و دہن کو تالو سے لگائیں اور بجمیع ہمت متوجہ قلب ہو کر ذکر اسم ذات اللہ، اللہ زبان خیال سے یوں کہیں کہ صورت دل کا تصور ہو نہ سانس بند کی جائے مگر وقوف قلبی کی رعایت ضرور رکھیں کیوں کہ ذکر بلا نگہداشت خواطر قلبی فائدہ بخش نہیں ہوتا بلکہ حاصل حدیث نفس ہوتا ہے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ نے وقوف عددی کو چنداں ضروری نہیں سمجھا مگر وقوف قلبی کو واجبات و شرائط ذکر سے متعلق فرمایا ہے۔

آپ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ابتداً تو قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو کہ وہ مضغۂ گوشت قلب حقیقی کے لئے حجرہ کی طرح ہے اور اسم ذات اللہ اللہ کو اس قلب حقیقی پر گذارے اور بوقت ذکر کسی عضو کو قصداً حرکت نہ دے اور ہمہ تن قلب حقیقی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے کیوں کہ مقصود قلب حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسم ذات اللہ کے معنی کو بے چونی و بے چگونی کے ساتھ ملحوظ رکھے اور کسی صفت سے اس کو متصف نہ کرے تاکہ تو ذات تبارک و تعالیٰ کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آ جائے اور وحدت سے کثرت کا مشاہدہ کرنے میں نہ پڑ جائے یعنی تنزیہ[1] سے تشبیہ[2]

---

[1] دو چیزوں میں کسی خاص امر کی باہم مشارکت کا نام تشبیہ ہے [2] ایسی ذات جہاں کسی اعتبار سے تشبیہ کا تعلق نہ ہو۔

Marfat.com

میں نہ آجائے کیوں کہ جو کچھ چوں کے آئینہ میں ظاہر ہو وہ بے چوں نہیں ہے اور جو کثرت میں نمودار ہو وہ واحد حقیقی نہیں ہے بے چوں حقیقی کو دائرہ چوں کے باہر ڈھونڈھنا چاہیئے اور واحد حقیقی کو حیطۂ کثرت کے باہر تلاش کرنا چاہیئے۔

دوران ذکر میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے یہہ مناجات "الٰہی مقصودِ من توئی رضائے تو محبت و معرفت خود بدہ" کیا کرے۔

رات دن میں یک وقت یا بدفعات چوبیس۲۴ ہزار بار ذکر کیا جائے یا جس قدر ہو سکے لیکن چھ ہزار سے کم نہ ہو اس لئے کہ ذکر موثر ہونے کی اقل تعداد یہی ہے یہ چوبیس۲۴ ہزار کی تعداد اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ چوبیس گھنٹے میں انسان بھی اتنی ہی مرتبہ سانس لیتا ہے اس قدر ذکر کا مقصد یہہ ہے کہ کوئی سانس غفلت میں شمار نہ ہو۔ حضرت عزیزاں علی رامیتنی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص سے محشر میں ہر سانس کے متعلق بازپرس ہوگی اس لئے کوئی سانس بھی غفلت میں نہ لینا چاہیئے۔ سالک پر لازم ہے کہ جو سانس بھی غفلت میں گذرے اس پر نادم ہوکر تلافی مافات کی یوں کوشش کرے کہ آئندہ کوئی سانس بھی یاد الٰہی کے بغیر نہ گذرے جیسے جیسے اسباق آگے بڑھتے جائیں روزآنہ کی مقررہ تعداد ذکر کو لطیفۂ قلب سے سبق کے لطیفہ یا مراقبہ تک علی السویہ تقسیم کرکے ذکر کیا جائے۔

ذاکر کا ظاہر شریعت کی چمک سے اور باطن محبت کی آگ سے خالی نہ ہونا چاہیئے دوام حضور حاصل ہونے کے بعد ہی سالک حقیقت ذکر تک پہونچتا ہے اس سے پہلے ذکر حقیقتہً ذکر کی تعریف میں نہیں آتا بلکہ یہہ صورتِ ذکر ہے پھر بھی ذکر الٰہی نفع سے خالی نہیں اس لئے کہ دوام حضور بھی کثرتِ ذکر ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دوام حضور کے پانچ مدارج ہیں:-

۱- حضور سبحانہٗ تعالےٰ حضور خلق سے کم ہو تو یہہ لطیفہ قلبی کے اثرات ہیں

۲- ــــــــ کے برابر ہے تو یہہ ذکر لطیفۂ روح کے ثمرات ہیں۔

۳- ــــــــ پر غالب ہو تو یہہ ذکر لطیفہ سرّ کے نتائج ہیں۔

Marfat.com

۴۔ حضور حق سبحانہ تعالےٰ　　بغیر حضور خلق کے ہو تو یہ ذکر لطیفہ خفی کے برکات ہیں۔

۵۔ ـــــــ اپنے وجود اور حضور خلق کے بغیر ہو تو یہ ذکر لطیفہ اخفی کے برکات ہیں

ذکر اللہ کی پابندی کرو کیونکہ ذکر وصال حق کا مقناطیس ہے اور قرب الہٰی کا موثر ذریعہ ہے جو شخص اللہ تعالےٰ سے مانوس ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ تک پہونچ جاتا ہے۔

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ جب تم ذکر اسم ذات کرتے ہو تو اللہ تعالےٰ کو اسم اعظم سے یاد کرتے ہو مگر اس کی حقیقت وعظمت سے محروم ہو کیونکہ اللہ اللہ تم نے اپنی حیثیت کے موافق کہا ہے۔ اس اسم مبارک کی قدر و منزلت کے موافق نہ کہا اس پیارے اور باعظمت نام کے شایان شان کہنے کا طریقہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو معلوم تھا مگر جس قدر پیران کبار کے طفیل میں ہمیں معلوم ہو سکا وہ یہ ہے کہ ذاکر بوقت ذکر یہ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ میرے اس ذکر کو سن رہے ہیں کہ میں کس طرح انہیں یاد کر رہا ہوں شوق سے یا بدشوقی و بے دلی سے اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ وہ بھی مجھ کو یاد کر رہے ہیں اور اس طرح کہ جیسے میں انہیں یاد کر رہا ہوں اگر میں خلوص سے انہیں یاد کروں گا تو وہ بھی مجھے محبت سے یاد کریں گے اللہ اللہ کہتے ہوئے یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ سب سے بڑے بادشاہ و سب سے بڑے محبوب کا نام ہے پس بادشاہ و محبوب کا نام ان کے سامنے جس عظمت و جلال اور محبت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح دل کو عظمت و جلال اور محبت سے معمور کر کے ذکر کرنا چاہیئے اس طرح ذکر کرنے سے چند ہی روز میں وہ حالت پیدا ہو جائے گی جس کے بیان سے زبان و قلم عاجز ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے اللہ آپ قریب ہیں کہ آپ سے آہستہ باتیں کروں یا دور ہیں کہ زور سے پکاروں۔ ارشاد باری ہوا موسیٰ میں اس شخص کے پاس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرے اور اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہوں جو مجھ سے مانوس ہو۔

Marfat.com

ذکر اللہ روح کی غذا اور اللہ تعالےٰ کی حمد وثناء روح کا مشروب اور اللہ تعالےٰ سے حیا کرنا روح کا لباس ہے۔

ذکر ایک ایسا قلعہ ہے جس میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا سالک جب تک ذکر میں مشغول رہے شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ ذکر الہیٰ سے قلب رقیق اور نرم ہو جاتا ہے۔

ذکر سے طاعت اور عبادت کا ذوق زیادہ ہونے کے علاوہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے ذکر گناہوں کو نیست ونابود کر دیتا ہے اور دل کے آئینہ سے ماسوی اللہ کی محبت کے زنگار کو دور کر دیتا ہے۔ ذاکر ہر وقت خوش وخرم اور اس کا دل معرفت الہیٰ سے معمور رہتا ہے۔

شغل دوم مراقبہ مراقبہ رقابت یا رقوبت سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنے محافظت و انتظار کے ہیں۔ از روے شریعت تمام حواس ظاہری و باطنی کو جمع کرکے اپنے اعضاء وجوارح کی نگہبانی اور از روے طریقت دل میں فیضان الہیٰ کا انتظار اور غیر اللہ کے خطرات نہ آنے کے لئے نگہبان رہنے کا نام مُراقبہ ہے نیز مراقبہ اپنے مورد میں اس فیض کے وارد ہونے کا خیال رکھنے کو بھی کہتے ہیں جو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی طرف سے سالک کے لطائف میں سے کسی لطیفہ پر وارد ہوتا ہے اور اس لطیفہ کو مورد فیض کہتے ہیں۔

مراقبہ مع ذکر یا بلا ذکر کیا جاتا ہے جس میں سالک آنکھیں بند کرکے تمام خطرات کو دل سے دور کرنے کے بعد مورد فیض کی طرف متوجہ رہ کر بواسطۂ شیخ اللہ تعالےٰ کی ذات صفات یا افعال سے فیض آنے کا انتظار کرتا ہے اور اپنے مقصود کے خیال میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنی ہستی کا شعور بھی باقی نہیں رہتا۔ اصطلاح تصوف میں اللہ تعالیٰ کی کسی ایک صفت پر غور وفکر کرنے کو بھی مراقبہ کہتے ہیں مُراقبہ بلا ذکر عروج کے لئے زیادہ سود مند ہے۔

ہمارے یہاں ذکر کے ساتھ مراقبہ کا معمول ہے تاکہ بیک وقت تکمیل اسباق کیساتھ

Marfat.com

مذکورالصدر فیوض و برکات بھی حاصل ہو سکیں اس لئے کہ موجودہ حالات زندگی کے اعتبار سے اتنا وقت ملتا ہے اور نہ اتنی ہمت ہے کہ ان دونوں امور کی علٰحدہ علٰحدہ تکمیل ہو سکے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ذات حق سبحانہ تعالےٰ کا ادراک نہیں ہو سکتا اسی طرح صفات باری تعالےٰ کا بھی ادراک مراقبات میں نہیں آسکتا جو کچھ بحالت مراقبہ ادراک میں آتا ہے۔ وہ ظلال صفات ہیں۔

جس نے عطا کی ہے سمجھ وہ سمجھ میں کس طرح آئے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے مراقبہ کا طریقہ ایک بلی سے اس طرح سیکھا ہے کہ ایک روز میری نظر ایک بلی پر پڑی جو چوہے کی بل پر گھات لگائے بیٹھی تھی اس کے استغراق کا یہہ عالم تھا کہ جسم کا ایک بال تک نہ ہلتا تھا میں یہہ دیکھ کر حیران ہی تھا کہ اچانک میرے باطن میں غیب سے آواز آئی کہ اے پست ہمت تیرا مقصود نہایت اعلیٰ وارفع ہے اس لئے تیرا استغراق بھی اس بلّی سے بلند بالاتر ہونا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس روز سے میں نے مراقبہ کا یہہ طریقہ اختیار کیا اور پورا پورا فیضیاب ہوا۔

جب مراقبہ میں انوار کی چمک اور تجلیات کی جھلک نمایاں ہو تو اس کے بعد ہی ثمرات مراقبہ حاصل ہوتے ہیں وہ اس طرح کہ اس چمک چمک کے مٹ جانے کے بعد بحالت سکوت صحرائے انوار میں مقصود کا جلوہ منکشف ہوتا ہے۔

شغل سوم رابطہ شیخ رابطہ و رابطہ دونوں ہم معنی الفاظ ہیں یعنی نگاہ تعلق صوفیائے اکرام نے شیخ کی صورت کو باطنی نگاہ سے دل میں جمانے کا نام رابطہ رکھا ہے۔ ہمارے پیران کبار نے رابطہ کو وصول الی اللہ کا اقرب طریق قرار دیا ہے۔

Marfat.com

رابطہ سے مراد یہہ ہے کہ کمال محبت۔ اطاعت اور ادب کے ساتھ شیخ کے حضور میں رہنا اور ان کے غیاب میں اُن کا تصور قائم رکھنا اور یقین کے ساتھ یہہ ذہن نشین کر لینا کہ شیخ کے واسطے سے اپنے مورد فیض پر فیضان الہی وارد ہورہا ہے۔ یہہ صوری و معنوی معیت[1] پیدا کرانے کا واحد ذریعہ ہے۔ مناسبت جسقدر زیادہ ہوگی اسی قدر معیت بھی زیادہ ہوگی اور معیت کی زیادتی فیضانِ الہی کے ورود کا قوی سبب بنیگی۔ کمال رابطہ کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں جو مدارج کمالِ طریقت کا پہلا درجہ ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریق میں وصول بدرجہ کمال مربوط برابطۂ شیخ ہے۔ طالب صادق اسی راہ محبت سے جو اپنے پیر کے ساتھ رکھتا ہے ان کے باطن سے فیوض وبرکات حاصل کرتا ہے اور بسبب مناسبت معنویہ اُن کا ہمرنگ ہوجاتا ہے۔ بزرگانِ طریقت کا قول ہے کہ فنا فی الشیخ فنائے حقیقی کا مقدمہ ہے۔ ذکر ہرچند اسباب وصول سے ہے لیکن مشروط برابطہ، محبت و فنا فی الشیخ ہے ہاں یہہ رابطہ تنہا بارعایت آداب محبت و توجہہ والتفات پیر بغیر التزام طریق ذکر بھی کافی ہے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ اگر مرید کو بلا تکلف رابطۂ شیخ حاصل ہوجائے تو پیر و مرید کے درمیان ایک ایسا روحانی تعلق قائم ہوجاتا ہے جو مرید کے لئے افادہ و استفادہ کا سبب بن جاتا ہے۔ وصول الی اللہ کے لئے رابطۂ شیخ سے بہتر کوئی طریق نہیں ہے۔ اور ذکر سے رابطۂ شیخ کو افضل کہنا بلحاظ نفع ہے۔ کیوں کہ ابتداء میں بغیر رابطہ کے مرید کے لئے ذکر سے پورا پورا مستفیض ہونا دشوار ہے۔

آپ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر مرید اپنے پیر کی فضیلت و اکملیت کا معتقد و قائل ہوجائے تو عجب نہیں اس لئے کہ یہہ اعتقاد محبت کا ثمرہ ہے اور اس مناسبت معنوی کا نتیجہ ہے جو افادہ و استفادہ کا سبب ہے لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ

---

[1] باطنی مناسبت

Marfat.com

اپنے پیر کو اُن بزرگوں پر فضیلت نہ دے جن کی فضیلت شرع سے ثابت ہے اس لئے کہ یہ عمل خلاف شرع اور موجب افراط محبت ہے کہ درحقیقت اس قدر افراط مذموم ہے ہاں ان بزرگوں کے علاوہ اگر اوروں پر فضیلت دے تو جائز بلکہ طریقت میں واجب ہے جو مرید مستعد ہوگا اس کے دل میں یہ عقیدت بے اختیار پیدا ہوگی بہ تکلف اور با اختیار خود ایسی عقیدت پیدا کرے تو ناجائز ہے کسی قسم کا نتیجہ و فائدہ اس سے حاصل نہ ہوگا کامیابی کا دارو مدار مُرید کے اس یقین پر ہے کہ میرے شیخ اللہ تعالےٰ تک پہونچانے کا راستہ خوب جانتے ہیں۔ اور مجھے وہاں تک پہونچا سکتے ہیں۔ جس کو اپنے شیخ پر اعتماد نہیں وہ محروم ہی رہتا ہے۔

مراقبہ بغیر ذکر کے بھی ہونا چاہیئے تاکہ توجہ الی اللہ کا ملکہ ہو جائے لیکن مراقبہ کثرتِ ذکر و صحبت اہل جمعیت کے بغیر دشوار ہے اس طریق میں مدار کار محبت و رابطۂ شیخ پر منحصر ہے بغیر رابطہ ذکر و فکر سود مند نہیں بلکہ محبت و رابطۂ شیخ بلا ذکر بھی موصل ہے۔ شیخ کی حضوری میں نہایت ادب کے ساتھ ان کی خوشنودی کا خیال رکھنا چاہئے اور غیاب میں تصورِ شیخ ضروری ہے۔ اسی کو رابطۂ شیخ کہتے ہیں جو لوازماتِ سلوک سے ہے۔

جن کا ظاہر اتباعِ سنت سے آراستہ اور باطن ماسوی اللہ سے مصفّیٰ ہو ان کی صحبت سے سالک کا باطن بھی ماسوی اللہ سے مزکیٰ اور ان کی توجہ سے دل اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کے جذبِ محبت سے مشاہدۂ الٰہی کے انوار دل پر ظاہر ہونے لگتے ہیں

تصورِ شیخ

گویا یہ کل کامیابی مرشد کے تصور پر منحصر ہے سالک کو منازلِ سلوک میں یہی برزخِ شیخ خضرِ راہ بنکر جوارِ مطلوبِ حقیقی تک پہونچاتا ہے اور اسی تصورِ شیخ سے طالب صادق اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ہر دم از روئے تو نقشے زندم راہِ خیال[1]
باکہ گویم کہ دریں پردہ چہا می بینم

---

[1] میں ہر وقت آپ کے چہرہ مبارک کا تصور باندھا ہوا رہتا ہوں۔ کسی سے کیا کہوں کہ اس پردہ میں کیا دیکھتا ہوں۔

Marfat.com

جس طرح تخم زمین کے اندر پوشیدہ ہو کر آخر بہ شکل نخل ظاہر ہوتا ہے جو درحقیقت تخم کی اصلی صورت ہے اُسی طرح صورتِ مرشد کا تصور آج مزرعۂ دل میں بونے سے کل اپنی اصلی صورت میں نمایاں ہو گا ؎

آں خیالے از دروں آید بروں + چوں زمیں کہ زاید از تخم دروں
ہر خیالے کو کند در دل وطن + روزِ محشر صورتے خواہد شدن

اس لئے سالکوں کے لئے رہنمائے کامل کے تصور سے بہتر کوئی خیال نہیں ہے جو صورت اس عالم میں دل نشین ہو گی اور اسی تصور کے ساتھ مر گئے تو اُسی صورت مقصودہ کے ساتھ کل محشور بھی ہوں گے۔

بوقت ذکر خطرات فاسدہ کا جب ہجوم ہوتا ہے مُنتہی تو مذکور یعنے خدائے تعالےٰ کی طرف اور متوسط ذکر کی طرف اپنی اپنی پوری توجہ صرف کر دیتے اور خطرات سے نجات پا جاتے ہیں لیکن مبتدی خدائے تعالےٰ کی طرف توجہ کرنے کا خوگر نہ ہونے سے اُس پر خطرات ہجوم کئے رہتے ہیں۔

انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ نفس بیک وقت دو جانب توجہ نہیں کر سکتا اس لئے نفس کو کسی ایسی طرف لگانا چاہئیے کہ وہ خطرات کی جانب توجہ ہی نہ کر سکے۔ پیر ہی کی وہ شخصیت ہے جو محسوس بھی ہے اور محبوب بھی ان کا خیال جلد ہی جم جاتا ہے۔ اس لئے پیر کا خیال جماتے ہیں تو پھر نفس کو دوسری جانب توجہ کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا خطرات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں اور یکسوئی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پیر کی صورت اور ان کے کمالات کا زیادہ تصور کرنے سے ان کی محبت پیدا ہو کر نسبت قوی ہو جاتی ہے جس کی

---

۱ قیامت میں ۲ وہ خیال جو باطن سے ظاہر ہوتا ہے مثل اس درخت کے ہے جو زمین سے اُگتا ہے۔ جو خیال کے دل میں جم جاتا ہے وہ قیامت کے دن ایک صورت اختیار کرے گا (۳) قیامت میں ۴ اللہ تعالےٰ اور بندوں کے درمیان جو تعلق ہے اس کو نسبت کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر حضور مع اللہ متقی مجاہد کو اپنی نسبت کا علم ہوتا ہے متقی غیر مجاہد کو اپنی نسبت کا علم نہیں ہوتا۔

وجہ سے مرید پیر کے اخلاق و اعمال سے متاثر ہونے لگتا ہے چونکہ احوال ثمرات ہیں اعمال کے اس لئے احوال بھی اس پر وارد ہونا شروع ہوتے ہیں تصورِ شیخ کے یہ مختصر اسرار ہیں لیکن یہ بڑا کٹھن راستہ ہے پیر کے کثرتِ تصوّر سے کبھی پیر کا جسم مثالی مُرید کے روبرو آجاتا ہے اور کبھی تو وہ صورت جو متشکل ہوتی ہے محض خیال ہی خیال ہوتی ہے۔

اور کبھی کوئی لطیفۂ غیبی پیر کی شکل میں متشکل ہو جاتا ہے اس طرح جب پیر ہر وقت پیش نظر ہے تو مرید ان کو حاضر و ناظر سمجھنے لگتا ہے اور یہ صریح شرک ہے حالانکہ اکثر اوقات پیر کو مرید کے اِن پیش آمدہ واقعات کی خبر تک نہیں ہوتی۔

بعض ناواقف مرید خدائے تعالےٰ کو بھی پیر کی شکل میں سمجھتے ہیں یہ بھی شرک ہے اس قسم کا ذرا سا بھی وسوسہ پیدا ہو جائے تو سخت گمراہی کا اندیشہ ہے اور پھر اس مرید کا راہِ راست پر آنا بہت دشوار ہوتا ہے غرض اس قسم کی ضلالتیں بھی اس شغل میں راہ پاتی ہیں اس لئے خواص تو بہت ہی حزم و احتیاط سے اور عوام پیر کو حاضر و ناظر نہ جان کر تصورِ شیخ کریں اور پیر کے ساتھ انتہائی محبت رکھتے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔

تصورِ شیخ ہی فنافی الشیخ کا زینہ ہے یہ تصور خیال سے ہو تو وہ آنی ہوتا ہے دوامی نہیں اور دوامی تصوّر کے بعد ہی فنافی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ دوامی تصوّر اور فنافی الشیخ کے لئے قلب سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ مبتدی خیال سے اور متوسط قلب سے کام لیں قلب سے کام لینے کے لئے صفائی قلب ضروری ہے جو کثرتِ ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ قلب جب تک امراض قلبی سے صحتمند اور انوار ذکر سے منوّر نہ ہو سالک قلب سے کام نہیں لے سکتا اور پیشتر اکتسابِ فیض بھی ممکن نہیں اس کے بعد ہی دوامی تصورِ پیر قلب کائنات کے نقوش بتوسط قلب پیر سالک کے قلب میں منعکس ہوتے ہیں متقدمین بزرگوں کی ایک ہی نظر یا توجہ سے قلوب سالکین روشن اور وہ مقصود تک پہونچ جاتے تھے اس کی یہی وجہ تھی کہ سالکین میں عوام کے قلوب بھی ہماری طرح تاریک نہ تھے

موجودہ غیر معتدل حالات اور حرام وحلال کا خیال نہ رکھنے کی وجہ وہ کیفیات اب باقی نہیں ہیں اس موقعہ پر روم وچین کے نقاشوں کا واقعہ قابل ذکر معلوم ہوتا ہے کہ ایک بادشاہ کے یہاں روم وچین کے دو نقاش آئے اور انہوں نے اپنے اپنے کمال کی تعریفیں کیں بادشاہ بھی قدر دان تھا اس نے اپنے ایک عالی شان محل کے دالان میں دونوں کو اپنے اپنے اظہار کمال کا اس طرح موقعہ دیا کہ نصف نصف حصہ میں وہ نقش ونگار بنائیں درمیان میں پردہ کا انتظام کردیا گیا کہ ایک دوسرے کی نقاشی سے واقف نہ ہو سکیں ان دونوں نے اپنا اپنا کام شروع کردیا بعد ختم کار امتحان مقابلہ کے لئے جس وقت بادشاہ مع ارکان سلطنت اس محل میں پہونچا اور درمیان کا پردہ اٹھایا گیا تو سب کے سب حیران رہ گئے کہ ایک دوسرے کے نقش ونگار میں سر مو فرق نہ تھا بات دراصل یہہ تھی کہ ایک نے تو دیوار پر نقش ونگار بنائے تھے اور دوسرے نے صرف دیوار کو آئینہ کی طرح صاف ومجلی کردیا تھا جس کی وجہ سے ایک کے بنائے ہوئے نقش ونگار دوسرے کی صاف ومجلّی دیوار پر منعکس تھے اس مثال سے صفائی قلب اور اکتساب فیض کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

یہی حال سالکین راہ طریقت کا ہے کہ جب وہ کثرت ذکر وتوجہات پیر سے اپنے قلب کو کثافت قلبی[1] سے پاک اور انوار ذکر سے منور کرلیتے ہیں تو ان کے قلوب بھی آئینہ کی طرح صاف ومجلی ہوجاتے ہیں جس میں نہ صرف قلب پیر بلکہ لوح محفوظ کے نقوش منعکس ہونے لگتے ہیں۔

تب سالک نظام کائنات سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے اور جب یہہ صفائی منتہائے کمال کو پہونچ جاتی ہے تو کائنات کا ذکر ہی کیا خالق کائنات کی تجلیات قلب سالک میں جلوہ ریز ہونے لگتی ہیں سچ ہے ؎

---

[1] خواہی کہ دلت صاف شود چو آئینہ ÷ دہ چیز بروں کن ز درونِ سینہ

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل آئینہ کیطرح صاف ہو تو ان دس چیزوں کو اپنے سینہ سے نکال دے

حرص وحسد وبغض وحرام وغیبت ÷ کبر وغضب وبخل وریا وکینہ

ترجمہ: یعنے حرص، حسد، بغض، حرام، غرور، غصّہ، بخل، ریا اور کینہ کو دور کردے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار ٭ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

سالک کو چاہیئے کہ پیر کے غیاب میں ان کا تصور کر کے اس کیفیت باطن کا جو ان کی حضوری میں حاصل ہوتی تھی منتظر رہے۔ جب وہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس کی حفاظت کرے اس طرح پیر سے دوری کی صورت میں بھی اکتساب فیض کیا جا سکتا ہے۔

طریقہ توجہ باطنی قوت سے کسی پر کوئی اثر ڈالنے کا نام اصطلاح تصوف میں توجہ و تصرف یا ہمت ہے اس توجہ میں شیخ اپنے قلب کو قلب مرید کے مقابل کر کے جناب الٰہی میں توسل حضرات مشایخ کرام یوں عرض کرتے ہیں کہ خداوندا جو انوار ذکر پیران کبار سے مجھ کو حاصل ہوئے ہیں اور میرا دل ان سے منور ہو چکا ہے ان کو آپ اس طالب کے دل میں ڈالدیجئے اور ان سے اس کے دل کو منور فرما دیجئے پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب کی طرف مصروف رکھتے ہیں اسیطرح دیگر لطائف و مراقبات بوقت توجہ پیر کے ملحوظ خاطر رہتے ہیں کہ جس مقام کے فیض کے لئے توجہ کرتے ہیں پہلے اپنے آپ کو اس مقام کے فیض سے رنگ لیتے ہیں پھر اس مقام کا فیض طالب کے باطن میں القا کرتے ہیں۔ علاوہ بریں اس فیض کے مورد کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔

سالک کو چاہیئے کہ اول ماسوی اللہ کے خیالات سے دل کو پاک و صاف کرنیکے بعد یکسوئی پیدا کر کے اپنے باطن کو پیر کے باطن سے ملائے اور سوچتا رہے کہ اللہ تعالےٰ کا فیض پیر کے مورد فیض پر آرہا ہے جہاں سے وہ فیض بواسطۂ پیر اپنے مورد فیض پر آرہا ہے اسی خیال میں محو ہو کر فیض حاصل کرتا رہے یا یہ تصور کرے کہ میرا دل شیخ کے پاکیزہ دل سے ملا ہوا ہے اور شیخ کے قلب مبارک سے میرے دل میں اس طرح فیض آرہا ہے جیسے پرنالہ سے پانی اور اس تصور کو اس وقت تک جاری رکھے کہ دل میں ذکر اچھی طرح جم نہ جائے

جذب جانب فوق سے لطائف میں جو کشش پیدا ہوتی ہے ان کو جذبات کہتے ہیں

Marfat.com

فیض غیبی اور عنایت حق کو جس سے نسبت باطنی حاصل ہو جائے جذب کہتے ہیں اور اسی نسبت کو وصولی الی اللہ بھی کہا جاتا ہے واضح رہے کہ جذب غیر اختیاری امر ہے۔

جب نسبتِ جمعیت وحضور قلب سالک میں پیدا ہوتی ہے تو اس وقت پیر طریقت حصول جذب کے واسطے توجہ فرماتے ہیں تب قلب طالب میں جانب فوق سے جذب پیدا ہو کر انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں تو یہ قلب کے اپنی اصل کی طرف متوجہ ہونے کی علامت ہے اسی طرح توجہ پیر کامل کی برکت سے لطائف میں جذب پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے اپنے اصول میں پہونچ جاتے ہیں۔

سالک کی سیر وسلوک مداومتِ اشغال اور کثرتِ توجہات پیر کامل پر موقوف ہے جب ان دونوں امور کی تکمیل ہو سالک بہت جلد سلوک طے کرتا ہے۔ ان دونوں امور میں جس قدر کمی ہوگی اُسیقدر سیر وسلوک میں بھی کوتاہی ہوگی استعداد سالکین کو بھی داخل ہے جن کی استعداد اچھی ہوتی ہے ان کی سیر بھی جلد طئے ہو جاتی ہے۔ تھوڑی توجہ اور قلیل اشغال میں مثل برق بہت جلد راہ طے کرتے ہیں اور جو ضعیف الاستعداد ہیں وہ قوی توجہ اور کثرتِ اشغال سے افتاں وخیزاں داصل منزل مقصود ہوتے ہیں اس طریق میں صحبت شیخ و توجہ پیر کامل کو دخل عظیم ہے مجاہدات وریاضات کیسے ہی ہوں بغیر ان دو امور کے بے سود ہیں۔

اس طریق شریفہ میں جذب سلوک پر مقدم ہے اس لئے کہ سلوک کا طئے کرنا جذب کی وجہ سے آسان ہو جاتا ہے جب تک پیر کامل کی توجہ نہ ہو جذب بھی پیدا نہیں ہو سکتا پیر کامل سالک کو اسی نسبت جذب کی بدولت کشاں کشاں منزل مقصود تک لے جاتے ہیں قلیل مدت میں مقامات عالیہ کی سیر نصیب ہوتی ہے۔

مقامات سلوک کا طے کرنا اگر ہزار ہا برس میں بھی میسر ہو تو غنیمت ہے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ کی جانب سے جذب ہوتا ہے تو شرعت سیر حدِ بیاں سے باہر ہوتی ہے

ایک پل اور ایک لمحہ میں اس قدر سلوک طے ہو جاتا ہے جو بغیر جذب کے صدہا سال میں بھی طے نہ ہوتا۔

جذبہ کا کامل ہونا سلوک سے وابستہ ہے جس طرح سلوک کے لئے جذبہ موجب سہولت ہے اسی طرح جذبہ کے لئے سلوک بھی تکمیل کا باعث ہے۔ اگر سلوک جو امور شریعت یعنے توبہ و زہد وغیرہ کے بجالانے سے مراد ہے جذبہ کے ساتھ نہ ملے تو جذبہ ناتمام و ناکمل رہتا ہے۔ اس طریق عالیہ میں جذب و سلوک کی دو نسبتیں طالب کو حاصل ہوتی ہیں ابتدائی منازل میں نسبت جذب حاصل ہو جائے تو سالک کو سلوک طے کرنے میں بڑی سہولت ہو جاتی ہے۔

شناخت پیر کامل

رابطہ و تصور شیخ کے فیوض و برکات جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے یہ سب کچھ اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ پیر کامل کی رہنمائی حاصل ہو۔ پیر کامل کی شناخت کے علامات یہہ ہیں۔

۱۔ بقدر ضرورت علم دین رکھتے ہوں خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء سے

۲۔ عقائد و اعمال و اخلاق میں شریعت کے پابند ہوں متقی ہوں یعنے کبیرہ گناہ سے بچتے ہوں، صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرتے ہوں ظاہری باطنی طاعتوں پر مداومت رکھتے ہوں

۳۔ دنیا کی حرص نہ رکھتے ہوں آخرت ان کے پیش نظر ہو کمال کا دعوی نہ کرتے ہوں کہ یہہ بھی شعبہ دنیا ہے۔

۴۔ کسی پیر کامل کی صحبت میں چندے رہے ہوں اور اُن سے فیوض و برکات حاصل کئے ہوں

۵۔ اس زمانہ کے علماء حق اور مشایخ طریقت بھی اُن کو اچھا سمجھتے ہوں

۶۔ بہ نسبت عوام کے خواص یعنے سمجھدار دیندار لوگ انکی طرف زیادہ مائل ہوں

۷۔ ان سے جو لوگ بیعت ہیں ان میں اتباع شریعت غالب ہو اور دنیا کی حرص کم ہو گئی ہو۔

Marfat.com

۸۔ وہ اپنے مریدوں کا اس طرح خیال رکھتے ہوں کہ کوئی بات اُن میں خلاف شریعت و طریقت پائیں تو اُن سے مواخذہ کرتے ہوں ہر ایک کو اس کی مرضی پر نہ چھوڑتے ہوں

۹۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق سبحانہ تعالےٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔

۱۰۔ خود بھی وہ ذاکر و شاغل ہوں کہ بغیر اس کے تعلیم میں برکت نہیں ہوتی جس بزرگ میں یہ علامتیں ہوں تو پھر یہہ نہ دیکھے کہ ان سے کوئی کرامت بھی صادر ہوتی ہے۔ یا ان کو کشف بھی ہوتا ہے یا وہ جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے یا یہہ صاحب تصرفات ہیں یا نہیں کیوں کہ یہہ امور لوازم کمال سے نہیں ہیں اسی طرح یہ بھی نہ دیکھے کہ ان کی توجہ سے کوئی مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا ہے یا نہیں اسلئے کہ یہہ بھی پیر کامل کے لئے ضروری نہیں ہے اصل میں یہہ ایک نفسانی تصرف ہے جو مشق سے بڑھ جاتا ہے غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی ایسا تصرف کرسکتا ہے اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیوں کہ اس کے اثر کو بقا نہیں۔

ضرورتِ بیعت بیعت صاف طور پر ایک طرح اطاعت الٰہی کا عہد ہے جو پیر و مرید ہاتھ میں ہاتھ ملاکر ایک دوسرے سے کرتے ہیں مرید کی طرف سے اطاعت کا اور پیر کی طرف سے ہدایت کا عہد ہوتا ہے اور یہی بیعت کی حقیقت ہے بیعت کوئی بدعت یا نئی بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے مختلف معاملات میں بیعت لی ہے۔ اسی کی متابعت میں آج تک یہہ سلسلہ جاری ہے اور بیعت سے غرض توبتہ النصوح اور اللہ تعالےٰ کے قرب کا آزمودہ طریق معلوم کرکے یاد الٰہی میں مشغول ہوجانا ہے بیعت کے مقاصد کا حصول اور اس بارگاہِ قدس تک رسائی اپنے اپنے حصّہ کی بات اور سالک کی مساعی و افضالِ ایزدی پر منحصر ہے جس کا حال اللہ تعالےٰ ہی کو معلوم ہے۔

Marfat.com

لیکن یہ بھی کیا کم فائدہ ہے کہ بوقت بیعت مرید ہونے والوں سے جو توبہ کرائی جاتی ہے اس عمل سے اُن کے سابقہ تمام معاصی اس طرح معاف ہوجاتے ہیں گویا کہ وہ ابھی شکم مادر سے پیدا ہوئے ہیں۔

شیخ کے ہاتھ پر بیعت دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کے مترادف ہے۔ وہ اس طرح کہ مرید کا ہاتھ اپنے شیخ کے ہاتھ پر اور شیخ کا ہاتھ اُن کے شیخ کے ہاتھ پر اس طرح یہ سلسلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک تک پہونچ جاتا ہے بلکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ کے تحت حق سبحانہٗ تعالیٰ[1] سے بیعت پر ختم ہوتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جتنے نفوس اتنے سلوک اس راہ میں جو کیفیات اور واردات پیش آتے ہیں اُن کی نوعیت ہر ایک کے ساتھ جداگانہ ہوا کرتی ہے۔ اور مدت تکمیل سلوک بھی بلحاظ صلاحیت یکساں نہیں ہوتی اور یہ راستہ پرخار وادیوں اور پیچیدہ گھاٹیوں سے پٹا پڑا ہے۔ اور وہ ذات مطلق ان گنت حجابات ظلماتی و نورانی میں مخفی ہے۔ ؎[2] ہر زمانہ روئے جاناں رانقابے دیگر است

ہر حجابے راکہ طے کردی حجابے دیگر است

اسلئے کسی ایسے شیخ کامل پیر واصل کی دستگیری کی ضرورت ہے جو اس راہ سے گذر چکے ہوں اور اس راہ کے سارے نشیب و فراز و خطرات سے ایک ایک کرکے واقف ہوں۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر صحبت و توجہ شیخ کی برکت سے دل میں جمتا ہے آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسلئے ایسے بزرگوں سے تعلق پیدا کرو جن کے

---

[1] خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ [2] چہرۂ محبوب پر ہر وقت ایک نیا نقاب موجود ہے۔ اگر ایک حجاب کو تو طے کرے تو دوسرا حجاب موجود ہے۔

Marfat.com

قلوب میں اللہ تعالیٰ کی یاد جم چکی ہو ان کی صحبت سے تم کو بھی یہہ دولت نصیب ہوگی۔ غافلوں کی صحبت یا خلوت میں رہ کر یہہ نعمت حاصل نہ ہوگی۔ بزرگوں کی صحبت میں رہو اُن کی صحبت آزمایا ہوا تریاق ہے۔ ان سے دور رہنا سمِ قاتل ہے۔

مشایخ وصوفیہ اور طریق تصوّف کی ضرورت ان تین چیزوں کے لئے ہے۔

۱۔ اعمال صالحہ میں سہولت اور ہمت قوی ہوجائے (۲) قلب ریا سے پاک ہو ۳۔ اخلاص میسر آئے۔

تجربہ شاہد ہے کہ یہہ دولت بدوں مشایخ وصوفیہ کی صحبت کے حاصل نہیں ہوتی ریا سے بچنا اور اخلاص حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے مشایخ وصوفیہ سے رجوع کرنا بھی ضروری ہے یہہ بھی جان لینا چاہیئے کہ تصوف کا خلاصہ جب یہہ تینوں چیزیں ہیں تو طریقت کو شریعت سے جدا کہنا محال ناقل ہے کیوں کہ ان امور کی تاکید شریعت میں بھی واضح طور پر موجود ہے نیز باطن ظاہر کا مغز اور ظاہر باطن کا ظرف ہے ظاہر و باطن لازم وملزوم ہیں ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے اس لئے شریعت وطریقت جدا نہیں ہیں۔ وصول مقصود بے متابعت سنت محال ہے کیسے ہی کشوف و وقائع ظاہر ہوں اگر سر مو بھی خلاف شریعت ہوں تو وہ قابل اعتبار نہیں ہیں شریعت کے بغیر تصوف کا وجود ہی قائم نہیں رہ سکتا اللہ تعالیٰ سے ملنے کا دروازہ تو صرف شریعت ہے۔ تم شریعت کی اس مضبوط رسی کو پکڑے رہو جس کا پکڑنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ شریعت کا روشن چہرہ اور اس کے مضرات کھلی راہ دکھانے والے ہیں۔

جو پیر مشاہدہ کے درجہ پر پہونچ چکے اور تجلیات ذاتیہ سے بہرہ ور ہوں اُن کا مرید ہونا بمقتضائے همُ الَّذِیۡنَ اِذَا رُءُوۡا ذُکِرَ اللّٰہ[۱] ذکر کا فائدہ دیتا ہے اور ان کی صحبت بموجب هُمۡ جُلَسَاءُ اللّٰہ[۲] صحبت مذکور کے حاصل ہے جب ایسے بزرگ کی صحبت د

---

[۱] یہہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے [۲] وہ خدائے تعالیٰ کے پاس بیٹھنے والے ہیں۔

Marfat.com

دولتِ دیدار نصیب ہو تو جہاں تک ہو سکے ان سے استفادہ کیا جائے تا آنکہ جمالِ ہم نشین در من اثر کرد کا خود مصداق نہ بن جائے۔

اے سالک تو اپنے شیخ کی صحبت کو غنیمت جان تیرا جو وقت بھی ان کے ساتھ گذریگا وہ تیرے لئے رجوع الی اللہ کے برابر ہوگا کیونکہ ان کا رجوع الی اللہ صحیح ہو چکا ہے اس لئے جو ان کے پاس آتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونیکی توفیق ہو جاتی ہے

لہ صحبت پیر بہ ز ہر عمل است + ہر کہ با او نشست با عمل است

ٹہ این عمل شاہ راہ پنہان است + رہبرت سوئے وصلِ جانان است

اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف لے جانے والے اور سیدھا راستہ بتلانے والے بہت کم ہیں اسلئے اب آپ خود ہر کام میں اللہ تعالےٰ پر نظر رکھو عقلمند کے سب کام اللہ تعالےٰ کے لئے ہوتے ہیں اور شیخ کامل و اکمل کے ملنے کی بھی انہیں سے مدد چاہو پیر کامل کی ہر سانس کبریت احمر ہے شیخ کامل کا حال مرید پر اس طرح طاری ہوتا اور اس میں یوں سرایت کر جاتا ہے جیسا کہ خوشبو دماغ میں پہونچ جاتی ہے اور اخلاص تو کیمیا ہے جن کو اخلاص سے حصّہ ملا ہے اُن کا اثر دوسروں پر بھی ضرور ہوگا۔ اس لئے شیخ میں جس قدر اخلاص زیادہ ہوگا اُسی قدر وہ اپنے مریدوں کو رنگ دیںگے شیخ کامل وہ ہیں جو اپنے حال سے مریدوں کی تربیت کریں نہ وہ جو صرف قال سے کام لیں اور جو پیر حال و قال دونوں کے جامع ہوں کہ حال سے بھی تربیت کرتے ہوں اور قال سے بھی وہ تو بڑے ہی کامل شیخ ہیں۔

صحبت کا اثر ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لئے اپنے اندر شیخ کی کیفیات کا اثر انداز ہونا ضروری ہے اگر وہ کیفیات حاصل نہ ہوں تو تا حصول کوشاں رہے کر وہ صفات اپنے اندر

لہ پیر کی صحبت ہر عمل نیک سے بہتر ہے جو ان کے پاس بیٹھے وہ با عمل ہے۔ ٹہ یہ عمل پوشیدہ شاہ راہ ہے وصل جانان کی طرف تیری رہبری کرتا ہے رسّی، سُرخ گندھک جو کمیاب ہے اگر مل جائے تو یا ساقی کیمیا بنائی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

پیدا ہو کر ملکہ بن جائیں۔

مُرید و مُراد

سالک دو طرح کے ہوتے ہیں مرید اور مراد۔ مرید وہ ہے جو اپنی کوششوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہونچے اور مراد وہ ہے جس کو رب العزت خود اپنی طرف کھینچ لیں مرید کے سب مقامات بند رہتے ہیں جس کے باعث تمام مقامات میں باقاعدہ سلوک طے کرنا ضروری ہے اور مراد کے اکثر مقامات کھلے رہتے ہیں اور ان مقامات میں جو کسر باقی رہتی ہے شیخ کامل اپنی توجہ سے پورا کر دیتے ہیں اور باقی مقامات جو بند ہیں ان میں باقاعدہ سلوک طے کرنا ضروری ہوتا ہے۔

مراد محبوب ہوتا ہے جس کو لطیفۂ اخفیٰ کی ولایت حاصل ہوتی ہے اور اس پر نسبت جذب غالب ہوتی ہے بلا جد و جہد تھوڑی سی توجہ سے واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔ یہ امر اپنی اپنی صلاحیت اور افضال الٰہی پر موقوف ہے بقیہ چار لطائف عالم امر کی ولایت سے مناسبت رکھنے والے مرید ہوتے ہیں انہیں کافی جد و جہد و توجہ تام صرف کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جاکر وہ واصل الی اللہ ہوتے ہیں۔ بلحاظ مراتب مرید و مراد میں بس یہی فرق ہے۔ بعض اوقات مرید مراد سے بھی بلند مرتبہ ہوتے ہیں۔

سالکوں کے دو درجہ ہیں مرید اور مراد مرید ابھی عاشق ہی ہے اللہ تعالےٰ کا محبوب نہیں ہوا۔ مراد عاشق بھی ہے اور محبوب بھی مرید اعراض کرے تو دھکے دیکر نکلوا دیا جاتا ہے۔ مراد اعراض کرے تو پکڑوا بلایا جاتا ہے کیونکہ وہ محبوب بھی ہے صوفیہ کی اصطلاح میں اہل ارادت اور مرید اس کو کہتے ہیں جو ہنوز اللہ تعالےٰ کی طلب میں مشغول ہے۔ ابھی مقصود تک پہونچا نہیں پھر جب طلب و ارادت کامل ہو جاتی ہے تو اس پر اللہ تعالےٰ کی عنایت ہوتی ہے۔ اور اس کو درگاہ قرب کیطرف کھینچ لیا جاتا ہے تو یہ مرید و عاشق مراد اور محبوب بن جاتا ہے۔

۱ؐ کسی کام کے کرنے کی قوت جو طبیعت میں متمکن ہو جائے ملکہ کہلاتی ہے۔

Marfat.com

جس نے اپنے آپ کو ارادت میں ثابت قدم رکھا وہ مُراد (محبوب) بن گیا جس نے اپنے کو طلب میں مضبوط رکھا وہ مطلوب بن گیا جو دروازہ پر پڑا رہا وہ ایک نہ ایک دن اندر پہونچ گیا اور اندر پہونچکر جس کی نیت اچھی رہی کہ اب بھی اپنے محبوب و مطلوب حقیقی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے سوا و ہاں کے ساز و سامان یعنے انوار ملکوت وغیرہ میں دل نہ لگایا وہ بارگاہ وصال میں پہونچ گیا غرض ہمت بلند رکھے اللہ تعالیٰ کو مانگے اور انہیں سے مانگے جب وہ مل گئے تو سب کچھ مل گیا۔ جنت اور اس کی نعمتیں بھی اس خوشی کے مقابلہ میں جو پروردگار عالم کے انس سے ہوتی ہے اس رائی کے دانے سے بھی چھوٹی ہیں جو روئے زمین کے وسیع میدان میں پڑا ہوا ہو۔

آداب پیر

مرید کے لیے اپنے شیخ کے ساتھ ادب واحترام کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری و لازمی ہے۔ اس لئے سالک کو چاہیئے کہ اپنے شیخ کی تعظیم و تکریم و آداب مجلس میں کمی نہ کرے کیوں کہ شیخ کے ساتھ بے ادبی کے سبب مرید درجۂ کمالات سے محروم ہو جاتا ہے۔

مرید کو چاہیئے کہ جب وہ اپنے شیخ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو تو سلام و مصافحہ کے بعد بحصول اجازت دو زانو ہو کر با ادب بیٹھ جائے اور خاموشی و غور و فکر کے ساتھ ان کے کلام کو سنتا رہے ان کے سامنے کبھی ہنسے نہ مسکرائے بلکہ خوف زدہ ہو کر ادب سے بیٹھے اور کسی سے کلام نہ کرے۔ ان کے کلام سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو تنہائی میں دریافت کرے اسی طرح اپنے حالاتِ سلوک کو بھی تنہائی میں ہی گوشگزار کرے۔ امتحاناً یا اعتراض کے طور پر آن سے کوئی سوال نہ کرے۔ اس لئے کہ ایسی حرکت شیخ کے ناگوار خاطر ہونے کا اندیشہ ہے جو نقصان کا باعث اور فیوض و برکاتِ شیخ سے سالک کے محروم رہنے کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح اپنے شیخ سے کسی قسم کی بدظنی و بدگمانی کبھی نہ کرے۔

Marfat.com

حضرت باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یقین تر کامل تر" یعنے جس قدر یقین زیادہ رکھو گے اسی قدر زیادہ کمال کو پہونچو گے۔ جب تک شیخ پر مرید کا یقین کامل نہ ہوگا اس وقت تک مرید کی ریاضت و مجاہدہ میں نقص رہے گا۔ مرید پیر کامل کے ہدایات پر جسقدر عمل کرے گا اُسی قدر ان کے فیضان کا عکس مُرید کے باطن پر پڑے گا

پیر کے ساتھ مرید کو یہاں تک احتیاط رکھنا ضروری ہے کہ کبھی ان کی طرف پیٹھ نہ کرے نہ ان کے سایہ پر چلے نہ ان کے کپڑوں کو پہنے اور نہ بستر پر پاؤں رکھے اور نہ انکی طرف پاؤں پھیلائے ان کے مصلے پر کھڑا ہونا اور ان کے استعمال ظروف کو اپنے استعمال میں لانا اور ان کی نشست گاہ پر بیٹھنا اور ان کیطرف رخ کر کے تھوکنا یہ سب امور انتہائی سوء ادبی میں داخل ہیں۔ غرض مشائخ طریقت کا ادب کرو کیوں کہ جو شخص ان کے دلوں کی تکدر و کلفت سے حفاظت نہیں کرتا تو اللہ تعالےٰ اس پر ایسے کتے مسلط کر دیتے ہیں جو اس کو ہر وقت تکلیف دیتے رہتے ہیں۔

مُرید کیساتھ پیر کا برتاؤ

پیر کامل ہمیشہ محبت و شفقت کے ساتھ پرخلوص طریق پر اپنے مریدوں کی روحانی ارتقا میں اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ سالک کے مناسب حال تصوف و منازل سلوک کی تفہیم اور ضروری اور اد و وظائف کی ہدایت سے وقتاً فوقتاً بہرہ ور فرماتے ہیں اور جب وہ لطائف سبعہ سے ترقی کر کے مشاہدۂ انوار الہیٰ کے مقامات میں پہونچ جاتا ہے تو اس پر ظاہری و باطنی توجہ فرماتے ہیں اس لیے کہ وہ مشاہدۂ انوار کے باعث ذات تبارک و تعالےٰ کی بے چونی سے چوں کی شہود میں نہ پڑ جائے اور اس مقام کے اسرار و انوار اس کی فہم سے بالاتر ہونے کی وجہ کہیں وہ کفر و ضلالت میں آلودہ نہ ہو جائے مراقبہ معیت میں جہاں مقام ہمہ اوست آتا ہے خصوصی ہمت اور کامل توجہ فرماتے ہیں کہ اپنے مسلک کے خلاف مرید کے قدم کو کسی طرح لغزش ہونے نہ پائے

Marfat.com

سلوک کے اسباق اور ان مقامات کے اسرار و انوار الٰہی کے احوال سالک کی فہم وفراست کے مطابق سمجھا کر سیدھی راہ سے اس کو منزل مقصود کی طرف لے جاتے ہیں اور جب سالک پر مشاہدۂ انوار سے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو اُسے اپنی روحانی کشش سے خود میں جذب کر لیتے ہیں تاکہ وہ اپنے ہوش و حواس کو قائم رکھ کر شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ثابت قدم رہ سکے۔

مرید سے اپنی خدمت کی کبھی خواہش نہیں کرتے ہاں وہ اپنے اظہار خلوص وسعادت مندی کے لئے کوئی خدمت کرنا چاہے تو اُسے محروم بھی نہیں فرماتے اور مرید سے کسی قسم کی تمنا نہیں رکھتے اگر وہ بہ طیب خاطر نذرانہ وتحفہ پیش کرنا چاہے تو باتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرما کر اس کی دل شکنی کرنا بھی گوارا نہیں کرتے اور احکام خدا ورسول کے تحت پوشیدہ طور پر صرف فرما دیتے ہیں۔

مریدوں کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھتے ہیں کہ ہر شخص یہی سمجھنے لگتا ہے کہ اُن کی عنایات سب سے زیادہ میرے شامل حال ہیں اور ایسا سلوک روا رکھتے ہیں کہ ان میں کسی قسم کی بدظنی وبدگمانی پیدا ہونے نہ پائے اور وہ آہستہ آہستہ اخلاق حمیدہ سے مزین ہوتے چلے جائیں نہ صرف یہ بلکہ استقامت واستقلال کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طاعت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں خود بھی منہمک اور مریدوں کو بھی مشغول رکھنے کی فکر میں رہا کرتے ہیں۔ اتفاقاً کسی مرید سے خلاف مرضی کوئی حرکت یا سوء ادبی ہو جائے تو چشم پوشی فرماتے اور درگذر کر دیتے ہیں۔ اور کبھی ناراض نہیں ہوتے۔ اور حکمت سے نصیحت فرما کر آداب سکھلاتے اخلاق حمیدہ سے آراستہ وپیراستہ کر کے اُسے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کا نمونہ بنا دیتے ہیں جس کی سالک کے لئے شدید ضرورت ہوتی ہے۔

قبض وبسط قبض وبسط کی دو حالتیں ہیں اگر عامی ومبتدی کو ہوں تو خوف و

رجا ہے متوسط کو ہوں تو قبض و بسط اور منتہی کو ہوں تو اس کو ہیبت و انس کہتے ہیں دوران سلوک قبض[1] و بسط کے حالات و کیفیات طاری ہوتے ہیں سالک پر کبھی بسط کی حالت رہتی ہے جس سے فرحت اور کبھی قبض کی کیفیت جس سے وحشت ہوتی ہے قبض کی حالت بھی محبوبانہ چھیڑ چھاڑ ہے سالک کو چاہیئے کہ اپنا کام کئے جائے ذکر و شغل بھی ہوتا رہے اور دیگر معمولات بھی برابر جاری رہیں اور باطنی حالات کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دے وہ مناسب حال ردوبدل فرماتے رہیں گے. بعضوں نے شیطانی وسوسہ سے قبض کی حالت کو عدم مقبولیت اعمال کی علامت سمجھ کر ذکر و شغل وغیرہ سب کچھ چھوڑ دیا ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

قبض کی حالت میں درود شریف کثرت سے پڑھا کریں اور تنہائی میں نہایت آہ و زاری کے ساتھ دعا کریں کہ الٰہی گو میں برا ہوں لیکن آپ کا ہوں آپ کے محبوبان بارگاہ اور میرے سلسلہ کے پیرانِ کبار کا صدقہ مجھے بسط کی حالت نصیب فرمائیے اور کبھی بزرگانِ دین کے مزارات پر جاکر اس نیت سے توجہ لیا کریں کہ مجھے بسط کی حالت نصیب ہو جائے اور کبھی شفاخانے جاکر مریضوں کو جو اقسام کے امراض میں مبتلا ہیں دیکھیں اور عبرت لیں اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہم کو صحت جیسی نعمت عطا فرمائی اور کبھی فرصت کے وقت جنگل کی طرف نکل جائیں بہتے پانی اور سبزہ زار کو دیکھا کریں یہ سب طریقے قبض دور کرنے کے ہیں باقی بھروسہ تو اللہ تعالےٰ ہی پر رہے اُن کے دریائے عالی سے ہرگز مایوس نہ ہوں.

قبض کی حالت بھی کچھ بری نہیں ہے. یہ بھی خدائے تعالیٰ کی نعمت ہے ہم تو

---

[1] کسی خیر کا اثر جب کہ وہ باطن پر ہو تو اصطلاح تصوف میں بسط کہلاتا ہے اور معصیت کے اثر کو جو باطن پر ہو قبض کہتے ہیں۔ ۱۲

Marfat.com

کس گنتی میں ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنا شروع ہونے کے بعد تین سال تک وقفہ ہو گیا آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جیسا کچھ تھا ظاہر ہے بالواسطہ روزانہ بات چیت ہوتی تھی جس کی لذت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو معلوم دوسرا کیا جانے اس کے بعد تین سال تک وحی بند رہی اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی تکلیف ہوئی ہوگی کفار مکہ کے طعنہ علیحدہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اُن کے خدا نے چھوڑ دیا اس وقت آپ نے خود کو پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ فرمایا تھا تب خدائے تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور تسلی دی. کتنا بڑا قبض تھا تین سال کے بعد بسط کی کیفیت نصیب ہوئی وحی آنا شروع ہوئی سورہ الم نشرح میں اسی قبض کی طرف اشارہ ہے اَنقَضَ ظَهرَكَ اسی قبض نے آپ کی پیٹھ توڑ دی تھی یہہ کوئی فقر وفاقہ کی کلفت نہ تھی۔

اس لئے سالک کو چاہیئے کہ اپنا کام کئے جائے قبض وبسط کا خیال ہی آنے نہ دے اس بلا مصیبت کو بھی نعمت سمجھے اس کا شکر یہہ ہے کہ الحمد للہ کہے اور ہر حال میں خوش رہے یہہ سب کچھ اپنے محبوب کی طرف سے سمجھ کر راضی برضائے الٰہی رہے کسی فعل سے ناگواری نہ ہو ایسی حالت میں شیطان وشیاطین الانس دھوکہ دیتے ہیں کہ بھلا یہہ مقام تم کو حاصل ہو سکتا ہے. اس کی پروا نہ کرے

سالکین کے قلبی حالات مختلف ہوتے ہیں کبھی قبض اور کبھی سکر کبھی صحو انوار الٰہی کے غلبہ سے امتیاز اٹھ جانا سکر ہے پھر اپنی حالت پر عود کر آنا صحو ہے آثار لطف وکرم کے وارد ہونے سے دل کو فرحت ہونا بسط ہے آثار عظمت و استغنا سے دل گرفتہ ہونا قبض ہے ایسے مختلف احوال پیش آنا تلوین ہے. دل کی حالت یکساں رہنا تمکین ہے صاحب تلوین صاحب حال ہے ابھی راستہ میں ہے اور صاحب تمکین واصل ہو چکا ہے اس کی حالت کمال کے ساتھ مثل عوام کے ہو جاتی ہے کوئی اس کو کامل سمجھ بھی نہیں سکتا

سالک کے لئے قبض کی حالت بھی ایک بڑی مصیبت ہے جس کا اندازہ سالک ہی کر سکتا ہے

Marfat.com

اس حالت میں بار ہا خودکشی کر لینے کو جی چاہتا ہے لیکن محققین صوفیہ کے نزدیک یہ مصیبت بھی اس اعتبار سے عین نعمت ہے کہ اس کی بدولت سالک عجب و پندار سے محفوظ رہتا ہے جو اس راہ کی سب سے بڑی ہلاکت ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ قبض باعتبار آثار کے بسط سے زیادہ نافع ہے کیوں کہ بسط میں عُجب کا خطرہ ہے اس حالت میں اپنے کمالات پر نظر ہوتی ہے اور قبض کی حالت میں اپنے اوپر نظر نہیں ہوتی بلکہ عجز و نیاز مندی ہی کا غلبہ ہوتا ہے اور اس وقت سالک اپنے آپکو سب سے بدتر سمجھتا ہے۔ یہہ بات اُس شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی جس پر یہ حال گذرا ہو کیونکہ یہہ ایک ذوقی امر ہے جس پر گذرتی ہے وہی جانتا ہے۔ اس حال کی حقیقت کو الفاظ میں ظاہر کرنا دشوار ہے پس اس قدر کہا جاسکتا ہے اس حالت قبض میں سالک کی نظر اپنے مال پر ہوتی ہے نہ معلوم مآل کیا ہو اور اس طریق میں عجز و نیاز ہی سے کام چلتا ہے عجب و پندار سے کامیابی نہیں ہوسکتی ہے

۱؎ فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ	جز شکستہ رانگیرد فضلِ شاہ
۲؎ ہر کجا پستی ست آب آنجا رود	ہر کجا مشکل جواب آنجا رود

کلماتِ نقشبندیہ کا بیان

(۔۔۔)

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ نے اپنے سلسلہ کی بناء جن گیارہ کلمات پر رکھی ہے ان میں سے آٹھ کلمات حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور تین کلمات آپ سے منقول ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ کلمات یہ ہیں

۱؎ فہم و فراست کو تیز کرنا راستہ نہیں ہے۔ شکستہ حال کے سوا فضل رب کسی کے شامل حال نہیں ہوتا ہے
۲؎ جہاں پستی ہوتی ہے وہیں پانی جاتا ہے جہاں مشکل ہوتی ہے وہیں اس کا حل پہونچتا ہے۔

(۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت اور حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہٗ کے تین کلمات یہ ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف عددی (۳) وقوفِ قلبی۔ ان کلمات کی جو توضیح بزرگوں نے فرمائی ہے وہ افادہ و استفادہ سالکین کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

۱- ہوش در دم اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر ایک سانس یاد الٰہی میں گزارے اگر کوئی سانس احیاناً غفلت میں گذر جائے تو اس سے توبہ و استغفار کرے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں سانس لیتے اور چھوڑتے وقت اور اس کے درمیان اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرے یہاں تک کہ حضور دائمی حاصل ہو سانس کی آمد و شد میں ذکر محفوظ رہنے کے لئے ذاکر پاس انفاس[1] کی مداومت زیادہ مفید ہے

۲- نظر بر قدم اس سے مراد یہ ہے کہ سالک چلتے وقت اپنی نظر پشت پا پر رکھے تاکہ نظر بلاوجہ ادھر اُدھر نہ پڑے اور محسوساتِ متفرقہ میں دل گرفتار اور پراگندہ ہو کر اس کی یکسوئی میں فرق نہ آنے پائے جو قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اس لئے کہ ہوش در دم اندرونی خطرات کا اور نظر بر قدم بیرونی خطرات کا دافع ہوا کرتا ہے یا نظر بر قدم سے یہ بھی مراد ہے کہ سالک اس پر نظر رکھے کہ اس کا قدم نیکی کی طرف اٹھ رہا ہے یا بدی کی طرف اگر نیکی کی طرف ہو تو قدم کو اور آگے بڑھائے اور بدی کی طرف ہو تو پیچھے ہٹائے۔

نیز نظر بر قدم سے یہ مراد ہے کہ سالک اپنی سیر باطن پر نظر رکھے یعنے قطع منازل میں نظر جس طرح تیزی سے کام کرتی ہے قدم کو بھی اسی طرح گامزن رکھے کہ قدم نظر سے پیچھے رہنے نہ پائے بلکہ ہمعنانِ نظر بر قدم رہے اس سے یہ مراد بھی لیتے ہیں کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ ترقی کا قدم کس جگہ پر ہے اور اپنی ولایت کس اولو العزم نبی کے زیر قدم ہے۔

[1] پاس انفاس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی وقت بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہے۔

Marfat.com

۳۔ سفر در وطن اس سے مراد یہہ ہے کہ سالک اپنے نفس میں سیر کرے یعنے اپنی برائی کی تلاش میں رہے صفات ذمیمہ مثل حب جاہ و مال و عجب و حسد و بغض و عداوت و غیبت وغیرہ کو دور کر کے صفاتِ حمیدہ صبر و شکر توکل و رجا تسلیم و رضا وغیرہ پیدا کرے اور اپنے اخلاق بشریہ کو اخلاقِ ملکیہ میں تبدیل کر کے تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کا نمونہ بنالے اور یہہ بات یقینی ہے کہ جب تک سالک کا دل خصائل رذیلہ سے پاک و صاف نہ ہو انوار الٰہی کا گذر اُس کے دل میں نہیں ہوسکتا۔ دل میں جس غیر اللہ کی محبت ہو وہی اس کا بت ہے۔ جب تک اس بت خانہ کو توڑ کر خانہ کعبہ نہ بنائیگا وہ عند اللہ بت پرست ہی کہلائے گا۔

حضرت غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس دل میں غیر اللہ کا تصور ہو اُس دل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔

حضرت مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ نے سیر آفاق کو چھوڑ کر سیر انفسی کو اختیار فرمایا ہے اس کا سبب یہہ ہے کہ سیر آفاقی دور دراز کا سفر ہے اس کا بخیر انجام پانا سالک کیلئے دشوار ہوتا ہے۔ اسلئے سیر آفاقی کو سیر انفسی کے ضمن میں طے کرنا مناسب خیال فرمایا۔ واضح رہے کہ سالک سیر آفاقی میں مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈتا ہے اور سیر انفسی میں مطلوب کو اپنے ہی میں تلاش کرتے ہوئے دل کے گرد پھیرتا رہتا ہے لیکن شہود انفسی میں گرفتار نہ رہنا چاہیئے بلکہ اس کو بھی مطلوب کا ظل تصور کر کے حق سبحانہ تعالےٰ کو آفاق اور انفس سے باہر تلاش کرنا چاہیئے کیونکہ حق سُبحانہ تعالےٰ جس طرح ورائے آفاق ہیں اُسی طرح ورائے انفس بھی

۴۔ خلوت در انجمن اس سے یہہ مُراد ہے کہ عام مجلس جو دل کو پراگندہ کرنے کا مقام ہے وہاں بھی باطن میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ خلوت اختیار کرکے یعنے ظاہر میں مخلوق کے ساتھ اور باطن میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ رہا کرے اور انہیں کے دھیان میں مستغرق رہے۔ اللہ تعالےٰ کا فیض کسی وقت بھی اچانک آسکتا ہے لیکن وہ اُسی وقت اثر انداز ہوتا ہے جب کہ دل بھی متوجہ الی اللہ رہے اسی لئے کسی مجلس میں یا کسی کی

ملاقات کے وقت بھی اللہ تعالےٰ سے غافل نہ رہے ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی ✦ شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی[1]

خلوت در انجمن کا ایک مطلب یہہ بھی ہے کہ سالک جب بازار میں جائے تو اس کے دل کا یہہ عالم ہو کہ بجز ذکر الٰہی اُسے کوئی آواز سنائی نہ دے حضرات مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ نے چلہ کشی کے بجائے اس خلوت کو ترجیح دی ہے اسلئے کہ چلہ کشی کی جو غرض وغایت ہوا کرتی ہے وہ خلوت در انجمن سے بھی حاصل ہوتی ہے اور اس میں ایک خصوصیت یہہ بھی ہے کہ چلہ کشی میں ریا کا احتمال ہے اور اس خلوت میں وہ اندیشہ بھی نہیں اسی وجہہ سے طریق نقشبندیہ کا مسلک یہ رہا ہے کہ سالک اپنی ظاہری حالت کو ایسی بنا رکھے کہ عام لوگ اُسے کامل سمجھ نہ سکیں ؎

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش ✦ ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں[2]

۵- یاد کرد اس سے یہہ مراد ہے کہ ہر حال وہر وقت ذکر میں اس طرح مشغول رہے کہ مرتبۂ حضوری حاصل ہو جائے خواہ وہ ذکر زبانی ہو یا قلبی۔ اسم ذات یا نفی اثبات اس طرح ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کو بھی یاد کرد کہتے ہیں ؎

باش دائم اے پسر در یاد حق ✦ گر خبر داری زعدل و داد حق[3]

۶- باز گشت اس سے یہ مراد ہے کہ دوران ذکر میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہہ مناجات الٰہی معصود من توی رضائے تو محبت و معرفت خود بدہ کرتا ہے اور ذکر نفی اثبات میں یہہ تصور کرے کہ قرب الٰہی کے سوا میرا کوئی مقصود نہیں ہے۔ حضرات نقشبند مجددیہ رحمہم اللہ کا معمول ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے ضمن میں لا مقصود الا اللہ کا خیال رکھے کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہی مقصود بھی ہوتا ہے وہی مقصود بھی ہوتا ہے۔

ذکر و فکر سے سرور پیدا ہو یا عالم غیب کی کوئی چیز دکھائی دے تو سالک کو چاہیئے کہ اس

---

[1] ایک مرتبہ کے پلک جھپکنے تک بھی تو اللہ تعالےٰ سے غافل نہ رہ ممکن ہے کہ وہ تیری طرف دیکھیں اور تو اس سے غافل رہے۔ [2] اندر سے ہو تو آشنا باہر سے ہو بیگانہ تو۔ ایسی نرالی طرز کا ملتا نہیں ہے خوب رو [3] اے عزیز تجھے اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کی خبر ہے تو ہمیشہ یاد حق میں رہا کر۔

Marfat.com

دھوکہ نہ کھائے اور اس کو اپنا مقصود نہ سمجھ بیٹھے کیوں کہ اگر اسماء و صفات میں سے کسی ایک صفت میں لاکھوں سال بھی سیر کی جائے تو بھی وہ ختم نہ ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ لفظ لا سے ان سب کی نفی کر کے ذات بحت کی طرف قدم بڑھائے۔

۷. نگہداشت اس سے مراد یہ ہے کہ قلب کے خطرات و وسواس پر نگاہ رکھے اور اگر بوقت ذکر دل میں ماسویٰ اللہ کا خیال و خطرہ آجائے تو فوراً ہٹائے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی قسم کا خیال دل میں ہرگز آنے نہ دے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سالک پر لازم ہے کہ خطرات کو ابتدائے ظہور میں روکے۔ اس لئے کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گے تو نفس ان کی طرف ضرور مائل ہوا کریگا اور وہ نفس پر قبضہ کر لیں گے پھر ان کا دفع کرنا مشکل ہو جائے گا اور یہ بات یقینی ہے کہ جب تک خطرات ماسویٰ اللہ سے دل پاک و صاف ہو کر مانند آئینہ نہ ہو جائے اس وقت تک انوار و برکات و فیضانِ الٰہی اس دل میں سما و نہیں سکتے ؎

بنبہ وسواس بیروں کن زگوش[1] | تا بگوشت آید از گردوں خروش
تا کنی فہم آں معمہ پاش را[2] | تا کنی ادراک امر فاش را

۸. یادداشت اس سے یہ مراد ہے کہ اپنے مقصود کو ہمیشہ ذہن نشین رکھے وصول الی اللہ کے لئے ذوق و شوق کے ساتھ مطلوب کی یاد ہمیشہ دل میں رہے اور جو مانع مقصود وسواس سے محترز رہے کہ خدا و رسول کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہونے نہ پائے کیوں کہ اس سے مقصود تک ہرگز رسائی نہیں ہوتی جب تعلق مع اللہ اس درجہ استوار و قوی ہو جائے کہ اس کے سوا ہر شئے دل و دماغ عقل و شعور سے محو ہو جائے اور ذاتِ الٰہی کے سوا کسی چیز کا شعور نہ رہے تو اس حالت کو فنا کہتے ہیں اور جب اس میں شعور کا شعور بھی باقی نہ رہے تو یہ فنا الفنا

---

[1] وسوسوں کی روئی کان سے باہر نکال تاکہ تیرے (دل کے) کان میں آسمانی آوازیں آنے لگیں
[2] تاکہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تو راز کی باتوں کو جان سکے۔

اور عین الیقین ہے۔ اور یادداشت فنا الفنا کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے اور جب سالک کو بہ یادداشت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ اللہ تعالےٰ سے غافل نہیں رہ سکتا یہاں تک کہ خوشی وغمی نفع ونقصان ہر حال میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ رہتا ہے جو شخص فنا وبقا سے مشرف ہو وہی ولی ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے آخری چار کلمات کی تشریح یوں بھی فرمائی ہے کہ یاد کرد سے مُراد ذکر میں مشغول رہنا یہاں تک کہ مرتبۂ حضوری حاصل ہوجائے اور بازگشت سے مُراد مناجات کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہونا نگہداشت سے مراد اس رجوع کی محافظت کرنا اور یادداشت سے مُراد اس نگہداشت کی مضبوطی ہے۔

۹۔ وقوف عددی اس سے مراد یہ ہے کہ سالک حبس دم کے ساتھ ذکر نفی اثبات کے وقت طاق عدد پر سانس چھوڑا کرے لیکن حبس دم وقوفِ عددی شرائط ذکر سے نہیں ہیں بلکہ وقوف قلبی واجبات وشرائط ذکر سے ہے اور اس ذکر کا نتیجہ یہ ہے کہ لا کے نفی کے وقت ایک وجود انسانی ہی نہیں بلکہ کائنات کی نفی ہوجائے اور اِلّا کے اثبات کے وقت تصرفات جذبات الٰہی کے آثار محسوس ہونے لگیں۔

۱۰۔ وقوف زمانی اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے نفس سے واقف رہے اور خیال رکھے کہ وقت کس طرح گذر رہا ہے جو وقت طاعت الٰہی میں گذرا اس پر خداوند کریم کا شکر بجالائے اور جو وقت معصیت وغفلت میں گذرے اس پر ندامت کے ساتھ توبہ استغفار کرے اور اسی کو اصطلاح صوفیہ میں محاسبہ کہتے ہیں۔

وقوف قلبی اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر کے وقت سالک قلب کو بے خبر ہونے نہ دے اور قلب کی طرف متوجہ ہوکر مفہوم ذکر سے آگاہی حاصل کرتا جائے یعنی اپنی زبان کو بند رکھ کر زبان خیال سے ذکر کرے اور اپنے ظاہر وباطن سے اس ذکر کی آواز سنتا رہے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقوف قلبی کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنے قلب کی نگہبانی کرتا رہے یعنی اُسے ذکر سے غافل اور نفسانی خطرات وخواہشات اور

غیر اللہ کی محبت سے پراگندہ ہونے نہ دے ہر لحظہ دیکھتا رہے کہ غفلت ذکر سے کہیں اس پر شیطان مسلط نہ ہو جائے۔

امام الطریقہ حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کے نزدیک وقوف قلبی وصول الی اللہ کا بہت بڑا رکن ہے اور طریق نقشبندیہ کا دارومدار اسی پر رکھا گیا ہے۔

وسواس

انسان میں تین قوتیں ہیں قوت ملکوتیہ[۱]، بہیمیہ[۲]، سبعیہ[۳] جب انسان کوئی برا کام کرتا ہے تو قوت بہیمیہ وسبعیہ کو غلبہ ہوتا ہے اور قوت ملکوتیہ کمزور ہو جاتی ہے شیطان اس سے خوش ہوتا ہے بخلاف اس کے جب وہ کوئی نیک کام کرتا ہے تو قوت ملکوتیہ غالب ہوتی ہے اور قوت بہیمیہ وسبعیہ کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس وقت شیطان کو برا معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ نیک کام کی نورانیت زائل کرنے کے لئے وسوسہ ڈالکر پریشان کرنا شروع کر دیتا ہے اس سے گھبرانا نہ چاہیئے بلکہ ان وسوسوں کو دفع کرنے کے لئے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم[۴] پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں پیدا ہو کر وسوسہ بند ہو جاتے ہیں۔ جس وقت کتا حملہ آور ہوتا ہے آپ پتھر اٹھائیں یا لکڑی دکھلائیں تو وہ اور زیادہ بھونکتا اور حملہ کرتا ہے اگر اس وقت کتے کے مالک کے پیچھے ہو جائیں تو پھر وہ کچھ نہیں کرتا اسی طرح آپ وسوسوں کے وقت اعوذ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجایئے انشاء اللہ تعالیٰ وسوسہ کچھ نہ کر سکیں گے۔

حقیقت میں یہ وسوسہ باطن قلب میں نہیں ہوتے بلکہ بیرون قلب رہتے ہیں جیسے آئینہ پر مکھی دیکھنے والے کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکھی آئینہ کے اندر بیٹھی ہے حال آنکہ وہ باہر رہتی ہے ایسے ہی وسوسہ قلب کے باہر رہتے ہیں قلب کے اندر جہاں ذکر رہتا ہے وہاں ان کی گنجائش نہیں۔ بوقت ذکر دل میں جو وسوسہ معلوم ہوتے ہیں

---

[۱] فرشتہ پن [۲] حیوانیت [۳] درندگی [۴] اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔

وہ دراصل وسوسوں کا عکس ہوتے ہیں۔

وسوسوں کا آنا بھی خدائے تعالیٰ کا امتحان ہے کہ بندہ وسوسوں سے گھبرا کر عبادت چھوڑ دیتا ہے یا ان وسوسوں کے ساتھ بھی جاری رکھتا ہے یہ دیکھنا مقصود ہے۔ ان وسوسوں سے گھبرائیں نہ پریشان ہوں بلکہ اپنے کام میں لگے رہیں ہم کو ہر امر میں محبوب حقیقی کی رضا جوئی کرنی چاہیئے حتی الامکان وسوسہ دفع کرنے کی کوشش کی جائے اس پر بھی دفع نہ ہوں تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ محبوب حقیقی کی ایسی ہی مرضی ہے۔

سالک کو چاہیئے کہ وسوسوں کے آنے کی فکر نہ کرے انہیں روکنے کی جس قدر فکر کرے گا اسی قدر وہ زیادہ ہوتے جائیں گے۔ اور جب ان کی طرف سالک توجہ ہی نہ کرے تو وہ خود بخود کم ہوتے جائیں گے۔

شیطان ذکر چھڑانے کے لئے وسوسہ ڈالا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت عارف رومیؒ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے کہ ایک ذاکر کو شیطان نے بہکایا کہ تم اتنا ذکر کر رہے ہو اس سے کیا فائدہ ہوا اس وسوسہ سے متاثر ہو کر انہوں نے ذکر و شغل سب کچھ چھوڑ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کو حکم دیا کہ ہماری طرف سے اس ذاکر سے کہدو کہ جب بادشاہ کسی پر خفا ہوتا ہے تو اس کو اپنی ڈیوڑھی میں آنے نہیں دیتا ڈیوڑھی میں آنے دینا ہی اس کی رضامندی کی علامت ہے۔ ایسا ہی ہمارا ذکر کرنا ہماری رضامندی کی اور ذکر چھوڑ دینا ناراضی کی علامت ہے اس لئے تجھ کو چاہیئے کہ تا دم آخر ہمارا ذکر کرتا رہے۔

ذکر و وظیفہ کے وقت دل میں جو دنیوی خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ان سے سالک کو گھبرانا نہ چاہیئے البتہ اپنے اختیار سے فضول خیالات کو دل میں آنے نہ دے اور خود بخود جو خیالات آئیں ان کا کچھ مضائقہ نہیں ہے سالک کو چاہیئے کہ دل پر بار نہ ڈالے شریعت کی پابندی کے ساتھ ذکر پر مداومت رکھے انشاء اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن ضرور دل کی اصلاح ہو جائے گی۔

بوقت ذکر وسوسوں کا جو ہجوم ہوتا ہے سالک کو چاہیئے کہ ان کی طرف توجہ ہی نہ کرے

وسوسہ خود آتے ہیں تو آنے دے اپنی طرف سے وسوسہ پیدا نہ کرے ذکر کی کثرت وسوسوں کو خود بخود دفع کر دے گی اور یوں تو وسوسہ آنا کچھ برا بھی نہیں ہے بڑے درجہ کے لوگوں کو بھی وسوسہ آیا ہی کرتے ہیں سالک کو چاہیئے کہ اپنے کام میں لگا رہے۔ وسوسوں کے دفع ہونے کیلئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے کہ بلا قصد و ارادہ جو وسوسہ آئیں وہ مُضر نہیں ہیں قصداً کوئی وسوسہ نہ لائیں نفس ایک وقت دو کام نہیں کر سکتا۔ جب وسوسہ آنا شروع ہوں تو نفس کو ذکر کی طرف موڑتے جائیں جب اسکی عادت ہو جائے گی تو ذکر جاری رہے گا اور وسوسہ بند ہو جائیں گے۔

دفع وساوس کے لئے تصور شیخ اور تھوڑی دیر سے لمحہ دو لمحہ کے لئے سانس کا روک لینا بھی مفید ہوتا ہے جب وسواس کا ہجوم ہو جائے تو لمحہ دو لمحہ کے لئے حبس دم کیا جائے حبس کے ساتھ ہی وسوسہ دور ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کیلئے اُن سے نجات ہو جاتی ہے لیکن پھر وہ شروع ہو جاتے ہیں پھر اُسی طرح حبس دم کا عمل مفید و مناسب ہے اسپر بھی یہ سلسلہ منقطع نہ ہو اور نفسانی خطرات سے دل تھک جائے تو لطیفہ نفس سے ذکر شروع کر دے اس عمل سے بھی خطرات و وساوس میں کمی ہو جاتی ہے تصور شیخ و حبس دم کے بعد بھی جب وساوس کسی طرح دفع نہ ہوں تو انہی کو مراۃ جمال حق بنانا چاہیئے ایسی حالت میں اس طرح سمجھے کہ اللہ تعالٰے کی کیسی قدرت ہے کہ دل میں خیالات کا ایک سمندر پیدا کر دیا ہے جو کسی کے بند کئے بند نہیں ہوتا اس کو حاجب میان اور مقصود کو نہاں کہتے ہیں

طریقہ بیعت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں پیران کبار نے بیعت کا یہ طریقہ مقرر فرمایا ہے کہ پیر اور مُرید ہونے والا با ادب دو زانو بیٹھ کر ہاتھ میں ہاتھ ملاتے ہیں مُرید ہونے والے سے پیر اس طرح الفاظ نسبت کرتے ہیں کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ[ل] پڑھا کر کہا جاتا ہے کہ میں نے آپ کو حضرت سیدی حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و

[ل] یا اللہ میں سب گناہوں سے توبہ کیا۔

Marfat.com

حضرت سیدی خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کی غلامی میں دیا ہے اس موقع پر مرید ہونے والا جواب دیتا ہے کہ قبول کیا میں نے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے قادریہ نقشبندیہ دو طریقوں میں آپ کو مرید کیا ہوں"

پہلی وصیت یہ ہے کہ نماز پنجگانہ پابندی سے پڑھا کرو۔ (مرد ہو تو ارشاد ہوتا ہے" اور ہر نماز کو جماعت سے ادا کرنے کی کوشش کرو" اگر مستورات ہوں تو نماز باجماعت کی نسبت ارشاد نہیں ہوتا)

- نماز۔ درود۔ قرآن جو بھی پڑھا جاتا ہے وہ زبان سے لیکن یہ سبق زبان کو روک کر خیال کو دل کی طرف لیجا کر اللہ اللہ اس طرح کہنا کہ دل سے اللہ اللہ ادا ہوتا ہوا معلوم ہو (دل بائیں پستان سے دو انگل نیچے ترچھا بغل کی جانب واقع ہے) اس کے لئے وضو و طہارت کی ضرورت نہیں ہے۔ وضو بے وضو حالت پاکی و ناپاکی میں چلتے پھرتے کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں یہ جاری رکھنا۔ عادت نہ ہونے سے بھولا جاتا ہے تو مضائقہ نہیں جب یاد آجائے پھر ایسا ہی عمل شروع کر دینا۔

اس کے علاوہ جو بھی فرصت کا وقت ہو آنکھیں بند کر کے تنہائی میں بیٹھ کر اللہ اللہ کا ذکر روزانہ دو ہزار مرتبہ کرنا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میرا تصور اس طرح کرے کہ میرے دل سے اللہ تعالیٰ کا فیض نکل کر اپنے دل میں آرہا ہے اس کو بھی زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں صرف خیال کرنا یہ پہلا سبق ہے اس کا نام لطیفۂ قلب ہے۔

اور روزانہ کسی وقت بھی درود شریف دوسو مرتبہ پڑھنا جو درود یاد ہو پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ درود زیادہ مناسب ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوتِكَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اس طرح مریدین سے اولاً سلوک نقشبندیہ طے کرایا جاتا ہے۔

Marfat.com

یَا فَتَّاحُ

اذکار و مراقبات حضرات نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ عنہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

مراقبۂ احدیت

طریقہ اس کا یہہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے زبان تارک کو لگاکر دل کو خدائے تعالیٰ کیطرف متوجہ کرکے صورتِ مرشد کو روبرو خیال کرکے زبان دل سے اللہ اللہ ذکر کرے (ذکر خدائے تعالےٰ کے نام لینے کو کہتے ہیں زبان سے یا دل سے فکر اور مراقبہ خدائے تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں یعنے اس کو حاضر و ناظر جان کر پڑھنے کی طرف خیال رکھنا) اور ایسا خیال کرکے کہ وہ ذات جو بیچون و بیچگون و بے شبیہ و بے نمونہ ہے اس ذات پاک سے فیض آتا ہے اوپر دل میرے جو دل کی جگہ چپ میں ہے زیر پستانِ چپ بفاصلہ دو انگشت ترچھا ہوا۔

یہہ ذکر رات دن میں چوبیس ہزار بار کرے یا جس قدر ہوسکے لیکن حضورِ دل سے آہستگی سے کرے کہ اثر ذکر دل پر ہووے۔ اعتبار ذکر میں کیفیت کا ہے نہ کمیت کا یہہ ذکر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں جاری رکھے انشاء اللہ تعالےٰ دو ماہ کی مواظبت میں حرکت نبضی دل میں پیدا ہوگی۔ رنگ دل کا زرد ہے عالم ارواح میں روزانہ بارہ ہزار ذکر کرے

تو دو مہینے کے عرصہ میں حرکت نبضی دل میں پیدا ہوتی ہے

ف: اس طریق عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ابتدا مراقبہ احدیت سے ہوتی ہے اور اس میں لطیفہ قلب سے لطیفہ قالب تک جملہ لطائف شامل ہیں اور انہیں لطائف میں ذات بیچون و بے چگونہ اور بے مثل و بے نمونہ سے بلا لحاظ اسماء و صفات وغیرہ اکتساب فیض کیا جاتا ہے اور ابتدا ہی سے تمام ماسوی اللہ کی نفی کرائی جا کر راست ذات مقدسہ الٰہیہ سے ربط قائم کرا دیا جاتا ہے

لطائف

اب ہم لطائف عالم امر کو اس حدیث شریف کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

حدیث شریف: اِنَّ فِی جَسَدِ بَنِی آدَمَ مُضْغَۃً وَفِی مُضْغَۃِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ سِرٌّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ أَخْفٰی وَفِی الْأَخْفٰی أَنَا

لطیفہ قلب: طریقہ اس کا یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو کو لگا کر دل کو خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے صورت مرشد کو روبرو خیال کر کے زبان دل سے اللہ، اللہ ذکر کرے۔

ف: قلب عالم خلق اور عالم امر کے درمیان ایک برزخ[1] ہے۔

جب سالک لطیفۂ قلب سے ذکر کرتا ہے تو قلب کی صفائی ہو کر اس پر کیفیت طاری ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور وہ عالم ناسوت سے عالم ملکوت میں قدم رکھتا ہے۔ روح اور جسم کے درمیان مثال ایک لطیف شئے ہے اور یہ انسان کی ایک پوشیدہ حقیقت تامہ ہے جس کو عالم ملکوت بھی کہتے ہیں۔ اسی مثال کی بدولت سالک اپنے تمام مدارج عروج طے کر کے ذکر کے ثمرات حاصل کرتا ہے۔

اس مقام میں ذات الٰہی کے مرتبہ مقدسہ سے بواسطۂ حضرت پیر و مرشد اکتساب فیض کیا جاتا ہے جس کا مورد فیض قلب ہے اس لطیفہ میں یکسو ہو کر نظر خیال قلب اور نظر قلب

[1] برزخ اس حالت کا نام ہے جو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان ہے۔

Marfat.com

حق سبحانہٗ تعالیٰ پر رکھکر اکتساب فیض کرنا چاہیئے۔

لطائف خمسۂ عالم امر کے اصول فوق العرش ہیں جب قلب اپنی اصل کی رجوع کرتا ہے تو وہ جانب بالا مائل ہوتا ہے اس سبق میں ذکر اسم ذات اور تصور شیخ معمول پر ہیں اس لطیفہ کے نور کا رنگ زرد ہے سب سے پہلے سالک کے لئے طلب صادق ضروری ہے جو رفع غفلت اور حصول آگاہی سے پیدا ہوتی۔

لطیفہ روح | جب حرکت نبضی دل میں پیدا ہو تو لطیفۂ روح سے ذکر کرے وہ حصہ روح ہے ایک حصہ قلب سے محل اس کا زیر پستان راست ہے بفاصلہ دو انگشت

ف۔ جب سالک قلبی کیفیات سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے تو اس کو لطیفۂ روح کی طرف لیجاتے ہیں لطیفۂ روح بھی عالم امر سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہاں سالک عالم مثال سے عالم ارواح میں داخل ہو کر اسماء وصفات کا عارف ہوتا ہے۔

لطیفہ روح سے مراد وہ حقیقت ہے جو مثال انسانی کو حرکت میں لانے والی ہے۔ یہ نیضان روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، کا پرتو ہے اسی کو عالم جبروت کہتے ہیں یہ وہ لطیف کیفیت ہے۔ جو سالک پر بعض دفعہ بغیر جسم مادی ومثالی کے اچانک طاری ہوتی ہے سالک پر اس کیفیت کا غلبہ ہو جائے تو مقام جبروت کے حالات مشاہدہ میں آتے ہیں یہ روح انسانی کی کارفرمائی ہے چنانچہ اولیاء اللہ اس دولت سے مشرف ہوتے ہیں گو بظاہر ہمارے ساتھ رہتے ہیں لیکن کیفیات عالم ارواح ان پر ہمیشہ منکشف ہوتے رہتے ہیں روح اگرچہ عالم بے چوں کیساتھ نسبت رکھتی ہے درحقیقت بیچوں حقیقی جل شانہٗ کے مقابلہ میں دائرہ چوں میں داخل ہے۔ گویا عالم چوں اور بارگاہِ بے چوں حقیقی کے درمیان ایک برزخ ہے یہ دونوں طرف کا رنگ رکھتی ہے اور ہر دو اعتبارات اس میں صحیح ہیں۔ اس لطیفہ کے نور کا رنگ سُرخ ہے۔

Marfat.com

لطیفہ سِرّ | جب لطیفہ روح میں حرکت پیدا ہو تو لطیفہ سِرّ سے ذکر کرے محل اس کا درمیان پستان چپ و وسطِ سینہ کے ہے

ف: لطیفہ سِرّ سے مراد وہ راز ہے جو روحِ انسانی کا مبداء ہے جس کو عالم لاہوت بھی کہتے ہیں۔ عالم لاہوت سے مراد روحِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے یہ ایک لطیف تر کیفیت ہے جہاں سالک پر بے شعوری میں ایسے احوال کا ورود ہوتا ہے جو واقعات صرحۂ لطائف قلب و روح سے ممتاز ترین ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ وہی سالک کر سکتا ہے جس پر یہ حالات گذرے ہوں اور یہاں سالک کو بسبب عشقِ الٰہی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اس لطیفہ کے نور کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

لطیفہ خفی | لطیفہ سِرّ کے بعد خفی سے ذکر کرے محل اس کا درمیان پستانِ راست و وسطِ سینہ ہے۔

ف: لطیفہ خفی سے مراد نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کو عالم ہاہوت کہتے ہیں سالک پر جب اس لطیفے کی کیفیات طاری ہوتی ہیں تو وہ معائنہ ذات کے بدولت واصل الی اللہ ہوتا ہے۔ اس لطیفے کے نور کا رنگ سیاہ ہے۔

لطیفہ اخفیٰ | لطیفہ خفی کے بعد اخفیٰ سے ذکر کرے محل اس کا وسط سینہ ہے یہ پانچ لطائف عالم امر کے ہیں کہ بامرِ کُن پیدا ہوئے ہیں مقام ان کا بالائے عرش ہے ظلِ ان کا انسان کے بدن میں ہے جب کثرتِ ذکر سے یہ پاک ہوتے ہیں تو اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع ہوتے ہیں تفصیل اس کی مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ میں مفصل موجود ہے"

ف: لطیفہ اخفیٰ سے مراد ذاتِ بحت (خالص ذات) مرتبہ ہوئیت ہے اسی

ذات کی توصیف میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ فرمایا گیا ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ بھی اور اسی کو وراء الوراء ثم وراء کہا جاتا ہے اور یہی ذات صفات و اعتبارات سے مبرا اور قید اطلاق سے منزہ ہے یہ وہ ذات قدسی ہے جس کے متعلق خود ارشاد باری ہے اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اس لطیفہ کے نور کا رنگ سبز ہے۔

لطیفہ نفسی لطیفہ اخفیٰ کے بعد لطیفہ نفسی سے ذکر کرے کہ محل اس کا وسط پیشانی ہے۔

ف: یہ نفس انسان کو ہمیشہ انانیت دریا کی جانب مائل کرتا رہتا ہے جس کو قرآن مجید میں نفس امارہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس مقام میں اس کا تزکیہ اور اس کی امارگی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے خواص کو بدل دے اسی کو تزکیہ نفس بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد ہی وہ اخلاق رصفات حمیدہ سے مزین ہوتا ہے اور یہی تہذیب نفس ہے۔ اس لطیفہ کے نور کا رنگ بعد تزکیہ بے کیف ہے

نوٹ: ان لطائف کے الوان و انوار سلوک کا جزو نہیں ہیں صرف یکسوئی میں معین ہوتے ہیں۔

لطیفہ قالب (لطیفہ نفسی کے) بعد قالب سے ذکر کرے کہ محل اس کا تمام بدن ہے اسی کو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں یہ دو لطیفے عالم خلق کے ہیں بتدریج عرصہ چھ روز میں پیدا ہوتے ہیں جب سالک کا باطن منور ہوتا ہے تو یہ سب کیفیت اس پر ظاہر ہوتی ہے۔ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مطالعہ میں رکھے۔

ف: اس لطیفہ میں سالک کے عناصر اربعہ ہوا۔ پانی۔ آگ اور خاک کا تزکیہ ہوتا ہے اس مقام میں سالک کے ہر رگ وپے اور ہر بن مو سے ذکر جاری ہوا کرتا ہے۔

Marfat.com

سالک کے لطائف صاف ہونے کی بہت سی علامتیں ہیں ان میں سے تین بڑی اور قابل ذکر یہ ہیں (۱) اطاعت وعبادت کے لیئے سالک سستی وکاہلی محسوس نکرے اور گناہوں کی رغبت اس کے دل سے مٹ جائے معرفتِ الٰہی وقُرب خدا وندی حاصل کرنے کا ذوق وشوق دل میں بڑھ جائے (۲) بلا قصد وارادہ سالک کے لطائف ذاکر پائے جائیں اور ان میں سالک کو نور الٰہی کا مشاہدہ بھی ہو اور اطاعت وعبادات میں بے مثل لذت محسوس ہونے لگے۔

(۳) سالک کو اپنے لطائف سے ذکر الٰہی کی آواز سنائی دے اور حرکت نبضی بھی کامل طور پر محسوس ہونے لگے وسواس وخطرات سے قلب پاک وصاف ہو کر یکسوئی نصیب ہو۔ اور محبت الٰہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت اچھی طرح غالب ہو جائے۔ یہہ علامات سالک کے لطائف صاف ہونے کی ہیں جب یہہ ساتوں لطائف جاری ہو جاتے ہیں تو سالک کی غفلت ہمیشہ کے لیئے دور ہو جاتی ہے اور طاعات وعبادات کی بجا آوری میں کسی قسم کا تغافل وتساہل ہونے نہیں پاتا بلکہ ان کی جانب رغبت زیادہ بڑھ جاتی ہے

ذکر نفی اثبات

بعد جاری ہونے ان سات لطائف کے ذکر نفی اثبات کا کرے طریقہ اس کا یہہ ہے کہ دم ناف میں بند کر کے کلمہ لا کو ناف سے اٹھا کر لطیفہ نفسی تک پہونچائے اور الٰہ سیدھے بازو پر خیال کرے الا اللہ کے تیں لطیفہ روح وغیرہ سے گذار کر لطیفہ قلب پر ضرب کرے قوت سے اثر اس کا معلوم ہوئے اور معنی اس کے ایسا خیال میں رکھے کہ نہیں ہے کوئی مقصود سوائے ذات پاک اللہ تعالےٰ کے تین پر یا پانچ سات پر یا زائد اس سے طاق عدد پر دم چھوڑے اور محمد رسول اللہ کہے اور تصور فیض کا قلب پر کرے بعد تھوڑے ذکر کے کہ الٰہی مقصود من توئی ورضائے تو ومحبت

ملہ یا اللہ میرا مقصود آپ ہیں اپنا رضا اور محبت ومعرفت عطا فرمائیے

Marfat.com

ومعرفتِ خود بدہ" بہت عجز وانکساری سے کہے اگر حبس دم نہ ہو سکے تو بلا حبس دم کرے یہہ ذکر روزانہ ہزار بار کرے اگر نہ ہو سکے تو جسقدر ہو سکے کرے تین سو تیرہ بار سے کم نہ کرے دوپہر رات سے دوپہر دن تک اسم ذات کا ذکر کرے دوپہر دن سے دوپہر رات تک نفی اثبات کا ذکر کرے اسم ذات کا ذکر جذبہ ومحبت کیلئے بہت مفید ہے اور نفی اثبات دفع خطرات وصفائی باطن کے لئے نہایت موثر ہوتا ہے۔

ف: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں سلوک پر جذبہ مقدم غالب ہے اس لئے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ابتدا میں سالکین کو ذکر اسم ذات کی تلقین فرماتے ہیں اور جب سالکین ذکر اسم ذات سے مستفیض ہو جاتے ہیں تو بعد میں ذکر نفی اثبات لاالٰہ الا اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اسم ذات کو جذبہ سے اور نفی اثبات کو سلوک سے زیادہ مناسبت ہے ذکر اسم ذات سے حرارت قلبی اور شوق پیدا ہوتا ہے۔

سالک کے عنصر ہوا کے تزکیہ کی غرض سے حبس دم کے ساتھ ذکر نفی اثبات میں سانس کو ناف میں بند کرنے کا جو معمول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جسد انسانی میں عنصر ہوا کا مقام ناف کے نیچے رکھا گیا ہے۔ جب اس ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو سالک کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک نور کا حلقہ ہے جو ناف سے پیشانی، پیشانی سے داہنے کندھے سے ہوتا ہوا الطائف خمسۂ عالم امر کے گرد گھوم رہا ہے۔ یہہ کیفیت ابتدائی ہے جو بالآخر بوقت لا کل کائنات کی نفی اور بوقت الا اللہ اثبات حق سبحانہٗ تعالیٰ میں اس قدر محویت ہو جاتی ہے کہ ذکر ذاکر، مذکور میں سے صرف مذکور باقی رہ جاتا ہے۔

ذکر نفی اثبات کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا طریقہ یہہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف میں بند کر کے لا کو ناف سے اٹھا کر وسطِ پیشانی یعنے لطیفۂ نفس تک پہونچائے اور لفظ اِلٰہ کو داہنے کندھے پر لے جا کر لفظ اِلَّا اللہ کو لطیفۂ روح سے لطائف خفی، اخفیٰ سر پر سے

گزارتے ہوئے لطیفہ قلب تک پہونچائے اس مجموعی عمل سے صورت لا معکوس ظاہر ہوتی ہے لیکن اعضائے جسم کو کسی طرح حرکت نہ ہو بوقت لا اپنی اور کل مخلوقات کی نفی اور بوقت اِلَّا اللہ ذاتِ پاک کا اثبات متصور ہو اور یہ خیال بھی لازم ہے کہ یہ ضرب تمام لطائف پر اور اس کا اثر تمام اعضاء جوارح پر پڑ رہا ہے اگر حبس دم مضر ہو تو بلا حبس دم بھی یہ ذکر کیا جا سکتا ہے۔ حبس دم کی صورت میں طاق عدد مثلاً تین پانچ سات نو گیارہ یا اس سے زیادہ طاق عدد پر سانس چھوڑے اس کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان خیال سے کہا جائے اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے یہ مناجات الٰہی مقصود من توئی الخ زبان ذہن سے کہے اور اگر یہ ذکر بلا حبس دم ہو تو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے طاق عدد پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الٰہی مقصود من توئی الخ اسی طرح کہے۔

حبس دم و وقوفِ عددی شرائط ذکر سے نہیں ہیں البتہ وقوف قلبی شرائط و واجبات ذکر سے ہے یہ ذکر حبس دم و وقوفِ عددی کے ساتھ ایک دم میں اکیس ۲۱ مرتبہ کرنا بہتر ہے اس سے سالک منزل مقصود تک جلد پہونچ سکتا ہے اور حبس دم کے ساتھ یہ ذکر کیفیات عالیہ حرارت قلبی۔ ذوق و شوق۔ دفع خطرات اور کشف و انشراح صدر۔ اطمینان قلب لذاتِ روحانی کے حصول کا مجرب ذریعہ ہے اور یہ طریق ذکر کہ بوقت لا کل کائنات کی نفی و بوقت الا اللہ اثباتِ حق سبحانہ تعالےٰ کا ادراک حاصل ہونے کے لئے نہایت موثر ہے اگر اس طرح کے ذکر سے متذکرہ فوائد مترتب نہ ہوں تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ آداب و شرائطِ ذکر میں کچھ کوتاہی ہو رہی ہے از سر نو جملہ آداب و شرائط کی پابندی کے ساتھ مداومت رکھے ان شاء اللہ تعالےٰ ذاکر ان خصوصیات کا حاصل ہو جائے گا بعض سالکین پر یہ نتائج ایک سانس میں اکیس ۲۱ سے زائد مرتبہ ذکر کرنے پر مترتب ہوتے ہیں وقوف عددی علم اللدنی کا پہلا سبق ہے ان معنے میں کہ حصول کیفیات اور ان کا

لہ طاق عدد پر دم چھوڑنا ئلہ ذکر کے وقت غافل نہ رہے اور ذکر ہی دل میں لگا رکھے۔

علم اسرار خداوندی کا ظاہر ہونا اور اُن کی دریافت اسی طرح کے ذکر سے وابستہ ہے بوقت ذکر یہہ بھی تصور میں ہونا ضروری ہے کہ معنی مقدس یعنے اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا میرا کوئی مقصود نہیں ہے اس کلمہ شریف کے لفظی معناً تو یہہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے مگر یہاں مقصودیت کا تصور اس لئے کرایا جاتا ہے کہ معبودیت کی نفی سے مقصودیت کی نفی بلیغ و کامل ہے اس کا سبب یہہ ہے کہ ہر معبود مقصود ہوتا ہے۔ مگر ہر مقصود معبود نہیں ہوتا جب مقصودیت کی نفی کرادی گئی تو معبودیت کی نفی اس میں آگئی کیونکہ عام کی نفی میں خاص کی نفی بھی شامل ہے۔

یہہ ذکر حضرت خضر علیہ السّلام نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو حبس دم اور وقوف عددی کے ساتھ سکھایا ہے۔ اسی ذکر کی ایک شاخ تہلیل لسانی بھی ہے جس میں زبان سے پست آواز کے ساتھ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ بشرکت خیال بلحاظ مفہوم و آداب و شرائط نفی اثبات کیا جاتا ہے۔

سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں مراقبہ نفس سے تہلیل لسانی کی اجازت ہے اگر سالک زبان خیال ہی سے ذکر نفی اثبات کرنا چاہے تو بھی کسی قسم کی قباحت نہیں ہے لیکن اس عمل سے زبان سالک فیضان ذکر سے محروم رہتی ہے اس لئے تھوڑا بہت ذکر لسانی بھی کیا جانا ضروری ہے۔ نیز تہلیل لسانی سے وجد و سکر کے حالات میں افاقہ ہوتا ہے اور سالک ہوش و حواس کے ساتھ انوار الٰہی کا مشاہدہ کرسکتا ہے اور آئندہ جن مقامات سلوک میں جہاں وجد و سکر کا غلبہ ہوا کرتا ہے تہلیل لسانی کے باعث سالک میں ہوش و حواس برقرار رکھنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ذکر نفی اثبات میں حسب ذیل چھ شرائط ہیں

۱۔ کلمہ شریف کے معنی کا لحاظ رکھنا یعنے بجز ذات پاک کے کوئی مقصود نہیں ہے۔

جس وقت زبان خیال سے لَا کہے اس وقت اپنی اور کل موجودات کی نفی اور بوقت

الا اللہ اثبات ذات حق سبحانہ تعالیٰ کا تصور رہے

۲۔ وقوف قلبی یعنے اپنی توجہ بجانب تلب اور توجہ تلب بجانب حق سبحانہ تعالےٰ بغیران دو توجہات کے نسبت حضور مع اللہ ممکن نہیں۔

۳۔ نگہداشت۔ اصطلاح صوفیہ میں خطرات و وساوس اور حدیثِ نفس سے دل کو پاک و صاف رکھنے کا نام نگہداشت ہے اس سے جمعیت و حضور الی اللہ کی نسبت بطریق دوام حاصل ہوتی ہے

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی ∴ شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی[1]

۴۔ وقوف عددی یعنے جس دم کے ساتھ ذکر کی صورت میں طاق عدد پر سانس چھوڑنا

۵۔ رابطۂ شیخ۔

۶۔ بازگشت اثناء ذکر میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے جناب الہی میں بکمال خاکساری و نیازمندی التجا و مناجات باایں الفاظ کہ الہی مقصود من توئی الخ اور پھر ذکر میں مشغول ہو جانا اسے طریقت کی اصطلاح میں بازگشت کہتے ہیں۔

انکساری و فروتنی و شکستگی راہِ سلوک کے اہم ترین اسباب میں سے ہیں کیوں کہ حق سبحانہ تعالےٰ جو بے نیاز ہیں اُن کی بارگاہ عالی میں نیازمندی ہی پسندیدہ ہے اور اس بے نیازی کا مقتضیٰ یہہ ہے کہ اپنے مساعی کو بالکل ناچیز اور بے حقیقت سمجھے اور خدائے تعالےٰ کے فضل و کرم پر ہی بھروسہ رکھے۔

ایں مملکت بزور مسخر نمی شود[2] ∴ ایں فتح جز شکست میسر نمی شود

خلاصہ یہہ ہے کہ بغیر کوشش و بلا تکلیف غفلت دور ہو جائے اور اس طور سے کیفیت احدیت میں سالک مستغرق ہو جائے کہ اس کو خودی کا خیال رہے نہ بیخودی کا یہاں سالک کو فنائیت تامہ حاصل ہوتی ہے۔ جس سے مراد یہہ ہے کہ سالک کو اس

---

[1] خیالی کلام کا سلسلہ ہے ایک لمحہ کے لئے بھی اس بادشاہ سے غافل نہ رہے۔ ممکن ہے وہ دیکھیں اور تو غافل رہے

[2] یہ مملکت کسی زور سے مسخر نہیں ہوتی اور یہ فتح شکست کے بغیر میسر نہیں آتی۔

مرتبہ میں کائنات کا خیال رہتا ہے نہ اپنے وجود کا۔ اور کسی قسم کا شعور ہی باقی نہیں رہتا گویا وہ اپنی ذات وصفات کو چھوڑ دیتا ہے اس مراقبہ میں سالک کثرتِ ذکر نفی اثبات کے سبب اپنی اور ماسوٰی اللہ کی نفی اور حق سبحانہ تعالےٰ کا اثبات کرتا ہے

حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں اگر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ نہ ہوتا تو جناب قدسِ خداوندی کی طرف راستہ کون بتلاتا اور چہرۂ توحید سے نقاب کون اٹھاتا اور جنت کے دروازہ کون کھولتا صفاتِ بشریہ کا پہاڑ اسی لا کی کدال سے کھودا جاسکتا ہے اور اسی کی بدولت عالم تعلقات کی نفی ہوتی ہے اور یہی لائے نفی سارے معبود ان باطل کی نفی کرتا ہے اسی طرح اِلائے اثبات۔ اثبات معبود حقیقی کرتا ہے مدارج لامکانی کو سالک اسی کلمہ کی مدد سے طے کرتا ہے اور سالک اسی کی برکت سے مدارج بزرگی پر چڑھتا ہے یہی کلمہ تجلیاتِ ظلال سے تجلیات اسماء وصفات و ذات اقدس تک پہونچاتا ہے اس کلمہ معظمہ کے مقابلہ میں جو ناپیدا کنار سمندر ہے تمام عالم ایک قطرہ سے بھی کم کا حکم رکھتا ہے یہی کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت ونبوت بھی ہے۔

حدیث شریف مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ [۱] سے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ صرف ایک مرتبہ اس کلمہ کے کہنے سے انسان کس طرح جنت میں داخل ہوسکتا ہے لیکن اس فقیر کو اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس کلمہ کے ایک بار کہنے سے کہنے والے کو اگر بخشدیں اور جنت میں داخل کریں تو کونسی تعجب کی بات ہے بلکہ اس کلمہ کو کوئی صرف ایک بار کہے اور اس کے طفیل میں سارے مسلمانوں کو بخشدیا جائے تو بھی گنجائش ہے اور اس کلمہ کی برکتوں کو سارے عالم پر تقسیم کیا جائے تو ابدالآباد سارا جہاں معمور وسیراب ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کلمہ کی برکتوں کا حاصل ہونا اور اس کی عظمتوں کا ظاہر ہونا اس کے کہنے والوں کے درجہ کے موافق ہوتا ہے کہنے والا جسقدر عظمت رکھتا ہوگا برکت کا ظہور بھی اتنا ہی

[۱] جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ پس وہ داخل ہوگیا جنت میں۔

Marfat.com

زیادہ ہو گا ؎ حسن صورت ہو زیادہ تیرا یار ٭ صدق سے گر تو پڑھے گا بار بار

اور آپ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا کی ساری لذتیں اور نعمتیں اس کلمہ طیبہ کی لذت و حلاوت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

حدیث شریف: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے میرے اللہ مجھ کو وہ کلمہ سکھلیئے کہ اس سے آپکو پکاروں اور یاد کروں حکم ہوا اے موسیٰ لَآ اِلٰہَ لَآ اللہ[1] کہا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو آپ کے سب ہی بندے کہتے ہیں اور میں اپنے لئے کوئی خاص کلمہ چاہتا ہوں ارشاد ہوا اے موسیٰ علیہ السلام) اگر ساتوں آسمان و زمین اور کل موجودات بجز میرے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور کلمہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ دوسرے پلڑے میں ہو تو کلمہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا پلڑا ہی جھک جائے گا۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ذکر نفی اثبات کی اللہ جل شانہٗ کے پاس کیا قدر و منزلت ہے اور سالک کے لئے یہ ذکر کس قدر لازمی و ضروری ہے۔

جاننا چاہیے کہ ماسوئ اللہ سے تعلق خاطر اور خصائل ذمیمہ کو دور کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک ایک خصلت کو لیکر لا کے وقت اسکی نفی کی جائے مثلاً حسد کو دور کرنے کیلئے بوقت لَاۤ اِلٰہَ یہ سوچے کہ مجھ میں حسد نہیں ہے۔ اور بوقت اِلَّا اللہ یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت مجھ میں ہے۔ اس طرح کثرت نفی اثبات و تضرع بجناب الٰہی ان خصائل ذمیمہ کے دور ہونے کے لئے کی جائے انشاء اللہ تعالیٰ وہ خصائل ذمیمہ رفتہ رفتہ دور ہو جائیں گے اس طرح ہر قسم کے خصائل رذیلہ و خلاف شریعت امور کا اپنے باطن سے ازالہ کیا جا سکتا ہے اور تزکیہ و تصفیہ باطن حاصل ہوتا ہے

---

[1] سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے۔

Marfat.com

مُراقبہ معیّت

جب اثر ذکر کا طالب میں پایا جائے یعنے ذکر میں حلاوت معلوم ہوے اور خطرات دوسواس کم ہوے اور شغل دنیا سے نفرت ہوے ساتھ ذکر نفی اثبات مراقبہ معیت کا حکم کرے یعنے وقت ذکر کے معنی آیتہ شریف وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا خیال دل میں رکھے یعنے اللہ تعالےٰ ساتھ میرے ہیں اس طرح کہ شان کو اُن کے سزاوار ہے اس ذات پاک سے فیض آتا ہے پیر و مرشد کے لطیفۂ قالب پر اور وہاں سے فیض آتا ہے میرے لطیفۂ قالب پر سہ

اتصالے بے تکیف بے قیاس ؛ ہست ربّ النّاس را با جانِ ناس

اس خیال میں ایسا غرق ہو جائے کہ خیال غیر کا نہ رہے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں اس خیال میں رہے اور کم کھائے اور کم سوئے اور کم بات کرے۔

جب سالک اس طور سے ذکر و فکر میں یعنے مراقبہ میں چند روز مداومت کرے۔ آثار محبت الٰہی زیادہ ہونے کے اور محبت دنیا کم ہونے کے نمود ہوں گے کہ مقصد اعظم سالکوں کا یہی ہے۔

یہہ ہر دو مراقبۂ احدیت و معیت کو ولایت صغریٰ ولایت کلیہ و ولایت اولیا کہتے ہیں

ف: یہہ ولایت صغریٰ ولایتِ اولیاء اللہ ہے اس مرتبہ میں اللہ تعالےٰ کے ظلال اسماء و صفات کی تجلیات میں سیر ہوتی ہے۔ یہہ وہ مقام ہے جس میں سالک روجہ فنا و بقا اور نسیان ماسوی اللہ سے مشرف ہوتا ہے اور اس کو ولایتِ اولیاء حاصل ہوتی ہے ولی وہ ہے جو نفس و شیطان و دنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا ہو اور اپنے چہرہ اور دل کو اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ رکھا ہو۔ اور وہ دنیا و آخرت سے

اعراض کر کے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی چیز کا طالب نہ ہو۔

اس مقام میں حسب مفہوم آیۃ شریفہ[1] وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اس طرح سے مراقبہ کرتے ہیں کہ اس ذات سے جو میرے اور ذرات ممکنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے بواسطہ حضرت پیر و مرشد فیض آتا ہے یہاں بھی مورد فیض لطیفہ قالب ہے اور ذکر نفی اثبات کیا جاتا ہے خدا کا اپنے بندوں سے ایک ایسا اتصال ہے جس کی کیفیت کا پانا اور سمجھنا محال ہے۔

اس مراقبہ معیت میں ایسی ولایت صغریٰ جو محل ظہور توحید اور معیت ہے حاصل ہوتی ہے اس ولایت میں سالک کو کمال سیر انفسی[2] میسر آتی ہے وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ[3] میں اسی طرف اشارہ ہے معیتِ حق با خلق نصِ قطعی سے ثابت ہے جو ذیل کی مثال سے بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے بگولہ گرد و باد میں جو خاک نظر آتی ہے اس کو قائم رکھنے والی درحقیقت ہوا ہے جو بگولہ کے ذرہ ذرہ کے ساتھ ہے لیکن ہوا اپنی لطافت کے باعث ہماری نظروں سے مخفی اور صرف گرد ظاہر ہے اسی طرح سے روح جو جسم کے روئیں روئیں کے ساتھ ہے جسم کو قائم رکھنے والی ہے۔ لیکن روح اپنی غایت لطافت کے سبب نظر سے پوشیدہ اور جسم ظاہر ہے۔

تن زجان و جان زتن مستور نیست ❋ لیک کس را دید جاں دستور نیست[4]

جب ہوا اور روح جو بگولہ اور جسم کے ساتھ ہیں اپنی لطافت کے باعث نظر نہیں آتے تو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی معیت جو کہ بے چوں اور بے چگوں ہے کس طرح ہمارے ادراک میں آئے اور ہماری فہم قاصر میں سمائے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہیں اور نہ صرف ہمارے بلکہ ہر ذرہ ممکنات کے ساتھ اور سب کے قائم

---

[1] اللہ تعالےٰ میرے ساتھ ہیں جیسا کہ ان کی شان کے لئے سزاوار ہے۔ [2] سیر انفسی سے مراد سالک کا تمام انوار کو اپنے ہی لطائف میں پانا ہے [3] میں تمہارے نفوس میں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے [4] تن جان سے اور جان تن سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن جان کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا

رکھنے والے ہیں کیوں کہ آپ ہی قیوم مطلق ہیں کائنات کا قیام آپ ہی کی قیومیت سے وابستہ ہے۔

بحالتِ کشف و وجدان اس وقت تک سالک کی توجہ جو جانبِ فوق رہا کرتی تھی اب جانب شش جہت ہو جانا اور اپنے ہی اندر اور ہر طرف سے فیض آنے کا احساس و ادراک ہونا اور حق سبحانہ تعالےٰ کی بے کیف معیّت کو سالک اپنے بے کیف ادراک کے ساتھ نہ صرف اپنے آپ کا بلکہ تمام کائنات کا محیط تصور کرنا۔ مرتبۂ ولایت صغریٰ با یہ تمام و کمال حاصل ہونے کی علامات ہیں۔

اسرار توحید وجودی یعنے ہمہ اوست ، ذوق ، شوق ، آہ و نالہ اور استغراق بے خودی۔ نسیان ماسوی اللہ ۔ دوام حضور اور معیت بے چوں ذاتِ حق سبحانہ تعالےٰ کا سالک کے ادراک میں آنا اس مقام کے خصوصیات ہیں۔

اگر سالک کی چشم بصیرت کھلی ہوئی ہے تو اسرار شریعت و احاطۂ الٰہی اس کو نظر آتے ہیں ورنہ وجدانی حالت سے معیت حق سبحانہ تعالےٰ کا ادراک ہوتا ہے۔

خلاصہ یہہ ہے کہ بلا جد و جہد و تکلّف غفلت دور ہو جائے اور اس طرح کیفیت احدمیت (ذات) میں سالک مستغرق ہو جائے کہ اُسے اپنی خودی کا خیال رہے نہ بے خودی کا۔ ان ہی حالات و کیفیات میں سالک پر توحید وجودی کے اسرار منکشف ہوتے ہیں جس کا تعلق جسم مادی سے نہیں بلکہ روحانی کیفیت سے ہے۔

حدیث شریف: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے جب میرا بندہ نفل کے ذریعہ سے میرا قرب تلاش کرتا ہے تو میں اس کے مدارج قرب کو بڑھاتا جاتا ہوں یہاں تک کہ میں اسے دوست رکھنے لگتا ہوں پھر میں ہو جاتا ہوں اس کی بصارت ، سماعت ، ہاتھ اور پاؤں کہ وہ مجھ ہی سے سنتا۔ دیکھتا۔ کلام کرتا۔ چیزوں کو پکڑتا اور چلتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو

Marfat.com

میں اُسے پناہ دیتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز کی مجھ سے خواہش کرتا ہے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں جو شخص عداوت رکھے میرے ولی سے کہدو کہ وہ مجھ سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔

دائرہ امکان

(۰)

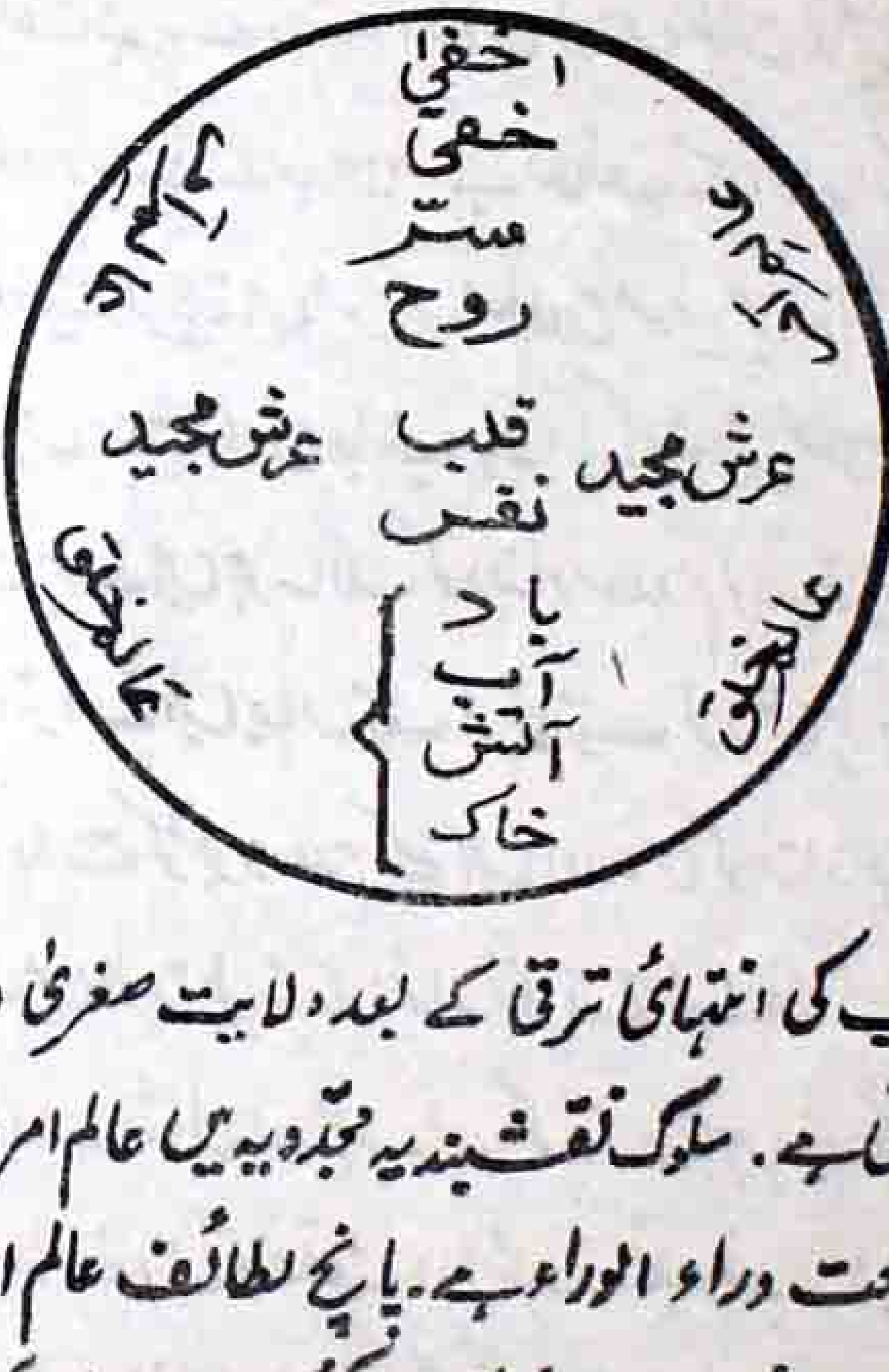

ف: لطیفہ قالب کی انتہائی ترقی کے بعد ولایت صغریٰ و دائرہ امکان کے سیر و سلوک کی ابتدا ہوتی ہے۔ سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں عالم امر و عالم خلق کو دائرہ امکان سمجھا گیا ہے ذاتِ بحت وراء الوراء ہے۔ پانچ لطائف عالم امر کے اور دو عالم خلق کے ہیں عالم امر بالائے عرش مجید جو بمجرد لفظ کُن سے وجود میں آیا عالم خلق زیر عرش جو بتدریج چھ روز میں بنا ان دونوں کے مجموعہ کو دائرہ امکان کہتے ہیں عرشِ مجید ان دونوں عوالم کا وسطی حصہ یا خط فاصل ہے۔

یہ فطری تقاضہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کا دل بلندی کی طرف مائل اور آنکھیں آسمان کی طرف لگی رہتی ہیں اللہ تعالےٰ کے لطف و کرم اور قہر و غضب کو اوپر ہی سے آنے والا سمجھتا ہے۔ اس کے اس عمل میں یہہ راز

Marfat.com

مضمر ہے کہ اللہ تعالے نے مخلوق کی ہمت و ارادہ کو آسمان اور عرش کی طرف پھیر دیا ہے۔
ہر انسان کا ذہن جب اللہ تعالے کی طرف رجوع ہوتا ہے تو وہ دل اور عرش کی طرف
مائل ہوتا ہے حالانکہ عقلاً و شرعاً اللہ تعالے جہت و مکان سے مبرہ منزہ ہیں۔ وہ تو
وراء الوراء ثم وراء الوراء ہیں حقیقۃً عرش عظیم اللہ تعالے کا مکان نہیں ہے کہ وہ
صرف وہیں متمکن ہوں بلکہ عرش مجید تو صرف نزول احکام و ظہور تجلیات ربانی کا مقام ہے
پیران کبار طریقہ نقشبندیہ نے دائرہ امکان کی اس طرح توضیح فرمائی ہے کہ اذکار
الٰہی سے کل لطائف منور ہو جانے کے بعد ان سب لطائف کے انوار ایک ساتھ مجتمع ہو کر
ایک دائرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس کو اصطلاح صوفیہ میں دائرہ امکان کہا جاتا ہے
اس دائرہ امکان میں سب سے اول جانب بالا ایک کشش محسوس ہوتی ہے۔ اس کے
بعد قلب پر واردات ہوتے ہیں جو سالک کو فنا و معدوم کر دیتے ہیں یہ حال مبتدیوں کا
ہے یہی واردات بہ تواتر آتے ہیں یہاں تک کہ تواتر سے تواصل ہو جاتا ہے یعنے سلسلہ
ہی نہیں ٹوٹتا ان واردات کو وجود عدم کہتے ہیں اور اسی کو فنا و جذبہ سے تعبیر کیا جاتا
ہے۔ لیکن اس جگہ لطائف میں طرح طرح کے انوار نظر آتے ہیں فنائے مطلق حاصل نہیں
ہوتی اگرچہ قرب خداوندی بے مثال اور فہم و ادراک سے باہر ہے مگر حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس کو مختلف دوائر سے تعبیر فرمایا ہے لفظ دائرہ کو ہر
مقام میں استعمال کرنا اس لئے بھی مناسب سمجھا گیا کہ جس طرح دائرہ کا کوئی گوشہ اور
کوئی سمت نہیں اسی طرح قرب خداوندی کے ہر مقام میں کوئی سمت اور کوئی حد مقرر
نہیں ہے ورنہ قرب خداوندی کے لئے دوائر سے مناسبت ہی کیا ہے ان دوائر میں
سب سے اول دائرۂ امکان ہے اور جو سالک صاحب کشف ہے اس کو عالم مثال
میں جو کچھ نظر آتا ہے دائرہ کی شکل ہی میں دکھائی دیتا ہے چنانچہ تمام عالم نظر کشفی میں بصورت
دائرہ ہے عرش مجید بھی اسی میں منکشف ہوتا ہے۔ دائرہ امکان کے قوس فوقانی میں

Marfat.com

لطائف عالم امر یعنے قلب روح سر خفی اور اخفی اور قوس تحتانی میں لطائف عالم خلق یعنے نفس و قالب (باد۔ آب۔ آتش۔ خاک) مشہود ہوتے ہیں

اس دائرہ میں سالک کو سیر آفاق ہوتی ہے۔ سیر آفاقی اُسے کہتے ہیں کہ اپنے سے باہر انوار و تجلیات مشاہدہ میں آئیں اور اس میں رنگ برنگ کی بے شمار دلکش اور قسم قسم کی دل آویز صورتیں نظر آتی ہیں۔ سالک کو لازم ہے کہ ان کی طرف مائل نہ ہو اور ان سب کی نفی کرتا جائے یہی بو قلمونی منشائے کثرت اور بے رنگی منشائے وحدت ہے

جب حضور قلب اور جمعیت حاصل ہو جائے اور کوئی خطرہ چار گھڑی تک نہ آئے یہ علامت دائرہ امکان کی سیر ختم ہونے کی ہے اور بعض بزرگوں نے کشف و انوار کے مشاہدہ کو دائرہ مذکور کی سیر ختم ہونے کی علامت قرار دی ہے۔ مشایخ نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ نے جمعیت و حضور و جذبات[1] واردات[2] کو اصل قرار دیا ہے کشوف[3] و انوار اور ظہورِ اشکال وغیرہ کو چنداں اہمیت نہیں دیتے

نیز بزرگوں نے اس کی مزید صراحت اس طرح بھی فرمائی ہے کہ دائرۂ امکان کے نصف زیریں حصہ میں سیر آفاقی اور نصف بالائی حصہ میں سیر انفسی ہوا کرتی ہے تحت الثریٰ سے عرش مجید تک جو کچھ منکشف ہو سیر آفاقی ہے۔ مشاہدۂ انوار بیرونِ باطن نصف زیریں دائرہ کی سیر ختم ہونے کی علامت ہے باطن سالک میں انوار و اسرار کا منکشف ہونا سیر انفسی ہے۔ حصول نسبت۔ کمال جمعیت۔ کثرت واردات۔ قلتِ خطرات۔ جذب عالم امر و عروج لطائف بجانب اصل خود اس دائرہ کے نصف بالائی سیر ختم ہونے کی علامت ہے سالکین صاحب کشف ان حالات کو سمجھ سکتے ہیں لیکن اس زمانہ میں اکثر حلقہ (الخ)

---

[1] لطائف میں جانب فوق سے جو کشش پیدا ہوتی اس کو جذبات کہتے ہیں [2] قلب طالب میں جو حالات ظاہر ہوتے ہیں ان کو واردات کہا جاتا ہے [3] کشف عالم ارواح و مثال و کونی (کشف ہفت طبقات ارض و سماء)

Marfat.com

میسر نہ آنے کی وجہ سے عام طور پر صاحب کشف عیانی نہیں ہوتے اکثر صاحب کشفِ وجدانی ہوتے ہیں۔

صاحبِ کشفِ عیانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہونچتا ہے اور تغیر و تبدل حالات و واردات عیاناً دیکھتا ہے۔ صاحب کشفِ وجدانی اگرچہ عیاناً نہیں دیکھتا لیکن تغیر و تبدل کا ادراک اس کو حاصل ہوتا ہے جیسے ہوا نظر نہیں آتی لیکن محسوس ضرور ہوتی ہے۔

جب تک یہ امور پیش نہ آئیں ان مقامات کی نسبت حاصل نہیں ہوتی۔

مراقبات لطائف خمسہ عالم امر

مراقبہ لطیفۂ قلبی

(اس کے) بعد مراقبہ ہر لطیفہ کا ساتھ ذکر اسم ذات اس طور سے کرے کہ تجلیاتِ افعالیۂ الٰہیہ سے فیض آتا ہے اوپر دل مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے فیض آتا ہے اوپر دل مبارک حضرت آدم علیہ السلام کے وہاں سے فیض آتا ہے بواسطۂ دل مبارک پیران کبار کے اور بواسطۂ دل مبارک پیر میرے کے اوپر دل میرے۔

قربیت و ولایت اس لطیفہ کی بواسطۂ حضرت آدم علیہ السلام حاصل ہوتی ہے۔ اس ولی کو آدمی المشرب کہتے ہیں۔ اس مراقبہ میں سیر دائرۂ امکان تک کہ بالائے عرش سے ہوتا ہے بقدر صفائی و نورانیت دل کے۔

Marfat.com

ف : قلب انسانی افعال الٰہیہ کا مظہر ہے اس لئے اس مقام میں تجلیات افعالیہ الٰہیہ (تکوینی تجلیاتِ) کے درود کا مراقبہ کرایا جاتا ہے. جب تک سالک پر مثال انسانی نہ کھلے یعنے کیفیاتِ قلب ظاہر نہ ہوں اُس وقت تک افعال الٰہیہ کے ظہور کا ادراک نہیں ہو سکتا. افعال الٰہیہ یعنے صفت التکوین[1] کی تجلیات کے مظہر کامل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں. باعتبار ظہور حضرت آدم علیہ السّلام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "میں اُس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السّلام کیچڑ اور پانی میں تھے" جن کا تعلق صفت التکوین سے ہے جو حضرت آدم علیہ السّلام کا رب ہے اس لئے اس مراقبہ میں حضرتِ آدم علیہ السّلام کے واسطہ سے فیض حاصل کیا جاتا ہے.

لطیفۂ قلب کی فنا تجلیاتِ افعالیہ الٰہیہ میں ہوتی ہے اس لئے جب ان تجلیات کا ظہور ہوتا ہے تو سالک کی نظر سے اپنے اور جمیع مخلوقات کے افعال مخفی ہو جاتے ہیں اور اُس کو بجز فاعل حقیقی کی کار فرمائی کے اور کچھ نظر نہیں آتا تجلیات افعالیہ الٰہیہ کا رنگ زرد ہے.

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا راز انسان کے لطائف خمسہ عالم امر سے متعلق ہے جو سالک سلوک طے کرتا ہوا مراقبہ لطیفۂ قلب پر پہونچتا ہے اور اپنے مثالی کو جسم مادی پر غالب کر لیتا ہے تو اس کو اس مراقبہ میں تجلیات افعالیہ کا مشاہدہ ہوتا ہے.

انسان کی فطرتِ طبعیہ کے خلاف جو افعال منجانب اللہ اُس سے ظہور پذیر ہوں وہ افعالِ الٰہیہ کہلاتے ہیں مثلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے معجزات اور اولیائے کرام کے کرامات وغیرہ.

---

[1] تکوین امر کُن سے مشتق ہے ۔ اصطلاح تصوف میں توجہ الی الصفات والافعال کو مشاہدہ اور توجہ الی الذات کو معاینہ کہتے ہیں.

Marfat.com

مراقبہ لطیفۂ روحی

تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیۂ الٰہیہ (حیات علم قدرت وغیرہ) سے فیض آتا ہے اوپر روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے فیض آتا ہے اوپر روح مبارک حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وہاں سے فیض آتا ہے بواسطۂ روح مبارک پیران کبار کے اور بواسطۂ روح مبارک پیر میرے اوپر روح میرے

ف: صفاتِ ثبوتیہ الٰہیہ کی تجلیات کا مظہر روح انسانی ہے۔ اس لئے یہاں صفت العلم تفصیلی و اجمالی سے (اس طرح کہ باعتبار برزخیت صفت العلم تفصیلی و اجمالی سے جو حضرت نوح علیہ السلام کا رب ہے اور صفت العلم تفصیلی سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے) ان تجلیات کے ورود کا مراقبہ کرایا جاتا ہے۔ تجلیات صفات ثبوتیۂ الٰہیہ کے مظہر کامل بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ لیکن باعتبار ظہور حضرتِ نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام اس کے مظہر ہیں اس لئے ان کے واسطے سے فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

جب سالک فیوض و برکاتِ مراقبہ لطیفہ قلب سے کامل حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کو مراقبۂ لطیفۂ روح کرایا جاتا ہے۔ یہاں اللہ تعالےٰ کے تجلیاتِ صفات ثبوتیۂ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ذات باوجود بے چون و بے چگوں ہونے کے صفاتِ سبعہ یعنے حیوٰۃ علم، قدرت، سماعت، بصارت۔ کلام۔ ارادہ سے متصف اور ثابت ہے حالانکہ نہ ہمارے جیسی ان کی آنکھیں ہیں اور نہ کان وغیرہ۔ اسی طرح سالک جب فیضانِ مراقبۂ لطیفہ روح سے بہرہ ور ہوتا ہے تو اس کو بغیر آنکھ کان وغیرہ کے ان سب صفات سے متصف کر دیا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کے پہچاننے کا بڑا ذریعہ ہے

Marfat.com

جب تک سالک مقام مثالی کو فنا نکرے (یعنی قلب کا فنا حاصل نکرے) اس وقت تک اس پر مقام روح کھل نہیں سکتا جس وقت سالک مثالی کیفیات کو فنا کر کے مقام روح حاصل کرتا ہے تو اس وقت صفاتِ ثبوتیۂ الٰہیہ کی تجلیات کا فیض حاصل کر سکتا ہے صفات ثبوتیہ الٰہیہ کی تجلیات کا رنگ سرخ ہے۔ اسی مقام میں سالک جمیع صفات کو اپنی ذات اور دیگر مخلوقات سے مسلوب اور حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے منسوب پاتا ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں اسے صفاتِ حق سبحانہ تعالےٰ کا ادراک ہوتا ہے اسی کو مرتبۂ فنائی الصفات کہتے ہیں اس لطیفہ کی قربیت و ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطہ سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اس ولی کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔

مراقبہ لطیفہ سری تجلیات شئونات (معلومات اجمالیہ

الٰہی معلومات مفصلی کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں) ذاتیہ الٰہیہ سے

فیض آتا ہے اوپر سِر مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وہاں سے فیض آتا ہے اوپر سِر مبارک پیران کبار کے اور بواسطہ

سِر مبارک پیر میرے کے اوپر سِر میرے

ف: سِر انسانی شئونات الٰہیہ کا مظہر ہے جس کا تعلق صفت الکلام سے ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے اس لئے یہاں معلوماتِ اجمالیۂ الٰہیہ کی تجلیات کے درود کا مراقبہ کرایا جاتا ہے یہاں سالک پر شانِ علم کی تجلی ظہور پذیر ہوتی ہے معلومات اجمالیہ الٰہیہ کی تجلیات کے مظہر کامل بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لیکن ظہور کے اعتبار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے مظہر ہیں اسلئے ان کے واسطہ سے فیض حاصل کیا جاتا ہے شئونات الٰہیہ کی تجلیات کا رنگ سفید ہے۔

جب سالک مراقبہ لطیفہ روح کے تمام کیفیات کا حامل ہو جاتا ہے تو اس کو لطیفہ سِر کا مراقبہ کرایا جاتا ہے تا کہ سالک پر لطیفہ سِر کا راز اس طرح منکشف ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی شانِ علم کی تجلی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرمائی تھی اور انہیں علم غیبی سے حصہ عطا

Marfat.com

فرمایا تھا۔ یہاں سالک کو بواسطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شانِ علم سے بہرہ ور فرماتے ہیں جب تک سالک مقام روح میں کامل انس پیدا نکرے اس وقت تک مقام سر اس پر کھل نہیں سکتا جب وہ مقام روح سے کامل انہماک حاصل کرلیتا ہے تب تجلیات شئونات الٰہیہ یعنے اجمالی معلوماتِ الٰہیہ سے فیض حاصل کرسکتا ہے بعد فنائے سر سالک خود کو اور تمام ممکنات کو شئوناتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ میں مستہلک پاتا ہے اور اس کو ہر ذرہ میں شئونات الٰہیہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ چونکہ تربیت و ولایت اس لطیفہ کی بواسطہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام حاصل ہوتی ہے اس لئے اس ولی کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔

جس طرح تخم میں درخت کی جڑ شاخیں پھول پتے اور پھل وغیرہ سب کچھ اجمالی طور پر موجود رہتے ہیں۔ بعینہٖ حقیقت ممکنہ میں بھی تمام مخلوقات کا اجمالی صوری نقشہ موجود ہے اسلئے اس حالت کو شئونات یا اجمالی معلوماتِ الٰہیہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور درخت نشو ونما پاکر بار آور ہونے کے بعد ہی تخم کی حقیقت کھلتی ہے اسی طرح اجمالی معلوماتِ الٰہیہ کے صوری نقشہ سے جب کائنات کا ظہور ہوا تو اس کی حقیقت ظاہر ہوئی اسلئے اس حالت کو اعیان ثابتہ یا تفصیلی معلوماتِ الٰہیہ سے موسوم کیا گیا ہے۔

مُراقبہ لطیفہ خفی | تجلیاتِ صفاتِ سلبیۂ (لم یلد ولم یولد۔ لاجسم ولا جوہر وغیرہ) الٰہیہ سے فیض آتا ہے اوپر خفی مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے فیض آتا ہے اوپر خفی مبارک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہاں سے فیض آتا ہے بواسطہ خفی مبارک پیرانِ کبار کے اور بواسطہ خفی مبارک پیر میرے اوپر خفی میرے

ف: صفاتِ سلبیہ الٰہیہ کا تعلق صفت القدرت سے ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رب ہے اس کے مظہرِ اتم تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لیکن باعتبار ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے مظہر ہیں اس لئے آپ کے واسطہ سے فیض حاصل کیا جاتا ہے

Marfat.com

جب تک کہ سالک مقام سِر سے بہرہ ور نہ ہو اس وقت تک مقام خفی میں نہیں پہونچ سکتا۔ مقام سِر سے کامل طور پر بہرہ ور ہونے کے بعد ہی صفات سلبیۂ الہیہ کی تجلیات سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔ تجلیات صفاتِ سلبیۂ کا رنگ سیاہ ہے۔

جب سالک مراقبہ سِر سے جو اس کا راز ہے واقف ہوتا ہے تو اس کو مراقبہ لطیفۂ خفی کراتے ہیں تاکہ مراقبہ لطیفہ خفی کا راز بھی سالک کے مشاہدہ میں آجائے

جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ظہور عطاء فرمایا جس کو تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح یہاں سالک کو اپنے وجود کے ظہور میں بھی وہی تجلی منکشف ہوتی ہے۔

اس مراقبہ میں سالک کو جمیع عالم سے حق سبحانہ تعالےٰ کی تجرید و تفرید مشہود ہوتی ہے وحدتِ شہود کی حقیقت بھی یہی ہے اسی کو فنا فی الفنا کہتے ہیں۔ قربیت و ولایت اس لطیفہ کی بواسطۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاصل ہوتی ہے اس لئے اس ولی کو عیسوی المشرب کہتے ہیں

مراقبہ لطیفۂ خفی تجلیاتِ شان جامع (ذاتِ جامع جمیع صفاتِ کمال) الٰہیہ سے فیض آتا ہے اوپر اخفیٰ مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے فیض آتا ہے بواسطۂ اخفیٰ مبارک پیرانِ کبار کے اور بواسطۂ اخفیٰ مبارک پیر میرے اوپر اخفیٰ میرے

ف: اخفیٰ انسانی کا تعلق صفت العلم سے ہے جو آنحضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا رب ہے اور وہ شانِ جامع جمیع صفات کمالیہ وکیانیۂ الٰہیہ کا مظہر ہے اس لئے یہاں تجلیاتِ مذکورہ کے اورد ہ کا مراقبہ کرایا جاتا ہے شان جامع الٰہیہ کی تجلیات کا رنگ سبز ہے جب سالک مراقبہ لطیفۂ خفی کے راز سے واقف ہوتا ہے تو لطیفہ اخفیٰ کا مراقبہ کرایا جاتا ہے

Marfat.com

لطیفۂ اخفیٰ سے مراد شان جامع جمیع صفات کمالیہ و کیانیہ ہے۔ اس صفت کے مظہر کامل آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لئے اس مراقبہ میں سالک بواسطہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان جمیع صفات کے فیضان سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے کہ جب اللہ تعالے نے کائنات کا ظہور بخشنا چاہا تو تخلیق اول جو نور پیدا کیا گیا وہ یہی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے چنانچہ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کا اشارہ اسی طرف ہے

اس مراقبہ میں بقا بعد فنا حاصل ہوتی ہے اور اس مقام میں سالک تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مصداق بن جاتا ہے یعنے سالک سے اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا اس لطیفہ کی فنا اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مصداق بننا اس لطیفہ کی بقا ہے اس لطیفہ کی اقربیت و ولایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اس ولی کو محمدیُ المشرب کہتے ہیں۔

مراقبات لطیفہ نفس

(...)

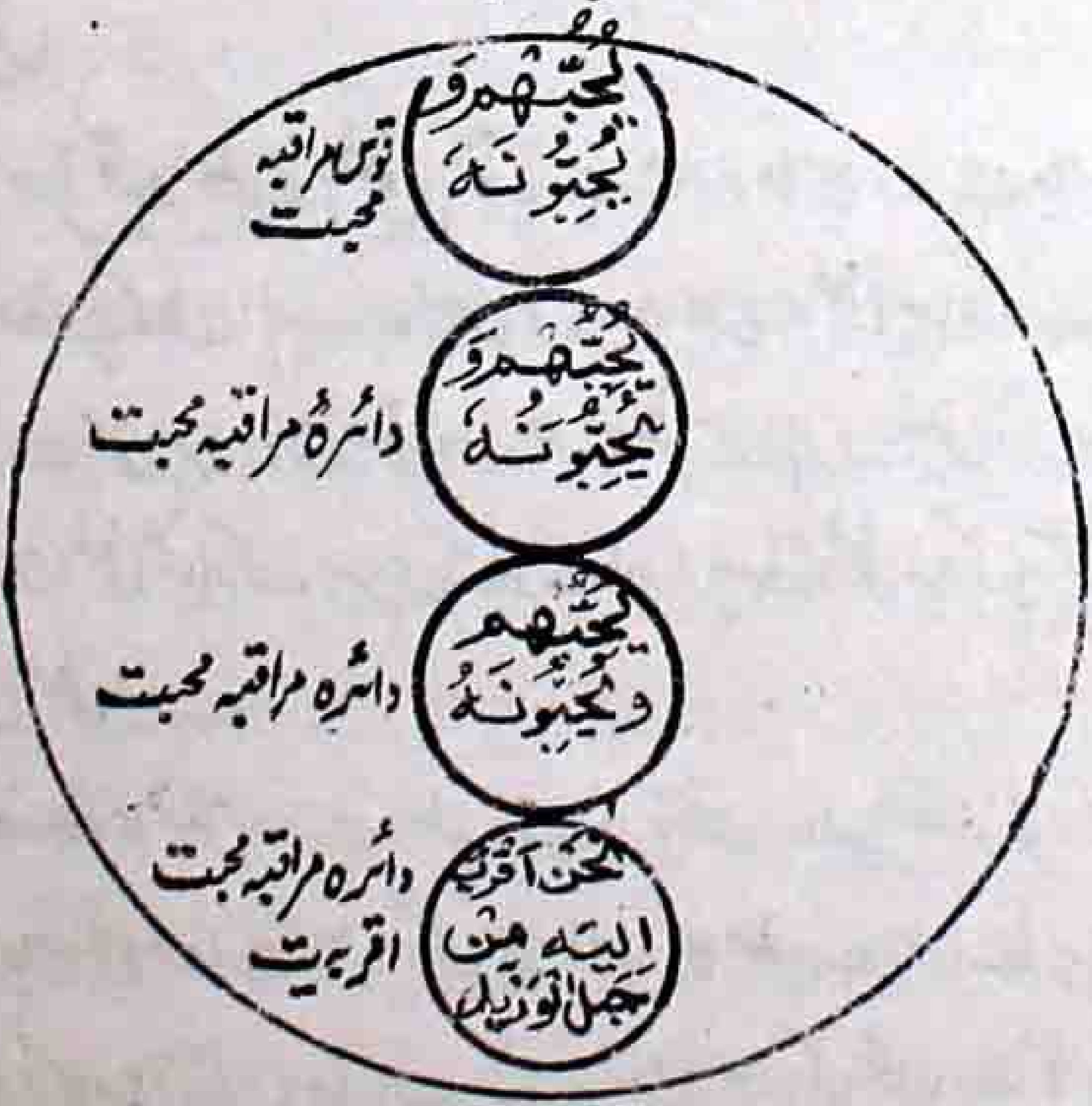

مُراقبۂ اقربیت جان کر لطیفۂ نفسی میں ساڑھے تین دائرہ ہیں۔

دائرہ اول میں مراقبہ اقربیت[1] اس طور سے کرنا کہ میں دائرہ اول
میں ہوں جو اقربیت کا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[2]
اللہ تعالےٰ نزدیک زیادہ ہے میرے تئیں میر سے۔ اس ذات
سے فیض آتا ہے مرشد کے لطیفۂ نفس پر مع دائرہ اول وہاں سے
فیض آتا ہے میرے لطیفۂ نفس پر مع دائرہ اول مع لطائف خمسہ عالم امر

---

[1] یہ مراقبہ اقربیت سے ذکر لسانی خفی ہے آخر تک ذکر اس مراقبہ کا تہلیل
اور تلاوت قرآن شریف و نوافل ۱۲

ف:- ولایت کبریٰ درحقیقت انبیاء علیہم السلام کی ولایت ہے
اور لطیفہ نفس دانا کے فنا کا محل اور صحو و ہوشیاری کا مقام ہے اسی کو ولایت انبیاء
بھی کہتے ہیں جو مقامات عشرہ یعنے توبہ۔ انابت۔ زہد۔ قناعت۔ ورع۔ توکل۔ تسلیم
رضا۔ صبر۔ شکر کے طے ہونے کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ سالک کو اس مرتبہ میں سیر وسلوک
باتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور رفاقت و ضمنیت حاصل ہوتی ہے۔
ولایت کبریٰ تین دوائر اور ایک قوس یعنے نصف دائرہ پر مشتمل ہے جو درحقیقت ایک
دوسرے کے اصول یا بطون ہیں۔ دائرہ اولیٰ کا نصف زیریں متضمن اسماء و صفات اور
نصف بالا متضمن شیونات و اعتبارات حق سبحانہٗ تعالےٰ کے تجلیات سے متعلق ہے اسمیں
سالک مراقبہ اقربیت بفحوائے مفہوم آیۃ شریفہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ
اس طرح کرتا ہے کہ اس ذات پاک سے جو دائرۂ اولیٰ ولایت کبریٰ کا منشاء ہے بواسطہ
حضرت پیرومرشد فیض آتا ہے۔ اسرار قرابیت و توحید شہودی اسی دائرہ میں سالک کے
شامل حال ہوتے ہیں اس مراقبہ میں سالک کا لطیفہ نفس مع دائرہ اول و لطائف

---

[2] وہ میری شاہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے۔

Marfat.com

خمسئہ عالم امر مورد فیض ہیں اس مراقبہ میں سالک مقامِ خُلتِ ابراہیمی سے مناسبت پیدا کر کے اسماء وصفات الٰہی سے فیض حاصل کرتا ہے۔

حُضور و نگہداشت و جذبات و عروج و نزول وغیرہ لطیفہ قلب کے مانند اس مقام میں بھی حاصل ہوتے ہیں بلکہ تمام بدن کو بتدریج انجذاب حاصل ہوتا ہے اس کے کیفیات و حالات بہ نسبت قلب کے بے رنگ و بے مزہ ہیں لیکن نسبت لطیفۂ نفس قوی ہو جانے کے بعد حالات و واردات لطیفۂ قلب فراموش ہو جاتے ہیں فنائے قلب میں دل سے خطرات دور ہو جاتے ہیں لیکن دماغ میں باقی رہتے ہیں جو فنائے نفس کے بعد دور ہو جاتے ہیں اور اسی دائرہ تک لطائف خمسۂ عالم امر کا عروج ہوتا ہے اور وہ اپنا اصل دجود د حقیقت۔ اسماء و صفات و شیونات حق سبحانہٗ تعالیٰ میں) فنا و بقا حاصل کر لیتے ہیں۔

تزکیہ امارگی کے بعد نفس جس حالت میں پہونچ جاتا ہے اس کو قرآن مجید میں نفس لوامہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے یہاں سالک کو یہ نفس نصیب ہوتا ہے ایسے نفس والا دنیا میں کم مشغول ہوتا ہے۔

اس مراقبہ سے تا ختم سلوک ذکر تہلیل لسانی مع شرائط ترقی بخش ہوتا ہے اگر سالک بان خیال ہی سے ذکر تہلیل (نفی و اثبات) کرنا چاہیئے تو بھی کوئی ہرج نہیں ہے لیکن اس حالت میں فیوض و برکات ذکر سے زبان محروم رہ جاتی ہے اس لئے تھوڑا بہت ذکر زبان سے بھی کرنا ضروری ہے۔

اس کے بعد دائرہ ثانی میں جو دائرۂ اولیٰ کا اصل یا بطون ہے سالک کو سیر نصیب ہوتی ہے۔

مُراقبۂ مُحبّت میں دائرۂ ثانی میں ہوں جو اصل ہے دائرۂ اول کا یُحِبُّہُم وَیُحِبُّوْنَہٗ، دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے تئیں اور دوست رکھتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے تئیں اس ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے لطیفۂ نفسی پر مع دو دائرہ وہاں سے فیض آتا ہے میرے لطیفۂ نفسی پر مع دو دائرہ مع لطائفِ خمسۂ عالمِ امر

ف: دائرہ ثانی جو دائرۂ اولیٰ کا اصل یا بطون ہے۔ اس میں سالک مراقبہ محبت بفحوائے مفہوم آیۃ شریفہ یحبہم و یحبونہ۔ دوست رکھتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کو اور وہ دوست

رکھتے ہیں ہم کو اس طرح کرتا ہے کہ اس ذات پاک سے جو دائرۂ ثانی ولایت کبریٰ کا منشا ہے بواسطہ لطیفہ نفس مع دو دوائر حضرت پیرومرشد فیض آتا ہے اس مراقبہ میں سالک کا لطیفہ نفس مع دو دوائر و لطائف خمسہ عالم امر مورد فیض ہیں۔ اور یہاں سالک کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ ایسے نفس والا انسان معاملات دنیوی سے بے خبر رہتا ہے اور ایسے ہی نفس والے کو قرآن مجید میں بشارت دیگئی ہے کہ یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۔ اس مراقبہ میں سالک مقلم محبیت موسوی سے مناسبت پیدا کرلے کر شیونات الٰہیہ سے فیض حاصل کرتا ہے۔

مراقبہ محبت میں دائرہ ثالث میں یا ہوں جو اصل ہے دائرہ ثانی کا یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ دوست رکھتا ہے اللہ تعالےٰ ہمارے تئیں اور دوست رکھتے ہیں ہم اللہ تعالےٰ کے تئیں اس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے لطیفہ نفسی پر مع سہ دوائر وہاں سے فیض آتا ہے میرے لطیفہ نفسی پر مع سہ دوائر مع لطائف خمسہ عالم امر

ف: دائرہ ثالث جو اصل یا بطون ہے دائرہ ثانی کا۔ اس میں بھی سالک مراقبہ محبت بمفہوم آیۃ شریفہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ " دوست رکھتے ہیں ہم اللہ تعالےٰ کو اور وہ دوست رکھتے ہیں ہم کو اس طرح کرتا ہے کہ اس ذات پاک سے جو دائرۂ ثالث کا منشاء ہے بواسطہ لطیفہ و نفس مع دوائر ثلاثہ حضرت پیرومرشد فیض آتا ہے۔ اس مراقبہ میں سالک کا لطیفہ نفس مع سہ دوائر و لطائف خمسہ عالم امر مورد فیض ہیں۔ لطیفۂ نفس دائرہ دوم کے مقابلہ میں یہاں نسبت محبیت زیادہ ہوتی ہے۔ جو بوجہ تکلم بذریعہ وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہونے کے باعث اس مقام میں سالک پر الہام ہوتا ہے اور یہاں سالک کا نفس مطمئنہ سے ملکیہ بن جاتا ہے اس درجہ میں جو قرب و محبت نصیب ہوتی ہے اس کی بنا پر یہ نفس ذات اقدس تبارک و تعالیٰ سے ہم کلامی کی خواہش کرتا ہے اگر سالک کی

Marfat.com

خوش نصیبی سے کلام کا سلسلہ شروع ہو جائے تو اس کو الہام کہتے ہیں اور ایسے نفس کو نفس ملہمہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ الہام کی تین اقسام ہیں یہ الہام نفس پر ہو تو ہاتف قلب پر ہو تو القا روح پر ہو تو بشارت کہلاتا ہے۔ یہ مرتبہ بہت کٹھن ہے بغیر کامل اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و کثرتِ ذکر نصیب ہونا ممکن ہے۔

مُراقبہ محبت میں قوس میں ہوں جو اصل ہے دائرہ ثالث کا یُحِبُّھُم وَیُحِبُّوْنَہٗ دوست رکھتا ہے اللہ تعالےٰ ہمارے تیں اور دوست رکھتے ہیں ہم اللہ تعالےٰ کے تیں اس ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے لطیفہ نفسی پر مع قوس مع دوائرِ ثلاثہ وہاں سے فیض آتا ہے میرے لطیفہ نفسی پر مع قوس مع دوائر ثلاثہ مع لطائف خمسہ عالم امر

ف: قوس جو اصل یا بطون ہے دائرۂ ثالث کا اس میں بھی سالک مراقبۂ محبت بموجب مفہوم آیتہ شریفہ یُحِبُّھُم وَیُحِبُّوْنَہٗ دوست رکھتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کو اور وہ دوست رکھتے ہیں ہم کو اس طرح کرتا ہے کہ اس ذات پاک سے جو قوس ولایتِ کبریٰ کا منشاء ہے بواسطہ لطیفۂ نفس مع دوائرِ ثلاثہ وقوس حضرت پیر و مُرشد فیض آتا ہے اس مراقبہ میں بھی سالک کا لطیفۂ نفس مع دوائر ثلاثہ وقوس و لطائف خمسہ عالم امر موردِ فیض ہیں

اس مرتبہ میں سالک کو نسبت حُبّیّت اتم و اکمل حاصل ہوتی ہے اور یہ مقام عالم ارواح سے تعلق رکھتا ہے چونکہ عالم ارواح میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے اس مُراقبہ میں سالک مقام محبوبیت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت پیدا کر کے ذات باری سے فیض حاصل کرتا ہے۔

یہ تینوں دوائر جو ایک دوسرے کے اصول یا بطون ہیں درحقیقت حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ان اعتبارات سے تعلق رکھتے ہیں جو شیونات وصفات کے مبادی ہیں یہ قوس نفس کا وہ مقام ہے جو نفس ملہمہ کے بعد حاصل ہوتا ہے جس کو نفس رحمانیہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے

Marfat.com

مراقبات ولایتِ کبریٰ جو انبیاء علیہم السّلام کی ولایت ہے اس میں تین دائرے اور ایک قوس ہیں یعنی دو دائرے مرتب نفس لوامہ، مطمئنہ، ملہمہ مراد ہیں۔ قوس سے یہ رمز ظاہر ہوتا ہے کہ قوس تحتانی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس مبارک ہے۔ شب معراج میں جب کہ آپ کو کمال قرب و وصال باری تعالیٰ نصیب ہوا تو قوس فوقانی کی تکمیل ہو کر دائرہ مکمل بن گیا۔ یہ مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک ہی کا ہے جہاں آپ کو بدرجہ کمال قرب و وصالِ خداوندی نصیب ہوا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

سیر ولایت اکبریٰ کے پورے ہونے کی یہ علامت ہے کہ اس وقت تک حصول فیوض و برکات کا جو احساس سالک کو دماغ سے ہوتا تھا وہ اب سینے سے متعلق ہو جاتا ہے اسی لئے اس مرتبہ میں انشراح صدر نصیب ہوتا ہے اور قضا و قدر کے احکام بلا چون و چرا قابل قبول ہو جاتے ہیں اور سالک مقام رضا کی طرف شریعت کے ساتھ عروج کرتا ہے۔

مُراقبۂ اسم ظاہر ہوالظاہر۔ وہ ذات جو مسمّیٰ ہے اسم ظاہر کا اس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے لطیفہ نفسی پر مع قوس مع دوائر ثلاثہ وہاں سے فیض آتا ہے میرے لطیفہ نفسی پر مع قوس مع دوائر ثلاثہ

ف: ولایتِ صغریٰ اور ولایت کبریٰ کے تمام مراتب ظاہریت حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور یہ سب کے سب تجلیات اسم الظاہر کے مظاہر ہیں اسی لئے ولایت کبریٰ کے مراقبات میں مزید قوت پیدا کرنے کے لیے اسم الظاہر کا مراقبہ کرایا جاتا ہے اس مراقبہ کا تعلق بھی علم الٰہی سے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب اپنے معلوماتِ اجمالی کو ظہور دینا چاہا تو اسم الظاہر کی تجلی فرمائی جس سے کائنات کا ظہور ہوا۔ دنیا آثار و افعال الٰہیہ کے ظہور کا مقام ہے۔ ان آثار کی نفی کرنا اور ان سے موثر حقیقی کا پتہ چلانا اس مراقبہ کا حاصل ہے

۱؎ پھر قریب ہوئے اور آگے بڑھے تو دو کمان کے فاصلہ پر یا اس سے بھی کم۔

Marfat.com

سالک اس مقام میں انوار اسم الظّاہر سے منوّر ہو کر مظاہر الٰہیہ سے باخبر ہوتا ہے
اور مراقبات لطیفۂ نفس کے بعد اسم الظّاہر کا مراقبہ نسبت باطنی میں بڑی قوت اور وسعت
کا موجب ہوتا ہے۔ اس مقام میں اسماء و صفات کی تجلیات وارد ہوتی ہیں اور اس مراقبہ
میں لطیفۂ نفس مع دوائر ثلاثہ و قوس مورد فیض ہیں اس مراقبہ کے ذریعہ سیر آفاقی کے لئے
سالک کو ایک بازو پر پرواز میسر آتا ہے۔

مراقبہ اسم باطن وہ ذات جو مسمّیٰ ہے اسم باطن کا اس
ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے عناصر ثلاثہ پر سوائے عنصر خاک
کے وہاں سے فیض آتا ہے میرے عناصر ثلاثہ پر سوائے عنصر خاک کے

اسی مراقبۂ اسم باطن کو ولایت عُلیا کہتے ہیں اس مرتبہ سے ملائکہ کو فیض پہونچتا ہے۔

ف: ولایت کبریٰ واسم الظّاہر کے سیر و سلوک کے بعد اسم الباطن میں سیر شروع ہوتی
ہے اس کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ کرام علیہم السلام کہتے ہیں اس وقت
سوائے عنصر خاک کے عناصر ثلاثہ کی تہذیب و تکمیل ہوتی ہے۔ اس مقام میں عناصر
ثلاثہ باد۔ آب۔ آتش مورد فیض ہیں۔

جاننا چاہیے کہ ولایت صغریٰ و ولایت کبریٰ سیر اسم الظّاہر میں تھے اور یہ
ولایت علیا کی سیر اسم الباطن میں ہے ان میں فرق یہ ہے کہ سیر اسم الظّاہر میں تجلیات
اسمائی و صفاتی تھے اور سیر اسم الباطن میں اگرچہ تجلیات اسماء و صفات ہی ہیں لیکن
ان کے ساتھ تجلی ذات بھی پردہ ہائے اسماء و صفات میں مستور ہوتی ہے
ان ولایات کی مثال ظاہر و باطن کی ہے۔ مثلاً ولایتِ صغریٰ پوست ولایتِ کبریٰ
مغز، ولایت کبریٰ پوست و ولایتِ علیا مغز۔ عناصر ثلاثہ کی فنا و بقا اسی دائرہ میں
ہوتی ہے اور وہ اسم الباطن کے مسمّیٰ میں مستہلک ہو جاتے ہیں۔ اس مقام میں سالک

Marfat.com

ایسے تجلیات میں سیر کرتا ہے جو اسماء وصفات و ذات سے ملی ہوئی ہیں۔

جب سالک کے اجزائے جسم کہ ان میں پانچ عالم امر کے نفے مصفی ہوگئے اور نفس جو کہ عالم خلق سے ہے مزکی ہوگیا اور عناصر ثلاثہ باد، آب، آتش کے رذائل متبدل ہوکر صفات حمیدہ سے متجلی اور منور ہوگئے اور عنصر خاک جو انجام کار ان تمام اجزائے جسم کی معیت میں بہت کچھ پاک وصاف ہو چکا ہوتا ہے تو سالک کو اس وقت دو پر رولز عنایت ہوتے ہیں ایک ان میں سے سیر اسم الظاہر کا ہے جو ولایت کبریٰ کی نہایت (انتہا) ہے اور دوسرا سیر اسم الباطن کا ہے جو ولایت علیا کا منتہیٰ ہے۔ سالک اس مرتبہ میں تجلیات اسماء وصفاتِ الٰہیہ سے گذر کر تجلیاتِ ذات اقدس کی (جو مقصود حقیقی ہے) سیر کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں ذکر تہلیل و نوافل بطول قیام و قرات ترقی بخش ہوتے ہیں اور رخصت شرعی کا اختیار کرنا بھی غیر مستحسن ہے بلکہ عزیمت پر عمل کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے اس میں راز یہ ہے کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کیطرف کھینچ لے جاتا ہے عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے کیونکہ یہ ولایت ملائکہ کرام علیہم السلام کی ہے اسلئے یہاں ملکیت کے ساتھ جسقدر زیادہ مناسبت ہوگی اتنا ہی جلد ترقی میسر ہوگی

اس مقام کے حالات صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ اس وقت سالک کا باطن اسم الباطن کے مسمیٰ و مصداق ذات اقدس تبارک وتعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے۔ اس رمز کو جو سمجھنے والے ہیں وہی سمجھ جاتے ہیں۔ اس ولایت سے سالک کے تمام بدن میں وسعت و فراخی پیدا ہو جاتی ہے اور لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں اور جو ارباب کشف ہیں وہ رویت ملائکہ کرام سے مشرف بھی ہوتے ہیں لائق اخفا اور اسرار کی باتیں سالک کے ادراک میں آتی ہیں۔

غرض مراقبہ اسم الباطن کا تعلق بھی باعتبار عناصر ثلاثہ علم الٰہی سے ہے کہ عناصر ثلاثہ کی کیفیات میں انانیت وریا وغیرہ داخل ہیں ان خصائل رذیلہ کو دفع کرنا اور خالق عناصر کیطرف متوجہ رہکر فیض حاصل کرنا اس مراقبہ کا ماحصل ہے۔

Marfat.com

مراقبۂ کمالاتِ نبوّت

وہ ذات جو منشاء ہے کمالاتِ نبوت کا معرّا ہے جمیع اعتبارات

سابقہ سے اور مبّرا ہے ہمہ تعیّنات سے اُس ذات سے فیض آتا ہے

مرشد کے عنصر خاک پر مع عناصر ثلاثہ وہاں سے فیض آتا ہے میرے عنصرِ

خاک پر مع عناصر ثلاثہ۔

ف: سالک جب ولایت علیا کے فیضان وانوار سے مشرف ہوکر مرتبہ کمال پر پہونچتا ہے تو بفضل الٰہی اس پر کمالات نبوت کا مقام مشہود ہوتا ہے جو نہایت اعلیٰ وارفع مقام ہے اور اس مرتبہ کے ولی کو اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل ہوتے ہیں جن کا پورے طور پر احاطہ وادراک کرنا ولایاتِ صغریٰ وکبریٰ اور عُلیا کے اولیاء اللہ کے لئے دشوار ہوتا ہے۔

اس مقام میں تجلیاتِ ذاتی بے پردہ اسماء صفات وغیرہ سے سالک پڑتا ہے یہاں پر اس خیال سے مراقبہ کرتے ہیں کہ اُس ذاتِ بحت سے جو کمالاتِ نبوت کا منشاء ہے بواسطہ حضرت پیرو مرشد میرے عنصر خاک پر مع عناصر ثلاثہ فیض آتا ہے۔ ذات بحت سے ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ کا تمام اسماء وصفات اور شیوٗنات واعتبارات سے مبّراء منزہ ہونا مُراد ہے۔

یہہ فیضان خاص طور پر عنصر خاک ہی کو نصیب ہوا ہے۔ لطائف خمسۂ عالم امر و دیگر عناصر اسی خاک کی بدولت اس سعادت سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس سے عنصر خاک کے مرتبہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس عالم میں وہ جس قدر پست واقع ہوا ہے اسی قدر اس کی قدر و منزلت اللہ تبارک وتعالےٰ کے نزدیک بلند و بالاتر ہے اور بجز عنصرِ خاک کے کسی لطیفۂ عالم امر یا عنصر کو تجلّی ذاتی دائمی نصیب نہ ہوئی۔

مرتبہ کمالات نبوت وہ دولتِ کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے کہ اس مقام کی سیر بمقدار ایک نقطہ بھی جمیع مقامات ولایت سے بہتر واعلیٰ ہے۔ یہاں حالاتِ سابقہ مثل ذوق وشوق

Marfat.com

و بیتابی و شدتِ طلب زائل ہو جاتے ہیں حضور بے جہت. یقین، تمکین اور تسکین اس مقام عالی کی خصوصیات سے ہیں اس مقام کے علوم و معارف بس یہی ہیں کہ تمام علوم و معارف مفقود اور باطن کے تمام حالات بے شناخت ہو جائیں غرض اس مقام کے معارف و حالات کی تحریر سے زبان و قلم عاجز ہیں آیۃ شریفہ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ [۱] اس اظہار صداقت کیلئے کافی ہے حقیقت ایمان و اتباع شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، کمال وسعت نسبت باطن بے کیفی، حیرت اور اپنی نسبت سے لاعلمی اس مقام کے خصوصیات ہیں یہاں وصول [۲] ہی وصول بے حصول ہیں.

اس مرتبہ کی نسبت سے لاعلمی کی یہہ وجہ ہیکہ اس سے قبل سالک کی نسبت ولایات سے متعلق تھی جہاں اسماء و صفات و شئونات میں اسکو فنا و بقا کا مرتبہ حاصل تھا اور اس مرتبہ کی نسبت سے (جو تجلیات ذات بحت سے متعلق ہے) وہ بالکل بے بہرہ تھا. سالک کی قوت ادراک ایسی نہ تھی کہ نسبت مرتبہ ذاتِ بحت کو سمجھ سکے. اس لئے یہاں کی نسبت کا ادراک اس کے لئے دشوار ہے.

اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شریعتیں ہیں اور یہہ مقام انبیاء علیہم السّلام کیلئے مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین کو کمال اتباع کی برکت سے بطور وراثت نصیب ہوتا ہے باطن کی وسعت یہاں اس قدر ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں وسعت باطنی ہر سہ ولایات کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہر سہ ولایات کی نسبت ایک دوسرے سے صوری مناسبت رکھتی تھی جس سے امتیاز ہو سکتا تھا لیکن یہاں اس نسبت کا پتہ بھی نہیں چلتا اس مرتبہ میں شیخ کامل و اکمل کی توجہات اور طالب کی استعداد کے موافق رویت حق کا

---

[۱] نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں یا عقل اس کی کنہہ کو نہیں پہونچ سکتی.

[۲] جب سالک اپنے تمام علمی اعتبارات سے اس مقام کے ادراک سے عاجز ہوتا ہے تو سوائے حیرت کے کچھ باقی نہیں رہتا.

اور نارسائی محسوس کرنا وصول کی حقیقت ہے.

Marfat.com

نمونہ پیش آتا ہے. اگرچہ وہ رویت نہیں ہوتی اس لئے کہ وعدۂ دیدار تو آخرت ہی سے متعلق ہے لیکن جو معاملہ یہاں پیش آتا ہے وہ مشاہدۂ ولایات کے مقابلہ میں رویت کے مانند ہوا کرتا ہے غرض اس مقام میں بوجہ اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایک خاص اتصال پیدا ہو جاتا ہے. البتہ تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ اس مقام کی بلندی دبے رنگی کے باوجود جب پورا پورا انکشاف ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے بھی یہ یہ مقام ہماری نظروں کے سامنے تھا اور حیرانی بڑھ جاتی ہے کہ یہ مقام اس قدر قریب اور نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود اس وقت تک اس کے نظر نہ آنے کی وجہ کیا تھی اور اب تک ہم نے آنکھیں کیوں نہ کھولیں اور اپنے مقصود کی تلاش میں کیوں بھٹکتے رہے قرآن مجید کی باترتیل تلاوت اور بآداب وبطول قیام وقراءت نماز کی ادائی اور جو اذکار احادیث شریفہ سے ثابت ہیں یہ سب اس مقام میں ترقی بخش ہیں

خلاصہ یہ کہ مراقبہ کمالاتِ نبوت میں عنصر خاک پر فیض لیتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خاک کی خاصیت انتہائی عجز وانکساری ہے. جس کی وجہ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک تمام اعتبارات وتعیناتِ انسانی سے بالاتر مقام حاصل کرتا ہے. ان صفات کے حامل انبیاء کرام علیہم السلام ہیں یا یوں وجہ کمالات نبوت سے فیض حاصل کرایا جاتا ہے تاکہ سالک میں بھی انہی خصائل کا پرتو ظاہر ہو.

مراقبہ کمالاتِ رسالت

وہ ذات جو منشاء ہے کمالاتِ رسالت کا اس ذات سے فیض آتا ہے. مرشد کے ہیاۃ وحدانی پر (یعنے مجموعہ لطائف خمسۂ عالمِ امر) وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیاۃ وحدانی پر

ف، سیر کمالاتِ نبوّت کے بعد اگر تائید الٰہی یاوری کرتی ہے تو سالک کو کمالات رسالت کی

Marfat.com

سیر نصیب ہوتی ہے بیہ وہ مقام ہے جو اللہ تعالٰے سے بمقابلہ کمالات نبوت زیادہ قریب ہے جس طرح نبوت و رسالت میں فرق ہے اسی طرح مراتب کمالات نبوت و رسالت میں بھی فرق رہتا ہے رسالت کا مرتبہ درگاہِ خداوندی میں نبوت کے مرتبہ سے ایک قدم آگے ہے جس طرح کل انبیاء علیہم السلام میں مرسلین کا درجہ بلند ہے۔ اسی طرح گذشتہ مقامات کے مقابلہ میں یہ ایک خاص مقام ہے اور اس مقام کا فیضان بھی ان تمام مقامات سے زیادہ ہے اور انوار و برکات بھی نہایت لطیف۔ اس مقام میں مراقبت اس خیال سے کرتے ہیں کہ اُس ذات سے جو کمالاتِ رسالت کا منشاء ہے بواسطہ حضرات پیر و مرشد اپنی ہیاۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔

سالک کے لطائف خمسہ عالم امر بعد تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح و تخلیہ سِر و فنا و بقاء خفی اخفی ایک خاص صورت اختیار کر لیتے ہیں اس مجموعی حالت کو ہیاۃ وحدانی کہتے ہیں جو اس مرتبہ مقدسہ سے تا ختم مقامات سلوک مورد فیض ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ چند مختلف التاثیر اجزاء ادویہ سے ایک معجون تیار کرنا ہو تو پہلے اُن میں سے ہر ایک جزو کو کوٹ چھان کر رکھ لیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان تمام اجزاء کو قند یا شہد کے قوام میں ملا کر یک جسم کرنے سے تمام اجزاء ایک دوسری ہیاۃ اور خواص پیدا کر کے ایک خاص معجون کہلاتے ہیں ایسے ہی جب سالک کے لطائف خمسہ عالم امر ایک دوسری شکل و صورت اختیار کر کے عروج حاصل کر لیتے ہیں تو اس کیفیت کو ہیاۃ وحدانی کہتے ہیں۔

اس مقام میں عروج و نزول و انجذاب تمام بدن کو نصیب ہوتا ہے اور اس مقام کا معاملہ محض افضال الٰہی پر منحصر ہے جس میں کسی کو دخل نہیں جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ اور جس پر یہ نوازش ہوتی ہے اس پر ورود انوار و وسعت و بے رنگی مقام سابق (کمالات نبوت) سے زیادہ اس مرتبہ میں شامل حال ہوتی ہے

ولایتِ صغریٰ میں تجلیاتِ ظلالِ اسماء و صفات کے ساتھ بعد عروج ولایتِ کبریٰ میں تجلیات اسماء و صفات کے ساتھ یہ سیر وابستہ تھی جو ایمان شہودی کے مراتب ہیں ان مدارج سے بدرجہ کمال عروج ہونے پر معاملہ سیر سالک ذات بحت سے وابستہ ہوا جو ایمان حقیقی کا مرتبہ ہے۔ ایمان شہودی مثل بدر کامل ہے جو آسمانِ ولایت پر چمکتا ہے اور ایمان حقیقی مثل خورشید خاور ہے جو فلک نبوت پر طلوع ہوتا ہے اور یہاں ذوق و شوق کے بجائے بے مزگی و بے آرامی اور حلاوتِ وصل کے بجائے ملالِ ناکامی سالک کے حصہ میں آتی ہیں اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ متفکر و محزون نظر آتے تھے جیسا کہ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَائِمُ الْحُزْنِ وَمُتَوَاصِلُ الْفِکْرِ کہا گیا ہے۔

جب سالک مراقبہ کمالاتِ رسالت سے فیض حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے علم سے اس کو بہرہ ور فرما کر اپنا اور اپنے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا نائب بنا کر لوگوں کو ہدایت اور اپنی عظمت سے واقف کرانے والا بناتے ہیں اس مرتبہ میں ان کیفیات سے فیضیاب کرایا جاتا ہے۔

مراقبہ کمالاتِ اولوالعزم

"وہ ذات جو منشاء ہے کمالات اولوالعزم کا اُس ذات سے فیض آتا ہے۔ مرشد کے ہیاۃ وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیاۃ وحدانی پر"

ف: سیر مرتبہ کمالاتِ رسالت ختم ہونے کے بعد بفضل تعالیٰ و توجہ شیخ کامل و اکمل بلند نصیبوں کو کمالاتِ اولوالعزم میں سیر کرائی جاتی ہے یہ وہ مقام ہے جو سالک پر کمالاتِ رسالت کی انتہا میں منکشف ہوتا ہے اس مقام کے

Marfat.com

انوار و برکات و فیضان کمالات و رسالت سے بھی اعلیٰ وارفع ہیں اور یہاں ذات بحت سے زیادہ تقرب حاصل ہوتا ہے اس مقام کا واصل شدہ ولی ایک جماعتِ اولیاء کا سردار بن جاتا ہے اور اکثر طالبانِ حق اُس کے حکم کی تعمیل کر کے فیوضِ باطنی سے مستفیض ہوتے ہیں جس طرح تمام مخلوقات میں انبیاء علیہم السلام سب سے بہتر مخلوق ہیں۔ کُل انبیاء کرام میں مُرسلین کا درجہ بُلند ہے۔ اور ان میں بھی اولوالعزم مرسلین کے مراتب و مدارج تو بیان سے باہر ہیں اسی طرح اس مرتبہ کے فیوض و برکات کا حال ہے اس مقام میں مراقبہ اس طرح کرتے ہیں کہ اُس ذات سے جو کمالاتِ اولوالعزم کا منشاء ہے بواسطہ حضرت پیرو مرشد اپنی ہیأۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔

ان ہر سہ کمالات[1] کی نسبت اس قدر لطیف ہوتی ہے کہ سالک کی فہم و ادراک اُن کے سمجھنے سے قاصر ہے اور ان ہر سہ مراتب میں یہ نسبت لطیف سے لطیف تر ہوتی جاتی ہے بسبب کمالِ لطافت اِن مقامات میں سالک کو یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کی نسبت باطنی میں کوئی ترقی نہیں ہورہی ہے۔ اس مرتبہ میں بھی بدرجۂ اتم وصول ہی وصول ہے۔ اس لئے نسبتِ باطنی سالک کی نظر وجدان میں نہیں آتی۔

اس مرتبۂ عالیہ میں اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وکمالِ وسعتِ نسبت باطنی اور بے کیفی و بے مزگی یاس و حرمان سالک کو نصیب ہوتے ہیں حالانکہ اس مقام میں کثرتِ ورود تجلیاتِ ذاتیہ و انوار لامتناہیہ سے باطن سالک معمور ہوجاتا ہے اس مقام کی نسبت سابقہ جملہ مراتب کی نسبت سے برتر ہے لیکن ان ہر سہ کمالات میں نسبت کی ترقی و بے رنگی و لطافت میں اضافہ ہونے سے سالک کو اپنی نسبت کا ادراک نہیں ہوسکتا قطع نظر اس کے ابتدائے سلوک سے سالک اسماء وصفات اور شیونات کے تجلیات کی سیر سے روشناس تھا۔ ان مراتب مقدسہ میں تجلیات ذاتی سے سابقہ پڑا جس سے

[1] کمالات۔ نبوت۔ رسالت۔ اولوالعزم۔

Marfat.com

سالک کو اس وقت تک کسی قسم کی مناسبت نہ تھی یہی وجہ اس کے عدم ادراک نسبت کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مقام کی کمال لطافت و بے رنگی اور بے کیفی کی وجہ سے ممکن ہے کہ یہاں کی نزدیکی سے سالک دوری پسند کرے۔

مراقبات کمالات نبوت اور رسالت کے بعد یہ مراقبہ اس لئے کرایا جاتا ہے کہ ان ہر دو مراقبات سے سالک پر جو کیفیات طاری ہوتی ہیں ان میں مزید ترقی ہو کر سالک ایک ممتاز کیفیت کا حامل بن جائے اولوالعزم مرسلین علیہم السلام میں جن کا تعلق سلوک نقشبندیہ مجددیہ سے ہے۔ حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ۔ و آنحضور علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کے حالات سے کون واقف نہیں اس مراقبہ میں سالک کو ان افضال ایزدی سے جو ان اولوالعزم مرسلین علیہم السلام کے شامل حال رہے ہیں بہرہ ور کرانے کی سعی کی جاتی ہے جو اس مراقبہ کا ماحصل ہے۔

اس میں شک نہیں کسی مقام میں بھی بغیر فضل الٰہی کے ترقی ہو نہیں سکتی لیکن اعمال خیر اذکار و اشغال اسباب کے مانند ہیں اور ازالۂ کدورت بشری کے لئے مفید و موثر ہوتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ سے تا ختم سلوک ترقی کا معاملہ محض فضل الٰہی و توجہات پیر کامل پر موقوف ہے تاہم یہاں پر ان اذکار کے ساتھ تلاوت قرآن مجید و نماز بطول قیام و قراءت ترقی کے لئے ممد و معاون ہوتے ہیں اور اس فیضان کا وصول بالکلیہ شیخ کامل کے عنایات و توجہات پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ پیر کامل کے عنایات میں حق سبحانہ تعالےٰ کے افضال بھی شامل ہیں۔ ؎[1]

یک لحظہ عنایت تو اے بندہ نواز بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز

مراقبۂ حقیقت کعبہ

وہ ذات جو حقیقت کعبہ ہے مسجود لہٗ جمیع ممکنات اُس

---

[1] اے بندہ نواز آپ کی ایک لحظہ کی عنایت ہزار سالہ تسبیح و نماز سے بہتر ہے۔

Marfat.com

ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے ہیأۃ وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیأۃ وحدانی پر۔

ف: مرتبۂ کمالاتِ اولوالعزم کے بعد سالک کو اس مرتبہ مقدسہ کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ اس مقام پر مراقبہ اس طور سے کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جو حقیقتِ کعبہ ہے مسجود لہٗ جمیع ممکنات[1] اس ذات سے بواسطہ حضرت پیر و مرشد میرے ہیأۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔

حقیقتِ کعبہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کے ظہور کو کہتے ہیں۔ جو درحقیقت مسجود لہٗ جمیع ممکنات ہے اس مقام میں سالک کو عظمت و کبریائی کی تجلی جس کا تعلق ذات مجرّدہ سے ہے مشہود ہوتی ہے جس کی وجہ وہ دریائے ہیبت و جلال خداوندی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

جب فنا و بقا اس مرتبۂ عالیہ میں حاصل ہوتی ہے تو سالک اپنی ذات کو اس مرتبہ کی شان سے متصف پاتا ہے یعنے جمیع ممکنات کی توجہ اپنی طرف معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ تمام مخلوق میری ہی عبادت کر رہی ہے جس طرح اگر کسی بادشاہ کے پاس کوئی خادم کھڑا ہو جو بھی دربار شاہی میں آئے اور بادشاہ کو سلام کرے تو خادم کو ایسا معلوم ہو گا کہ سب آنے جانے والے اُسی کو سلام کر رہے ہیں اس مقام میں سالک کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ تجلی ذات سے قریب تر اور اس میں محو ہونے کے باعث سالک کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق اُسی کی عبادت میں مشغول ہے حال آنکہ وہ عبادت ذاتِ تبارک و تعالےٰ کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ سلام بادشاہ کے لئے ہوتا ہے۔

سالک کو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے اور ممکنات کی وجہ اپنی جانب نہ سمجھے ورنہ سخت گمراہی و ضلالت کا اندیشہ ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اسماء و صفات اور

---

[1] عالم آثار (دنیا) میں جتنی ذی روح موجودات ہیں باصطلاح تصوف انہیں ممکن کہا جاتا ہے۔ ممکنات اس کی جمع ہے۔

و اعتبارات کو بھی باوجود کمال محرم راز ہونے کے اس شان سے متصف ہونے میں دخل نہیں ہے۔ اس مقام میں حقائق الٰہیہ کی نسبت عالی جو کمالات ثلاثہ کے مقابلہ میں لطیف تر اور بہت ہی بے رنگ ہے سالک کے ادراک میں آجاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کمالات ثلاثہ میں اس کو فنا و بقا حاصل ہوئی اور ان مدارج کے اخلاق سے متخلق ہو کر فیوض و برکات سے مستفیض ہوا تو اس وجہ سے کہ کمالات ثلاثہ کی نسبت اور فوقانی نسبت ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ اگرچہ یہ مناسبت کسی قسم کی کیوں نہ ہو) سالک کے قدر کو وجدانی میں ایک نوع کی ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے باعث مقامات فوقانی کی نسبت بھی اس کے ادراک میں آسکے۔

اس مرتبہ میں سالک کی نسبت باطنی میں بے حد ترقی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہاں تجلیات ذاتی دائمی ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ کاملین کو بطفیل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عظمت و کبریائی سے روشناس کر کے محرم بارگاہ قدس بنایا جاتا ہے جس کے باعث ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آتا ہے۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پیش آیا ہے۔

خانۂ کعبہ جو بظاہر ہمارا قبلہ اور مسجود لہٗ ہے۔ یہ مظہر صوری ظلی اسی حقیقت کعبہ کا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ صورت کو حقیقت کے ساتھ اور ظل کو اصل کے ساتھ ایک نسبت ہوتی ہے۔ لہٰذا جو چیز ہماری قبلۂ حقیقی اور مسجود لہٗ ہے وہ کعبۂ صوری نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے۔ جو بہ ہزار بے چونی و بے چگونی اس چون و چگون محض سے ایک قسم کی مناسبت و تعلق رکھتی ہے۔ ؎

جلوۂ نور حقیقت در مجاز ॥ این طلسم الفت از بس ہست راز[1]

اس مرتبہ میں ذات الوہیت سے راست اکتساب فیض کیا جاتا ہے۔

---

[1] ذہن دار مجاز میں نور حقیقت کا جلوہ گویا یہ طلسم الفت ہے جو بہت بڑا راز ہے۔

Marfat.com

مراقبۂ حقیقتِ قرآن

وہ ذات جو حقیقتِ قرآن ہے مبدءِ وسعتِ بے چوں

حضرتِ ذات اس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے ہیأۃ وحدانی پر

وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیأۃ وحدانی پر۔

ف: حقیقتِ کعبہ کی سیر ختم ہونے کے بعد سالک کو اس مرتبہ مُقدسہ کی سیر کرائی جاتی ہے۔ حقیقتِ قرآن ذات تبارک وتعالےٰ کے صفت العلم سے تعلق رکھتی ہے جو ظہورِ عالم سے پہلے اللہ تعالیٰ کو حاصل تھا۔ اس مقام میں بایں خیال مُراقبہ کیا جاتا ہے کہ مبدءِ وسعتِ بے چوں حضرتِ ذات ہے کہ منشاءِ حقیقتِ قرآن ہے بواسطۂ حضرت پیرو مرشد میرے ہیأۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔

حقیقتِ قرآنی سے حضرتِ ذات کی بے چونی و بے کیفی کی وسعت وفراخی کا ابتدائی مرحلہ مراد ہے۔ اور حضرتِ ذات کی وسعت اسی مقام سے شہود ہوتی ہے یعنے وہ حالات وکیفیات ظاہر ہوتے ہیں جو وسعت کے مُتشابہ ہیں اور لفظ وسعت کا اطلاق اس جگہ عبارات والفاظ کی تنگی کی وجہ سے ہے ورنہ یہاں وسعت سے کیا مُناسبت ہے۔

کلام اللہ کے بُطون اسی مقام سے ظاہر ہوتے ہیں اور اس کا ایک ایک حرف معرفت کا دریائے مواج اور بحر ذخار معلوم ہوتا ہے۔ جو کعبہ مقصود تک مُوصل ہے۔ ہر حرف سے تجلّی کی چمک عرش مجید تک پہونچتی ہے اور اس تجلّی کی روشنی میں سالک کو عالم ملکوت، عالم جبروت اور عالم لاہوت کی سیر نصیب ہوتی ہے۔

بعض خوش نصیبوں کو ایک آوازِ بسیط بھی جسے صوتِ سرمدی کہنا چاہیئے (کیوں کہ وہ درحقیقت آواز نہیں ہوتی) محسوس ہوتی ہے یہ آوازِ بسیط صوتِ حق ہے کہ

له مخفی راز تک پہونچانے والا۔

Marfat.com

ازل سے ابد تک متکلم بہ یک کلام اور اسی ایک صوت سے جمیع صحائفِ الٰہیہ ظہور میں آئے ہیں۔ قرآنِ مجید بھی اسی سے ظاہر اور توریت و زبور و انجیل وغیرہ صحائف بھی اسی سے مستخرج ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی و حضرت محمد معصوم و حضرت غلام علی شاہ نقشبندی مجددی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے اقوال سے ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے بندوں سے کلام فرماتے ہیں جس میں حروف ہوتے ہیں نہ آواز اسی طرح اس مقام میں سالک کو بھی شرفِ تکلم حاصل ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت زبانِ قاری شجرِ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے جس سے صدائے اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ حضرت موسٰی علیہ السلام نے سنی تھی اور اس کے بعد ہی شرف ہمکلامی نصیب ہوا۔ بوقتِ تلاوتِ قاری[1] کا تمام قالب زبان کے مثل ہو جاتا ہے گویا زبان قاری سے حق سبحانہ تعالےٰ کلام فرماتے ہیں۔ اور یہاں ان کی قدرتِ کاملہ اور اسرارِ بالغہ ظہور میں آتے ہیں اس مقام میں سالک کی بلندی نسبت اس درجہ کی ہوتی ہے کہ کمالاتِ ثلاثہ کی نسبت باوجود اپنی تمام علو وسعت کے اور نسبت حقیقتِ کعبۂ معظمہ باوجود اپنی عظمت و کبریائی کے نسبتِ حقیقتِ قرآن کے تحت مشہود ہوتے ہیں۔ یعنے حقیقت قرآن کی نسبت سب پر غالب رہتی ہے۔

کلام مجید جس شکل میں ہمارے سامنے پیش ہے وہ بہ تقاضائے حالات عالم ناسوت ہے۔ ورنہ عالم بالا میں کہیں تو وہ نورِ محض اور کہیں نورٌ علیٰ نور ہے۔

انوار قرآن مجید کے انکشاف کی علامت یہ ہے کہ قاری کے باطن پر ایک بوجھ محسوس ہو اور اس پر احکام الٰہی کے اسرار و حکم و مصالح کا ظہور ہو جائے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ مرتبہ علیا حقیقت کعبۂ ربانی (جو نورِ صرف ہے) کے بعد ایک مرتبہ عالی حقیقتِ قرآن پیش آتا ہے کعبۂ معظمہ بحکم

---

[1] میں ہوں تیرا رب [2] تلاوت کرنے والا

قرآن مجید قبلۂ آفاق ہو کر دولتِ مسجودیت سے مشرف ہوا ہے۔
انسان جس طرح علمِ الٰہی کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے اسی طرح قرآنِ مجید کے رموز و مطالب کا احاطہ کرنے سے بھی مجبور ہے اس لئے اس مراقبہ میں سالک پر ان باطنی کیفیات کے وارد کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مرتبہ مقدسہ میں حروفِ مقطعات متشابہات[2] قرآنی کے اسرار سالک پر کھلتے ہیں۔ اگرچہ یہ مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے لیکن آپ کی اتباع کامل کے باعث آپ کے پس خوردہ میں سے سالک کو بھی کچھ حصہ مل جاتا ہے جو اس کی انتہائی خوش بختی کا موجب ہے ان اسرار کا بیان انسانی حوصلہ سے باہر ہے اگر کچھ بیان بھی کیا جائے تو متکلم بے تاب اور سامع بے ہوش ہو جائے۔

مراقبہ حقیقتِ صلوٰۃ

وہ ذات جو حقیقتِ صلوٰۃ ہے کمال وسعتِ بے چون
حضرتِ ذات اس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے ہیأۃ
وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیأۃ وحدانی پر

ف: مرتبۂ حقیقتِ قرآن کی سیر کے بعد جب اللہ تعالےٰ کا فضل سالک کے شاملِ حال ہوتا ہے تو اس کو اس مرتبہ مقدسہ یعنے حقیقت صلوٰۃ میں سیر نصیب ہوتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سالکوں کے سیر قدمی کی انتہا ہے۔ اس مقام میں سالک پر نماز کی حقیقت کھلتی ہے اور انوار و برکات کا مشاہدہ ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالےٰ سے انتہائی قربت حاصل ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔ یہاں اس خیال سے مراقبہ کرتے ہیں کہ کمالِ وسعتِ بے چون حضرتِ ذات

---

[1] مثلاً الم۔ کہیعص۔ حمعسق وغیرہ [2] وہ آیاتِ قرآنی جن کا ظاہری مطلب مراد نہیں ہوتا اور اصلی مطلب کو خدا اور رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

ہے کہ منشاء حقیقتِ صلوٰۃ ہے بواسطہ حضرت پیر و مرشد میری ہیاۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔ اس مرتبہ کی وسعت و بلندی خارج از تحریر ہے اس وجہ سے کہ حقیقتِ کعبۂ ربانی اس مقام کا ایک جزو اور حقیقت قرآن مجید دوسرا جزو ہے۔

نماز ایک رابطۂ قدسی ہے جو عبد کو رب سے ملاتا ہے۔ اور انوارِ ربوبیت و معبودیت مطلقہ سے عبدو اصل کو مالامال کرتا ہے۔ عبدیت و معبودیت کا لطیف تعلق اور اس کا سربستہ راز اور اس مرتبہ کی رفعت و بے مثالی اسی مقام سے ظاہر ہوتی ہے اور اسی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بارگاہِ احدیت سے جنابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدہٗ کے خطاب خاص سے کیوں مخاطب فرمایا گیا تھا۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا سے کس طرح کمال عبدیت کا جلوہ ظاہر تھا۔ یہ عبدیت نماز کامل ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اس فریضہ کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے کمالِ بندگی کے ساتھ اس کی ادائی میں منہمک اور اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ میں کوشاں رہے یہ نماز ہی ہے جو بندگانِ الٰہی کے لئے بطور تحفہ عالم قدس سے بدستِ محبوبِ مقدس بیادگار سفرِ معراج و مقامِ قربِ محمدی واحدی سے بھیجا گیا ہے اسی سے اس کی جامعیت اور مقبولیت کا اندازہ کریجئے کہ کس کا تحفہ ہے کس مقام سے آیا ہے اور کون لایا ہے ؏

اے خدا قربانِ احسانت شوم ٭ ایں چہ احسان است کہ قربانت شوم[1]

امام الطریقہ حضرتِ امام ربانی مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں نماز تمام عبادات کی جامع ہے اور جزو ہے جس نے جامعیت کے سبب کُل کا حکم پیدا کرلیا ہے تمام اعمال قرب سے برتر ہوگئی ہے اور وہ دولت رویت جو

---

[1] اللہ تعالےٰ کی اس طرح عبادت کر گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے ٭ اے اللہ تعالےٰ آپ کے احسان کے قربان۔ آپ پہ ہمارا قربان ہونا بھی آپ کا ایک احسان ہی ہے۔

Marfat.com

سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میسر ہوئی تھی مراجعت کے بعد بھی اس جہاں کے مناسبِ حال آپ کو وہ دولت نماز میں حاصل ہوئی اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے[1] اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعداروں کو اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز ہی میں حاصل ہوتا ہے اگر نماز کا حکم نہ ہوتا تو چہرۂ مقصود سے نقاب کون کھولتا۔ اور طالب کو مطلوب کی طرف کون رہنمائی کرتا۔ نماز ہی غمزدوں کی غمگسار ہے اور نماز ہی بیماروں کیلئے راحت بخش ہے[2] اَرِحْنِیْ یَابِلَالُ اسی ماجرا کی رمز ہے اور[3] قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اس لیے جو نمازی نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ ادائے نماز کے وقت گویا عالمِ دنیا سے نکل کر عالمِ آخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس دولت سے جو آخرت سے مخصوص ہے۔ حصہ حاصل کر لیتا ہے اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل سے فائدہ پا لیتا ہے۔ کیونکہ عالمِ دنیا کمالاتِ ظلی پر منحصر ہے اور وہ معاملہ جو ظلال سے باہر ہے آخرت سے مخصوص ہے پس معراج بغیر چارہ نہ ہوگا جو مومنوں کے حق میں نماز ہے یہ دولت اس اُمت کے ساتھ مخصوص ہے جو اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمالِ اتباع وتابعداری کے باعث اس کمال کے ساتھ مشرف ہوئی اور اس سعادت سے فیضیاب ہوئی اور معراج کی حقیقت رویتِ الٰہی ہے جس سے شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے اس عالم میں پہونچ کر مشرف ہوئے تھے۔

جس سالک نے اس حقیقتِ مقدسہ سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے۔ ۵۵

---

[1] نماز مومنوں کی معراج ہے [2] بندہ کو رب سے اعلیٰ قرب نماز ہی میں حاصل ہوتا ہے۔
[2] راحت دے مجھے اے بلال [3] نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

Marfat.com

نماز میں اپنے محبوب حقیقی کو بالمواجہ دیکھتا ہے درمیان میں کوئی حجاب¹ حائل نہیں رہتا اور برقعہ و نقاب رویتِ محبوب میں فاصل² نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس مقام میں کمال وسعت بے چونی جلوہ گر ہوتی ہے اور نمازی کی یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ اپنے معبود و مقصود کے دیدار کی خوشی میں والہانہ ادائی صلوٰۃ میں مشغول ہو جاتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھا کر اور دونوں جہاں کو پس پشت ڈال کر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حق سبحانہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور بارگاہِ جل جلالہٗ کی عظمت و کبریائی کے مدنظر خود کو ذلیل و ناچیز خیال کر کے محبوبِ حقیقی پر قربان ہو جاتا ہے اور وقت قراءت وجود موہوب³ سے جو اس عالم ناسوت کے لائق ہے موجود ہو کر حضرتِ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ متکلم اور اس خطاب سے مخاطب ہوتا ہے۔ اس وقت اس کی زبان شجرِ موسوی بن جاتی ہے جب رکوع میں غایت درجہ کا خشوع ہوتا ہے تو اور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے۔ تسبیح کہنے کے وقت ایک اور خاص کیفیت سے متکیف ہو جاتا ہے تو حمد و ثناء کرتا ہوا قومہ کرتا ہے۔ اور دوبارہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو جاتا ہے کہ قیام سے سجدہ میں جانا موجب کمال عجز و انکسار ہے جبین عجز و نیاز روبروئے محبوبِ ولی اور سر عبودیت پیش مطلوبِ حقیقی رکھ کر طالب وصل ہوتا ہے کہ ساری نماز کا خلاصہ سجدہ ہی سجدہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سجدہ کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے اور سورۂ اقراء کی آیت سجدہ میں جو کچھ ارشاد باری ہے اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور چونکہ قربِ سجود سے خیال ہوا تھا کہ مطلوبِ حقیقی کا وصل میسر آیا اس لئے اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہیں کہ میں اُن کی کامل طور پر عبادت کر سکوں اور پوری طرح مطلوبِ حقیقی کا قرب حاصل کروں

¹ پردہ ² فصل پیدا کرنے والا ³ عطا شدہ

Marfat.com

اور اپنی اس سابقہ سوء ادبی کی جو خیالِ وصل کی صورت میں سرزد ہوئی جلسہ میں معافی مانگتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ[1] اور پھر اس سے زیادہ قرب طلب کرنے کے لئے دوبارہ سجدہ کرتا ہے۔ ازاں بعد تشہد میں بیٹھکر اس نعمتِ قرب کے احسان وانعام پر ہمارے تعالٰے کی جناب میں شکر و تحیات بجالاتا ہے۔ کلمۂ شہادت پڑھنے کی یہہ وجہہ ہے کہ یہہ سارا قُرب کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق اور اقرار کے بغیر ناممکن ہے پھر درود شریف اس واسطے پڑھتا ہے کہ یہہ تمام نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کے طفیل میں حاصل ہوئی ہیں اور درود ابراہیمی اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ ادائی نماز کے وقت محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت بیسر آتی ہے ہم نشینی خاص خصوصیت کے ساتھ مصاحبت (منصب خُلّت) تو صرف حضرت سیدنا ابراہیم علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مقام ہے اس لئے اس مقام کی نسبت درود ابراہیمی پڑھکر حاصل کرتا ہے۔

مراقبہ معبودیت صرفہ وہ ذات جو معبودیتِ صرفہ[2] ہے اس ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے ہیأۃ وحدانی پر

وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیأۃ وحدانی پر۔

ف: حقائقِ الٰہیہ کے مرتبۂ ثالثہ حقیقتِ صلوٰۃ کی سیر کے بعد سالک کو اس مرتبۂ عالی میں سیر کرائی جاتی ہے۔ یہاں اس خیال سے مراقبہ کیا جاتا ہے کہ اُس ذات سے جو معبودیت صرف ہے بواسطہ حضرت پیر و مرشد میری ہیأۃ وحدانی پر فیض آتا ہے اس مرتبہ میں قدم کی گنجائش نہیں اور روحانی قدمی سیر تمام ہو چکی کیوں کہ وہ عبودیت ہی کے مقام حقیقتِ صلوٰۃ تک تھی البتہ روحانی نظارہ کی ممانعت نہیں ہے اور روحانی نظر

---

[1] اے اللہ تعالٰے آپ میرے گناہوں کو معاف کرتے ہوئے میری مغفرت فرمایئے اور مجھ پر رحمت نازل فرمایئے اور مجھے عقائد اور اعمال میں سیدھا راستہ بتلائیے اور مجھے عافیت سے رکھئے اور مجھے رزق عطا کیجئے اور میرا مرتبہ بلند کیجئے اور میری شکستہ حالت کو درست کیجئے [2] وہ ذاتِ خالص جو بغیر شرکت اسماء و صفات ہے۔

Marfat.com

سیر ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ معراج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "قِف یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جو حکم دیا گیا وہ اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ سیرِ قدمی کی انتہا ہے اور یہاں ذاتِ اقدس کے وجوب و تجرّد و تنزیہ کا آغاز ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی حقیقت اور غیر اللہ کی نفی ثابت ہو کر بجز معبود حقیقی کسی اور کا مستحق عبادت نہ ہونا متحقق ہو جاتا ہے۔ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے معنٰی مبتدیوں کے لئے لَا مقصود اِلَّا اللہ متوسطین کے لئے لَا معبود اِلَّا اللہ اور منتہیوں کے لئے لَا مشہود اِلَّا اللہ معلوم ہو جاتے ہیں۔

درحقیقت ہر نوع کی عبادت کا استحقاق بجز ذاتِ حضرت احدیتِ مجرّدہ اور کسی کو حاصل نہیں اگرچہ وہ اسماء و صفاتِ الٰہیہ ہی کیوں نہ ہوں ممکنات بے چارے سارے کے سارے جو بھی ہوں ان کی حقیقت ہی کیا ہے کہ اس قابل ہو سکیں اس مقام میں شرک کی بالکلیہ بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

سالک مشاہدہ تجلیاتِ اسماء و صفات و ذات سے جمیع مراقبات میں بہرہ ور ہونے کے بعد اُس کو معبودیتِ صرفہ یعنے خالص ذات سے اکتساب فیض کا مراقبہ کرایا جاتا ہے۔ اس مرتبہ میں سالک کو محسوس ہوتا ہے کہ اب تک اس پر جن تجلیات کا ظہور ہو چکا ہے۔ یہاں معاملہ اُس سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ اس مرتبہ مقدسہ میں ترقی وحدت بصر کا نام ہے اور اس میں کثرتِ صلوٰۃِ نوافل موجبِ ترقی ہیں

حقائقِ انبیاء علیہم السّلام

مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی وہ ذاتِ جو منشاء ہے حقیقت ابراہیمی کا اُنسیتہ ذات کی ساتھ ذات کے اُس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے ہیأۃ وحدانی پر وہاں سے

Marfat.com

فیض آتا ہے میرے ہیأۃ وحدانی پر۔

اس مراقبہ میں درود شریف اَلتَّحِیَّات کا بے حد مفید ہے

ف: مراقبہ معبودیتِ صرفہ پر حقائق الہیہ کی سیر ختم اور مراقبۂ حقیقت ابراہیمی سے حقائق انبیاء علیہم السّلام میں سالک کی سیر شروع ہوتی ہے حقائقِ الہیہ میں سالک کی ترقی محض فضل الٰہی پر منحصر تھی یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفور محبت پر موقوف ہے۔

یہہ حقیقتِ ابراہیمی کا مرتبہ ہے یہاں اللہ تعالٰی کی ذات سے اُنس و قرب پیدا ہونے کے لئے اِس مفہوم کو ملحوظ رکھ کر مراقبہ کیا جاتا ہے کہ اُس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشاء ہے بواسطہ حضرتِ پیر و مُرشد میری ہیأۃ وحدانی پر فیض آتا ہے

حق سبحانہ تعالٰی جس طرح اپنی ذات کو دوست رکھتے ہیں ویسا ہی اپنے صفات و افعال کو درست رکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی محبّت دو اعتبارات رکھتی ہے ایک محبّیت دوسر محبوبیت۔

کمالات صفاتی و محبوبیتِ اسمائی کا ظہور حضرتِ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں ہے۔ یہاں سالک کی سیر کمالاتِ صفاتی یعنے حقیقت ابراہیمی و مقام خُلّت میں ہوتی ہے۔ جو اُنس و موانست حق سبحانہ تعالٰی کو اپنے شئُون و اعتبارات کے ساتھ ہے اسے خلّت کہتے ہیں اور اسی انس و موانست کا ظہور حقیقتِ ابراہیمی میں ہوا اس لئے آپ کا لقب خلیل اللہ رکھا گیا۔

یہہ مقام نہایت عجیب و غریب اور کثیر البرکات ہے اس مقام کی نسبت کمالاتِ ثلاثہ[1] سے بھی زیادہ بلند و بالاتر اور وسیع و لطیف ہے باوصف اس کے اس مرتبہ کی نسبت میں بمقابلہ کمالات ثلاثہ کے ایک ذوق و کیفیت پیدا ہوتی ہے اس مقام میں

[1] کمالاتِ نبوت۔ رسالت۔ اولوالعزم

Marfat.com

مرتبۂ خلت حق سبحانہ تعالیٰ کے انوار و اسرار فائز ہونے سے سالک کو حضرت ذات کے ساتھ ایک خاص اُنس اور خصوصیتِ خلوت پیدا ہو جاتی ہے اور اُس طرف سے بھی اسی قسم کے عنایات سالک کے شامل حال ہوتے ہیں محبوبیت صفاتی جو اس عالم مجاز کی مُناسبت سے حسن و جمال ظاہری ہے. جلوہ گر ہوتی ہے اسی لئے یہاں کامل بے رنگی نہیں ہے.

جمیع انبیاء کرام اس مقام میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے تابع ہیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اتباع ابراہیمی کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اِتَّبِعْ مِلَّتَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ثابت ہے اسی لئے آپ نے صلوٰۃ و برکاتِ مطلوب خود کو صلوٰۃ و برکاتِ ابراہیمی سے تشبیہ دی ہے یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اسی درود شریف کی کثرت اس مقام میں ترقی بخش ہے اس مرتبہ میں سالک کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اس نوع کا اُنس پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ غیر اللہ کی طرف (اگرچہ وہ اسماء و صفاتِ الٰہیہ ہی کیوں نہ ہوں) رُخ نہیں کرتا اور دوسری طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا غیر سے استمداد و استعانت اس کو پسند نہیں آتی جس پر اس واقعہ سے روشنی پڑتی ہے کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالا جا رہا تھا آپ گوپن سے چھوٹ چکے تھے. اور آگ میں گرنے کے قریب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ابراہیم کیا میری امداد کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل تم خود آئے ہو یا کسی کے حکم پر جواب ملا کہ میں خود آیا ہوں

[illegible] (علیہ السلام) کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے

آپ نے فرمایا مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالےٰ سے عرض کروں آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کو میرے اس حال کی خبر ہے اس لیۓ اس کی بھی ضرورت نہیں تم میری راہ سے ہٹ جاؤ ایسے نازک وقت میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نسبت قرب واُنس کا پتہ چلتا ہے بالآخر آپ آگ میں جھونک دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کا واقعہ تو سب کو معلوم ہی ہے کہ آتش نمرود نے گلزار ابراہیمی کی شکل اختیار کرلی سالک کو اس مقام میں اسی نسبتِ ابراہیمی سے فیض حاصل ہوتا ہے۔

مُراقبہ حقیقت مُوسوی

وہ ذات جو منشاء ہے حقیقتِ موسوی کا محب ذات اُس ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے ہیاۃ وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیاۃ وحدانی پر۔

اس مراقبہ میں یہہ درود شریف بھی مفید ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ سَیِّدِنَا مُوْسٰی وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

ف: مرتبۂ حقیقت ابراہیمی کی سیر کے بعد سالک کو مرتبۂ حقیقتِ موسوی کی سیر کرائی جاتی ہے اور یہاں اس خیال سے مراقبہ کرتے ہیں کہ اس ذات سے جو محبِّ خود اور منشاء حقیقت موسوی ہے۔ بواسطہ حضرت پیر ومرشد میری ہیاۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات سے محبت پیدا ہونے کے لیۓ یہہ مُراقبہ کرایا جاتا ہے۔ سالک کو اس مقام میں نسبت موسوی سے فیض حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی شان محبیت یعنے اپنی ذات سے محبت ودوستی جو حقیقت موسوی کے نام سے موسوم ہے اس مقام میں بھی عجیب وغریب کیفیات بقوتِ تمام

Marfat.com

باطن سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ اور سالک کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کمال درجہ محبت پیدا ہوتی ہے یہہ اسی کمال محبت کا تقاضہ تھا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ عرض کرکے اس ذاتِ مطلق کی بے پردہ رویت چاہی کیوں کہ انوار و شیونات کے پس پردہ ذاتِ مطلق سے شرفِ تکلم کی وجہہ اس محبِّ صادق کو شوقِ دیدار الٰہی بے چین و بے قرار کر رکھا تھا کہ کسی طرح اپنے محبوب حقیقی کا دیدار نصیب ہو اور ذاتِ باری تعالیٰ کا ارشاد لَنْ تَرٰنِیْ ہوتا رہا اس جواب کا راز یہہ ہے کہ ذاتِ مطلق کی رویت محبوبِ ذاتِ مطلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہو چکی تھی اور کلام ذاتِ مطلق کا سننا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حصہ میں آیا تھا اس سے تو آپ بہرہ ور ہی تھے۔ عادت اللہ کے تحت اس میں تبدیلی ممکن نہ تھی۔ غرض حضرتِ موسیٰ علیہ السلام دیدارِ الٰہی کے لئے متقاضی رہے اور اُدھر سے ہر وقت یہی ارشاد ہوتا رہا کہ موسیٰ تم دیکھ نہ سکوگے" چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت تھی اس لئے چالیس رات دن کوہِ طور پر گذارنے کا حکم دیا گیا جس کی بجا آوری کے بعد حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے والہانہ انداز میں پھر وہی التجائے دیدار کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انگوٹھے کے پودے برابر اپنی ذات کی تجلی کوہ طور پر فرمائی جس کے دیکھتے ہی اِدھر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام جذبِ محبتِ الٰہی میں بے ہوش ہو گئے اور اُدھر کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اسی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حُبِّ ذات کا پتہ چلتا ہے ہر محبِّ جان نثار پر لازم ہے کہ سوائے اپنے محبوبِ حقیقی کے ساتھ وابستہ رہنے کے کسی اور کے ساتھ دلی تعلق نہ بڑھائے کہ کمال محبت کا یہی تقاضہ ہے

ؔ لے میرے پروردگار مجھکو نظر آئیے کہ میں آپ کو دیکھو ؔ تہ موسیٰ تم ہرگز نہ دیکھ سکوگے۔

Marfat.com

یہ مقام محبّ ذاتِ خاص حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کا ہے جس خوش نصیب کو چاہتے ہیں اس دولت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

اِس مُقام میں سالک کو کامل طور پر نہ صرف رضا و تسلیم میسر ہوتی ہے بلکہ وہ اس سے بھی عروج حاصل کرکے بلا یعنے مصائب و مشکلات میں بھی وہی لذت پاتا ہے جو عطا یعنے آرام و آسائش میں ہوتی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ محمّدی

وہ ذات جو منشاء ہے حقیقتِ محمدی کا محب و محبوب خود اُس ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے ہیاۃ وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیاۃ وحدانی پر۔

اس مُراقبہ میں یہ درود شریف بہت مفید ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ روز آنہ ہزار بار پڑھے اگر نہ ہوسکے تو تین سو تیرہ بار ضرور پڑھے۔

ف: سیر مرتبہ حقیقتِ موسوی کے بعد بافضالِ ایزدی و توجہ پیرِ کامل اِس مرتبہ مُقدسہ میں سالک کو سیر کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام کی رفعت و منزلت کا کیا بیان ہوسکے۔ اِس مرتبہ میں بایں خیال مُراقبہ کرتے ہیں کہ اُس ذات سے جو آپ ہی اپنی مُحب اور محبوب اور منشاء حقیقتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے بواسطہ حضرت پیر و مرشد میری ہیاۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے اسم مبارک محمدؐ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص فرمادیا تھا چنانچہ آپ سے قبل کسی کا یہ نام نہ تھا اس اسم مبارک میں جو دو میم ہیں اُن سے محبیت اور محبوبیت کا امتزاج ظاہر ہوتا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ انہیں دو میں سے کسی ایک کے ساتھ وابستہ ضرور ہے کسی کی وابستگی باقتضائے شانِ محبیت ہے

Marfat.com

اور کسی کی باقتضائے شانِ محبوبیت غرض کوئی طالب ہے تو کوئی مطلوب کوئی مرید ہے تو کوئی مراد ہر ایک میں ان دونوں شئون میں سے کوئی نہ کوئی شان کارفرما ہے کوئی فرد افراد موجودات میں سے اس سے خالی نہیں ہے ہاں فرق مراتب یہہ ہے کہ کسی میں ذاتِ بحت کی شان محبیت کا ظہور ہے مثلاً کلیم اللہ، اور کسی میں شان محبوبیت ذاتی کا ظہور ہے مثلاً حبیب اللہ اور کسی میں باعتبار جملہ صفاتِ محبوبیت کا ظہور ہے مثلاً خلیل اللہ اور کسی میں باعتبار کسی ایک اسم یا صفت کے انہیں شئون کا ظہور ہے جن کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ اور حقیقتِ محمدیہ ان سب کی جامع ہے کیوں کہ وہ محبیت و محبوبیت مطلقہ کی مظہر ہے۔ اور یہہ اسی کے مقیدات اور تفصیلات ہیں اس مقام میں فنا و بقا بدرجۂ اتم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کا ربط و تعلق پیدا ہو کر رفع توسط کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ تابع متبوع سے کامل مشابہت پیدا کر لینے کے باعث یوں معلوم ہوتا ہے کہ تبعیت ہی درمیان سے اٹھ گئی ہے اور گمان ہونے لگتا ہے کہ تابع جو کچھ حاصل کرتا ہے وہ بلا واسطہ متبوع اصل سے حاصل کرتا ہے گویا تابع و متبوع ہر دو ایک ہی سرچشمہ سے سیراب ہو رہے ہیں اور باہم شل شیر و شکر ہیں باوجود ان حالات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص محبت پیدا ہوتی ہے اور اس مقام میں حضرتِ مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ خدائے عزوجل کو میں بایں وجہ دوست رکھتا ہوں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے" اور یہ قول آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفورِ محبت میں صادر ہوا ہے۔ اور معاملاتِ دینی و دنیوی بلکہ جمیع حرکات و سکنات میں کامل اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ کمال سالک کے مرغوبِ خاطر ہونا اس مقام کے خصوصیات سے ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر شعبۂ زندگی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

کامل اتباع کیا کرتے تھے۔ اسی اتباعِ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کی برکت اور اسی کا فیضان تھا کہ حضرتِ حنظلہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی مجالس مبارک میں جب جنت و دوزخ اور دیگر مُغیبّاتِ کا ذکر ہوتا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہم ان مغیبات کا مشاہدہ کر رہے ہیں سالک پر اس مرتبہ میں یہی کیفیات طاری ہوتی ہیں یہہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے اور سالک کو محض آپ کی کامل اِتّباع کے باعث سرفراز ہوتا ہے۔ اس مقام میں چونکہ مُحبّیّت اور محبوبیت کا امتزاج ہے اس لئے یہاں سالک ہی کو شیفتگی نہیں ہوتی بلکہ اس طرف سے بھی آثار فریفتگی و محبت ظاہر ہوتے ہیں۔

مُحِب و محبوب خود اللہ تبارک وتعالےٰ کی ذات سے انس و محبت کو درجۂ کمال پر پہونچانے کے لئے یہہ مُراقبہ کرایا جاتا ہے۔ اس مُراقبہ کی بدولت سالک محبّ و محبوب بن جاتا ہے۔

مراقبۂ حقیقت محمّدی

وہ ذات جو منشاء ہے حقیقتِ احمدی کا محبوبِ خود
اس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے ہیاۃِ وحدانی پر۔ وہاں
سے فیض آتا ہے میرے ہیاۃ وحدانی پر۔

ف: مرتبہ مقدسہ حقیقتِ محمّدی کے بعد وصول سالک مرتبہ حقیقتِ احمدی میں ہوتا ہے۔ یہاں مراقبہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ اس ذات سے جو آپ ہی اپنی محبوب اور حقیقتِ احمدی کا منشاء ہے بواسطۂ حضرتِ پیر و مرشد میرے ہیاۃ وحدانی پر فیض آتا ہے۔ اس مرتبہ میں بھی وہی درود شریف مندرجہ مُراقبہ حقیقتِ محمّدی ترقی بخش ہے۔ اس مقام میں نسبت کا علوّ[1] اور انوار کا غلبہ اور بعض خاص

[1] بلندی

Marfat.com

اسرار اور ایسی کیفیاتِ عجیبہ و حالاتِ غریبہ وارد ہوتے ہیں جو خارج از تحریر ہیں۔
مرتبۂ خلت یعنے محبوبیتِ صفاتی کا حسن و جمال ظاہری سے تعلق ہے۔ اس مرتبۂ حقیقتِ احمدی میں محبوبیتِ ذاتی کا انکشاف ہوتا ہے محبوبیتِ ذاتی سے یہہ مراد ہے کہ محبوب کی ذات ہی ذات کمال و شدتِ محبت کی موجب ہو یہاں محبوبیت صفاتی کے برخلاف ذاتِ محبوب میں وہ آن وادا ظاہر ہوتی ہے جس پہ محبوبیتِ صفاتی بھی فدا ہے۔ یہہ ایک ذوقی کیفیت ہے جب تک ذوق پیدا نہ ہو یہہ کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ حضرت مجددؒ الفِ ثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مُبارک نام ہیں محمدؐ و احمدؐ ان ہر دو اسماء مبارک کی صراحت قرآن مجید میں اس طرح موجود ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۱] و مبشراً برسُولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)[۲] ان ہر دو اسماء مبارک میں سے ہر ایک اسم مُبارک کی شان جدا جدا ہے۔ شانِ محمدؐ کا اگرچہ محبوبیت ہی سے تعلق ہے لیکن اس میں محبوبیت خالص نہیں بلکہ محبیّت کا بھی امتزاج ہے اور شانِ احمدی محبوبیتِ خالصہ اور شانِ محمدی سے اعلیٰ و ارفع ہے اس لیے کہ مطلوب سے قریب اور محبُ کو مرغوب تر ہے کیوں کہ محبوب محبوبیت میں جس قدر کامل ہوگا اسی قدر نظرِ محبُ میں وقیع ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ یہہ بھی فرمایا ہے کہ حقیقتِ کعبہ و حقیقتِ احمدی بعینہٖ ایک ہی ہیں گو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتِ کعبہ معظمہ حقائقِ الٰہیہ سے اور حقیقتِ احمدی حقائقِ انبیاء سے ہے پھر یہہ مناسبت کیسی؟ حقیقت یہہ ہے کہ عظمت و کبریائی اور مسجودیت بھی محبوب کا خاصہ ہے اور محبوبیت ذاتی بھی اُسی کی ایک شان

---

[۱] محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے پیغمبر ہیں۔ [۲] اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سُناتا ہوں۔

Marfat.com

فنا و بقا دو قسم کی ہے ایک وہ جو مدارجِ ولایت میں سالک کو میسّر آتی ہے۔ جو ایک نظری اعتبار ہے جس میں صفاتِ بشری معدوم نہیں بلکہ کالعدم ہوتے ہیں اور ایک وہ جو اس مرتبۂ عالیہ میں سالک کو نصیب ہوتی ہے اس میں صفات بشری زوال پذیر اور جسد عنصری روح کی مماثلت پیدا کر لیتا ہے۔ لیکن اس موقف میں بھی بندہ بندہ ہی رہتا ہے۔ البتہ ذات حق سُبحانہٗ تعالےٰ سے قریب تر ہو کر معیتِ ذاتی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ محبتِ ذاتی فنا کی علامت ہے اور فنا سے مُراد ماسوی اللہ کا فراموش ہو جانا ہے۔

اللہ تعالےٰ بذاتہٖ محبوبِ خود ہیں سالک اپنے اعمال و افعال سے فنائیت تامّہ حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ اُس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے محبوبیت کے جذب سے جسد مبارک کے ساتھ معراج کرایا اسی طرح ہر سالک کو اسی جذب سے اُس کی حیثیت کے مطابق عروج عطا فرماتے ہیں

حقیقت احمدیؐ سے مراد باعتبار تخلیق دوم روح محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جہاں شعور عطاء ہونے سے ذاتِ الہٰی اور اپنے آپ کا ادراک ہوا۔

مُراقبہ حبِّ صرفہ وہ ذات جو حُبِّ صرفہ ہے اس ذات سے فیض آتا ہے مرشد کے ہیأۃ وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میرے ہیأۃ وحدانی پر۔

ف: سیر مرتبۂ مقدسہ حقیقتِ احمدیؐ کے بعد سالک کو بافضال ایزدی اِس مرتبہ عالیہ حُبِّ صرفہ کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ جو اس کی انتہائی خوش بختی کی علامت ہے۔ یہاں اس خیال سے مُراقبہ کرتے ہیں کہ اُس ذات سے جو منشاءِ حُبِّ صرفہ ہے بواسطہ حضرتِ پیر و مرشد میری ہیأۃ وحدانی پر فیض آتا ہے یہاں بھی وہی

ل خالص ذات کی محبت۔

Marfat.com

درودِ شریف جو مراقبۂ حقیقت محمدی میں مذکور ہوا ہے ترقی بخش ہے

یہہ مرتبہ ذاتِ مطلق ولاتعین سے قریب تر ہے جس کے باعث یہاں کی سیر میں سالک کو بے حد بلندی و بے رنگی رونما ہوتی ہے. سب سے پہلے ذاتِ مطلق سے جو شان ظہور پذیر ہوئی وہ یہی شان ہے حُبِّ صرفہ جس کو نور محمدی کہا جاتا ہے. جو محو ذات تھا. اور یہی شانِ ظہورِ کائنات کا منشاء اور تمام مخلوقات کے خلق کا مبداء ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے. اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ کُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُوْرِیْ تحقیق سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہی حُب صرفہ حقیقت احمدی کا باطن ہے. چنانچہ احادیث قدسی میں آیا ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ یہہ مقام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے. دیگر انبیاء کرام کے حقائق اس مرتبہ سے والبستہ ہیں آپ کا نور محبتِ خالص ہے اور اسی وجہ سے آپ رحمۃً للعالمین اور رؤف رحیم ہیں. اور آپ ہی مظہر رب العالمین ہیں اسی لئے آپ نے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ فرمایا ہے. اس سے واضح ہے کہ تمام اسماء الٰہیہ جو جملہ حقائقِ کائنات اور موجودات کے ارباب ہیں ان سب کو آپ ہی کی حقیقت الحقائق سے فیض مقدس پہونچتا ہے ؎

توئی آں مبدءِ فیاض اول ✤ کہ فیض تست بر عالم مسلسل

مرتبۂ حب صرفہ و حقائق احمدی و محمدی ایک دوسرے کے بطون یا ظلال ہیں اور یہہ تینوں مراتب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہیں گویا آپ ہی

لہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے اور جملہ اشیاء میرے نور سے ۔ لہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ لہ. اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا ربوبیتہ کو ظاہر نہ کرتا ۔ لہ جس نے مجھے دیکھا تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ۔ آپ ہی فیض رسانی کا سرچشمہ ہیں. اسلئے آپ ہی کا فیض دنیا پر مسلسل جاری ہے.

Marfat.com

حقیقتِ جامعہ کی حیثیت رکھتے ہیں اس مرتبۂ بے چون و بے چگوں یعنے لاتعین کی تعین اول یا موج اول ہیں یہی حُبِّ صرفہ ہے کہ محبوبیت کی شان کے ساتھ متعلق ہو تو اُسے حقیقتِ احمدی اور محبیت و محبوبیت دونوں شئون کے ساتھ وابستہ ہو تو اُسے حقیقت محمدی کہتے ہیں یا یوں کہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع جسد و روح حقیقت محمدی علی مظہرہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے مظہر ہیں اور آپ کی روح مقدس حقیقتِ احمدی علیٰ مظہرہا الصلوٰۃ والتحیّۃ کی مظہر ہے اور آپ کا نور جو مصباح روشن اور سراجِ منیر اور مظہر قیوم کائنات و موجودات ہے حُبّ صرفہ کا مظہر ہے الغرض اس مراقبہ میں افعال و صفاتِ الٰہی سے گذر کر خالص ذات سے فیض کا اکتساب کرایا جاتا ہے اس مقام میں سالک اپنی کامل فنائیت محسوس کرتا ہے سالک کا یہ احساس خالص ذات کے تجلیات کا پرتو ہے۔

اس مقام میں سالک پر کائنات کی ابتدا کے اسرار و رموز تفصیلاً منکشف ہوتے ہیں اور یہ مقام حقائقِ انبیاء کا آخری مقام ہے اور سب مقامات کا لبِ لباب ہے جس کی انتہا میں قرب خداوندی کے سوا کچھ نہیں ہے اس کی انتہا میں صحرائے انوار منکشف ہوتا ہے جو مقام لامکانی ہے صوفیائے کرام اسے مرتبۂ لاتعین کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

مراقبۂ لاتعین

وہ ذات جو لاتعین ہے اُس ذات سے فیض آتا ہے مُرشد کے ہیاۃ وحدانی پر وہاں سے فیض آتا ہے میری ہیاۃ وحدانی پر۔

ف سیر مرتبۂ عالیہ حُبّ صرفہ کے بعد سالک کو جس مرتبۂ مقدس میں سیر نظری نصیب ہوتی ہے۔ وہ مرتبۂ لاتعین ذات مُطلق ہے اس مرتبہ میں سیر قدمی روحانی کی گنجائش نہیں البتہ سیر نظری روحانی کی اجازت ہے چونکہ ذاتِ جلّ شانہٗ کی کوئی انتہا نہیں ہے اور نظر محدود ہے۔ اس لیے بیچاری نظر بھی یہاں حیران و سرگرداں ہے یہ وہ مقام ہے۔

Marfat.com

جو بے نام و بے نشان اور بے وہم و بے گمان جس میں ذاتِ بحت کی خاص تجلی جلوہ گر ہے بلکہ یہہ مقام ذاتِ بحت ہی کے لئے مختص ہے اور اُمتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اولیائے کاملین کو اِتباعی طور پر یہاں سیر نظری نصیب ہوتی ہے۔

یہہ مقام بھی مختص بہ حضرتِ سیدالموجودات وَ اَفضلُ المخلوقات علیہِ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ اَتمُ الصّلوٰۃ وَ اَکملُ التحیّات ہے۔ دیگر حقائقِ انبیاءِ کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا یہاں پتہ نہیں چلتا۔

اس مقام میں مُراقبہ اِس طرح کرتے ہیں کہ اُس ذات سے جو تعینات سے مُبرّا و منزّہ ہے بواسطۂ حضرتِ پیر و مرشد میری ہیاۃِ وحدانی پر فیض آتا ہے اس مقام پر سالک کو ایک ایسی نعمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ سے بہرہ ور ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے جس کا فیض فہم و فراستِ انسانی سے بالا ہے۔

سیر قدمی کا ذکر ہی کیا سیر نظری بھی محدود ہونے کی وجہ اس لامحدود مقام کے نظارہ سے عاجز رہتی ہے۔ البتہ جس سالک کے لطائف سبعہ مزکّیٰ و مُصفّیٰ ہو جائیں اور اس کا معاملہ ہیاۃ وحدانی کے ساتھ متعلق ہو کر اُس کے جسد نے روح کی مماثلت پیدا کرلی ہو اور ایک وجود موہوب[1] سے مشرف و ممتاز ہو گیا ہو بوجہ اِتباعِ کامل جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و توجہاتِ پیرِ کامل ایک حد تک فیضِ لاتعین کی یافت سے مشرف کیا جاتا ہے۔

اس کے وردِ زبان رہا کرتا ہے ؎

وہ پاک ذاتِ اکبر جن کی صفات برتر ؛ پیغمبروں کی عقلیں عاجز ہیں جن سے یکسر

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرتبۂ لاتعین و محبت ہے جو حق سبحانہ تعالےٰ کو اپنی ذات کے ساتھ ہے اِس محبت کے اعتبار سے وہ　　　　ہیں جو شہنشاہِ استغنا و کبریائی ہے۔ اس کمالِ بے نیازی سے تمام مقربین بارگاہ ہر وقت لرزاں و

لہ عطا شدہ ۔ ۲ ادراک کے پالینے سے عاجز ہونا ادراک ہے ۔ ۳ اللہ تعالےٰ تمام جہانوں سے غنی ہیں۔

Marfat.com

ترسیاں ہیں گا ؎ یار بے پرواست منظہر بہ نازِ خود مناز"

تمام محبتین میں اسی شانِ بے نیازی کے لحاظ سے شورِ الاماں برپا ہے اور سب کے سب اس آستانہ جلالت پر بامید فضل و کرم جبین نیاز رکھے ہوئے ہیں۔ سب تو سب اس مقام پر انکے محبوبِ مطلق (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں آپ کا بندہ آپکے بندہ اور بندی کا بیٹا ہوں اور میری جان آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

اس مرتبہ میں اکتسابِ فیض ذات لاتعین سے کرایا جاتا ہے۔ جس طرح ذات تعینات و اعتبارات سے مبرا و منزہ ہے اسی طرح سالک اپنے آپ کو ان تجلیات کے پرتو کی وجہ کائناتِ عالم میں لاتعین محسوس کرتا ہے ؎

دادیم ترا از درِ مقصود نشانے ❊ گر ما نرسیدیم شاید تو برسی[1]

اختتام بیانِ سلوک اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ ترجمہ: اے اللہ ہمیں اپنی محبت عنایت فرمایئے اور ان لوگوں کی محبت ہم کو عنایت کیجیے جو آپ سے محبت رکھتے ہیں اور ایسے عمل کی محبت ہم کو عنایت کیجیے جو کہ آپ کی محبت کا ذریعہ ہے اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین

ان تمام اذکار و عبادات و ریاضات سے نسبت یعنے عشق الٰہی کا حاصل کرنا مقصود ہے۔ جب سالک کھانا، سونا اور بات کرنا کم کر کے اذکار و طاعات و عبادت پر مداومت کرتا ہے تو اس کا دل روشن ہو جاتا ہے اور اس کی ذات میں کیفیت تشبّہ ملکوت سے یعنے فرشتوں کے خصائل پیدا ہو جاتے ہیں اور عالم ملکوت کے احوال اس پر ظاہر ہوتے ہیں اور محبت ماسوی اللہ کی اس کے

---

[1] آپ کو ہم نے درِ مقصود کا کچھ پتہ دیدیا ہے۔ اگر ہم پہونچ نہ سکیں شاید آپ پہونچ جائیں

دل سے محو ہو جاتی ہے۔ اور نسبت یعنے صفتِ محبّت و عشقِ الٰہی اس کے دل میں خوب محکم و مضبوط ہو جاتی ہے۔ سالکوں کا مقصودِ اعظم یہی حاصل کرنا ہے۔

باقی ایں گفتہ آید بے زبان ۔ در دلِ آنکس کہ دارد نورِ جان
عشق اس کا تجھکو اے درویش بس ۔ بھی نکو کس بات کی تو کر ہوس

ف : سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے معمول بہ اذکار و مراقباتِ سلوک کے اصل مقاصد یہ ہیں کہ سالک کے قلب کا تزکیہ ہو کر اس میں "نسبت" استوار ہو جائے جس کے باعث شکستگی و نیازمندی اور اخلاص اُس کے پیشِ نظر رہے۔ اس کا ظاہر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباعِ سُنت سے آراستہ اور باطن ماسوی اللہ سے منقطع ہو کر سالک دوامِ حضور کے مرتبہ پر پہونچ جائے اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف ہو کر تشبیہ ملکوت یعنے فرشتوں کے خصائل سے عروج کرکے تخلقوا باخلاق اللہ کا نمونہ بن جائے تاکہ اسکو بلحاظ مناسبت معنویہ قُربِ خداوندی نصیب ہو اور سالک واقعات، و حوادثِ زمانہ کو تقدیر یا مشیتِ ایزدی جان کر توکّل و تسلیم و رضا کا خوگر ہو جائے۔ سالکوں کا مقصودِ اعظم یہی ہے۔

قربؔ نے بالا و پستی رفتن است ۔ قربِ حق از قیدِ ہستی رستن است

اس موقعہ اور محل کی مناسبت سے بزرگوں کے چند ارشادات افادہ و استفادہ کی غرض سے درج ذیل ہیں تاکہ سالکین ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحۂ عمل بنا کر منزلِ مقصود کی راہ لیں۔

ارشاداتِ بزرگانِ کرام

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگوں کا زمانا پایا ہے کہ

ؔ اوپر اور نیچے جانا قربِ حق نہیں ہے۔ قربِ حق تو قیدِ ہستی سے چھوٹ جانا ہے۔

ؔ باقی رہی ہوئی چیز جو بغیر زبان کے کہی جائے گی۔ بس شخص کے دل پر جو نورِ جان رکھتا ہوا اثر کرے گی

Marfat.com

جب ان کی عمر ۴۰ سال کو پہونچ جاتی تو آخرت کی تیاری میں ایسا مشغول ہو جاتے کہ انہیں کسی اور بات کا خیال ہی نہ رہتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص کا یہ حال ہو کہ چالیس سال کی عمر کے بعد اس کی برائیوں پر بھلائیاں غالب نہ ہوں تو اس کو دوزخ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سالک کیلئے ضروری ہے کہ اپنے عقائد کو فرقۂ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے موافق درست کرے تاکہ آخرت میں نجات حاصل ہو سکے وہ اعتقاد جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہو زہر قاتل ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے بعض لوگ قیامت کے دن پہاڑ کے برابر نیک عمل رکھتے ہوں گے مگر فساد عقیدہ کی وجہ سے اُن کے سب اعمال ایسے اکارت ہو جائیں گے جیسے ہوا میں ریت اُڑ جاتی ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ تمہارے سارے کام خدائے تعالیٰ کے واسطے ہوں جو کام بھی تم کرو اس میں تمہارا دل مخلوق اور اسکی مدح و ثناء کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو اور اُس کی ناپسندیدگی سے تمہارے دل میں پژمردگی پیدا نہ ہو۔

عبادت کا آلہ بھوک ہے اس لئے کہ جب معدہ بھر جاتا ہے تو بدن گراں اور اعضا سست ہو جاتے ہیں عبادت کا لطف حاصل نہیں ہوتا

نفس کی خواہش کے موافق کھانا دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل کرتا ہے اور قلب کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔ رات میں بھوک سے کم کھانا صبح تک قیام سے اچھا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سیر ہو کر کھانے سے نورِ معرفت کا چراغ گل ہو جاتا ہے کوئی متقی اسوقت تک تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پہونچ سکتا جب تک اللہ عزوجل کے پاس جانا اس کے نزدیک اس دنیا میں رہنے سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی سب مخلوق سے عاجزی کرو مگر اس سے ہرگز عاجزی نہ کرو جو تم سے عاجزی کا

Marfat.com

خواہاں ہو اس لئے کہ اُس کی یہہ خواہش غرور کی علامت ہے اگر تم اس کے ساتھ عاجزی کروگے تو اُس کے غرور میں تم بھی ممد و معاون ہو جاؤ گے۔

گناہ سے دل پر کدورت آتی ہے اور حجاب پیدا ہو کر اللہ تعالیٰ سے دوری ہو جاتی ہے اس لئے گناہ ہوتے ہی فوراً توبہ کیا کرو۔ توبہ کا طریقہ یہہ ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر سربسجود ہوں اور آہ و زاری کے ساتھ معافیِ گناہ کی دعا مانگیں اس ترکیب سے توبہ قبول ہوتی ہے

تمام گناہوں کی دوا استغفار ہے استغفار کیا کرو سارے گناہ ایک پل میں دُہل جاتے ہیں اور استغفار یہہ ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ استغفار ایک توبہ ہے اور توبہ چھ معنوں کا ایک اسم ہے۔ (۱) کیئے ہوئے گناہوں پر شرمندہ ہونا (۲) پھر گناہ نہ کرنے کا مضبوط ارادہ رکھنا (۳) جو فرائض ضائع ہوے ہوں ان کا اعادہ کرنا (۴) گوشت اور چربی جو حرام مال سے پیدا ہوئے ہیں انہیں گلا دینا (۵) جسم کو عبادت سے دکھ دینا جس طرح کہ معصیت سے راحت کا مزہ پایا ہے (۶) حقوق العباد جو تلف ہوئے ہوں ان کا ادا کرنا

جو شخص جھوٹ بولتا ہے اُس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے اور وہ ذلیل و خوار ہو کر حقارت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے اور اس میں بدخلقی اور کجروی پیدا ہوتی اور اس کا رزق تنگ ہو جاتا ہے۔

جس شخص کے قلب میں دنیا کی ذرہ برابر محبت ہوتی ہے وہ رضائے الٰہی کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا

حُبِّ دنیا کی یہہ علامت ہے کہ آدمی ہمیشہ شکم سیر اور کم فور کرنے والا ہو جو شخص ہمیشہ اہل دنیا کی طرف مائل اور انکو سلام کہلا بھیجتا ہو تو سمجھ لو کہ وہ حُبِّ دنیا میں مبتلا ہے۔

جو شخص اس کی خبر رکھے کہ کونسی چیز اسکے پیٹ میں جاتی ہے ناجائز ہونے کی صورت میں اس سے محترز رہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق ہے۔

اگر کوئی شخص رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہے لیکن اس کو اسکی خبر نہو کہ وہ جو کچھ کھاتا ہے حرام ہے یا حلال تو اسکی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

Marfat.com

مُشتبہ ایک درم کا واپس کر دینا ایک درہم خیرات کرنے سے زیادہ بہتر ہے

سالک کے لئے زبان کی حفاظت ضروری ہے اس لئے حتی الامکان خاموشی اختیار کرو

جو شخص زیادہ باتیں کرتا ہے اُسکا دل اندھا ہو جاتا ہے اور زیادہ باتیں کرنا دل کو سخت اور بدن کو سُست کرتا ہے۔

جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسکا خاتمہ بخیر کریں تو اس کو چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ حسن ظن رکھے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ دنیا کی اس تھوڑی سی فرصت کو غنیمت جانو اور نیک اعمال کر کے بے انتہا ثمرات حاصل کرو۔ دنیا خدا کے اولیا اور اعدا دونوں کی دشمن ہے اولیا کو رنج پہونچاتی ہے۔ اور اعدا کو مغالطہ دیتی ہے۔

دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیاس بجھانے کے لئے کھارا پانی پیئے۔ جتنا زیادہ پیئے گا اتنی ہی پیاس بڑھتی جائے گی۔

دنیوی مال و متاع کی کثرت انسان کو غنی نہیں بناتی بلکہ جو دنیا کا مالک ہو مصیبت میں گرفتار ہوا اور جس نے اس سے محبت کی اس کا غلام بن گیا جس نے دنیا سے منہ پھیرا اس کی ذرہ برابر نیکی بڑے بڑے عابدوں کی عبادت سے افضل ہوتی ہے۔

دنیا عقوبت کا گھر ہے اس کو وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں اور اس سے اسی کو مغالطہ ہوتا ہے جس کو علم نہیں۔ اسلئے اس میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر رات گذارنے کیلئے سرائے میں قیام کرے

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں دنیا ایسا گھر ہے جسکے تندرست بیمار اور اس کے چاہنے والے پشیمان جو فقیر و محتاج ہے وہ غمگین و حزین اور جو امیر و مستغنی ہے وہ مصیبتوں میں مبتلا اس کے حلال میں حساب ہے اور حرام میں عذاب اور مشتبہ صورت عتاب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کی ساری ہمت دنیا طلبی میں ہو خدائے تعالیٰ کے نزدیک اسکی کچھ قدر و منزلت نہیں ہے اور وہ چار آفتوں میں مبتلا رہتا ہے۔

(۱) غم جو اس سے کبھی جدا نہو (۲) شغل جس سے کبھی فارغ نہ ہو (۳) احتیاج جو کبھی

Marfat.com

اسکو دولت مند ہونے نہ دے (۱۸) خواہشات نفسانی جس کی انتہا نہ ہو

کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں پوری زندگی گذار دے لیکن دنیا کو دوست رکھے تو میدان قیامت میں اسکی نسبت منادی کیجائے گی کہ فلاں شخص نے اس چیز کو دوست رکھا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے دشمن قرار دیا تھا۔ اس وقت اس شخص کا یہ حال ہوگا کہ مارے شرم کے پانی پانی ہو جائے گا اگر تم دنیا کو کسی اور وجہ سے بری نہیں سمجھتے تو اس سبب سے تو بری سمجھو کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی نافرمانیاں اکثرت سے ہوتی ہیں۔

دنیا کی طلب بھی ایک عذاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مبتلا فرما دیتے ہیں جس کا نفس دنیا سے محبت نہیں رکھتا اس کو اہل زمین دوست رکھتے ہیں اور جس کا قلب دنیا سے محبت نہیں رکھتا اس کو اہل آسمان دوست رکھتے ہیں۔

آغاز ذکر کے وقت اگر ذاکر کے گناہ پہاڑوں جیسے بھی ہوں تو جب وہ ذکر کر کے اٹھتا ہے تو اُن گناہوں میں سے ایک بھی باقی نہیں رہتا۔

جس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رات گذاری ہو صبح اسکی حالت ایسی ہوجاتی ہے گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے

اے لوگو تم ذاکروں کے ساتھ بیٹھا کرو اسلئے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ڈیوڑھی پر پڑے ہوئے ہیں

جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی دولت نہیں پائی وہ آخرت میں دیدار الٰہی کی نعمت سے بھی محروم رہیگا۔ مومن و غیر مومن سب پر بلا تخصیص بجلیاں گرا کرتی ہیں لیکن تجربہ شاہد ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والے مومنوں پر کبھی بجلی نہیں گرتی۔

حضرت مُطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، جب اپنے مکان میں تنہا ہوتے تو مکان کی ہر چیز آپ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتی تھی آپ فرماتے ہیں سب سے بڑا گناہگار وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل ہوجائے۔

جب تم کسی کو ذکر الٰہی سے غافل پاؤ تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنے فضل و کرم سے محروم کر دیا ہے ناگوارئ تقدیر کی رسی کو جب تم تسلیم و رضا کی تلوار سے کاٹ دو گے اسی وقت تم اللہ تعالیٰ کو

Marfat.com

صحیح معنوں میں یاد کرسکو گے اور تب ہی عظمتِ الٰہی کے تجلیات دل پر جلوہ ریز ہوں گے ورنہ ذکر سے پورا نفع نہ ہوگا پھر بھی ذکرِ الٰہی نفع سے خالی نہیں اس لئے کہ کثرتِ ذکر ہی حصولِ تسلیم و رضا کا ذریعہ ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا دل ہماری یاد سے غافل ہو تو ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں نتیجتہً انسان کی جو سانس یادِ الٰہی سے غفلت میں گذرتی ہے اُس وقت اس پر شیطان مسلط رہتا ہے۔ جب تم ذاکرین کے پاس جاؤ تو ان کے ساتھ ذکرِ الٰہی میں ضرور مشغول ہو جاؤ اگر ایسا نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارا یہ فعل اللہ تعالےٰ کی ناراضی کا موجب ہوگا۔ اللہ تبارک تعالےٰ کی بارگاہِ عالی سے کسی کے نکالے جانے کی یہ علامت ہے کہ اس کا دل ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جائے۔
کوئی شخص اس وقت تک سچا بندہ نہیں کہلاتا جب تک وہ اس حالت میں بھی راضی اور خوش نہ رہے جب کہ اللہ تعالےٰ دنیا کو اس سے سمیٹ کر دوسروں کے حوالہ کردیں۔
اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے ناراض ہونے کی علامات میں سے یہ تین باتیں بھی ہیں۔
۱۔ لہو لعب میں مبتلا ہو جانا۔ (۲) ہر کسی کا مذاق اڑانا۔ ۳۔ غیبت کرنا۔
جب تم ایسے زمانہ میں پہونچو کہ عمل کے بجائے لوگ قول سے خوش ہوں تو تم اپنے آپ کو بُرے لوگوں اور بُرے زمانہ میں سمجھو۔
شب بیداری اور رات کے قیام پر مداومت کیا کرو جو زیادہ سوتا ہے قیامت میں نیکیوں سے خالی ہاتھ ہوگا۔ رات کا قیام جہنم کے شعلوں کو بجھا دیتا ہے اور پلصراط پر قدم مضبوط کرتا ہے قیامت کے دن رات کا قیام مومن کے لئے ایک نور ہوگا جو اس کے گرد حلقہ کے مانند گھومتا رہے گا، اس کے علاوہ تاریکیٔ شب میں نماز پڑھنے سے قبر کی تنہائی اور وحشت دور ہوتی ہے۔ اور قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔
جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلائے ہوئے راستہ پر چلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہونچ جاتا ہے دل کی صفائی اور سینہ کی کشادگی اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ مومن سنت کی پیروی کرے اور بدعت سے بچتا رہے جو شخص اپنے کو اتباعِ سنت سے آراستہ رکھتا ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ

اس کے دل کو نورِ معرفت سے منوّر فرما دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے میری سُنت پر عمل کیا وہ فائزین سے ہے اور جس نے اُسے ترک کیا وہ خاسرین سے ہے اور جس نے میری سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

سخاوت سے مال میں زیادتی اور عمر میں برکت ہوتی ہے سخی پر جان کندنی کی سختی آسان ہوجاتی ہے اور قبر میں رحمت کے فرشتے اُس کے مونس اور غمگسار ہوتے ہیں قیامت کے دن سخی کے سر پر سایہ ہوگا اور سخاوت جنت کی طرف رہنما ہوتی ہے۔

سخی کی سخاوت اس وقت کار آمد ہوتی ہے جب کہ وہ اپنی عطاء کو حقیر سمجھے اور سائل کو اپنے سے بہتر جانے اور اس کا احسان مانے۔

جب میں سنّت کی اتباع کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں نے صحابۂ کرام میں سے کسی کو دیکھا ہے۔ اور اگر میں کسی بدعتی کو ہوا پر اڑتے ہوئے دیکھتا ہوں تو بھی میرے دل میں اس کی رتی برابر وقعت نہیں ہوتی۔

طلب شہرت سے بچتے رہو۔ زہے نصیب اُس مردِ صالح کے جس کو اللہ تعالیٰ گمنام کر دیں پسندیدہ مرید کی علامت یہ ہے کہ غیر جنس لوگوں سے ہرگز صحبت نہ رکھے اگر مجبوراً اتفاق ہو تو ان میں اس طرح بیٹھے جیسے منافق مسجد میں یا نوآموز بچہ مدرسہ میں یا قیدی مجلس میں

حدیث شریف میں آیا ہے کہ عالموں کی صحبت اختیار کرو اور حکیموں کی باتیں سنا کرو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ مرے ہوئے دلوں کو نورِ حکمت سے یوں زندہ کرتے ہیں جیسے سوکھی ہوئی زمین کو مینہ کے پانی سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اچھا شخص کون ہے کہ ہم اس کے پاس بیٹھا کریں۔ ارشاد ہوا۔ ایسا شخص جس کا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور اس کی گفتگو تمہارے علم دین میں ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی طرف رجوع کرے۔

Marfat.com

امیروں اور رئیسوں کی صحبت سے بچو ان کی صحبت میں انسان یادِ الٰہی سے غافل ہو کر دنیا کی چمک دمک پر فریفتہ ہوتا ہے۔

درویشوں کی صحبت چھوڑ کر دولتمندوں کی صحبت اختیار کرنے سے اللہ عزّ وجل اسکو دل کی موت میں مبتلا کر دیتے ہیں اور بازاریوں کی ہم نشینی غافل بنا دیتی ہے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے اعمالِ خیر میں سے جس عمل پر سب سے زیادہ وثوق ہے وہ مردِ صالح کی صحبت ہے۔

لہ کم خور و کم خسپ و کم گو ہم بجہلا کم نشین ؛ دائما در ذکر باش و خویش را ہیں بد ترین

حہ با عاشقان نشین و غمِ عاشقی گزیں ؛ با ہر کہ نیست عاشق کم کن از و قرین

اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف رکھنا تصوف ہے اور اس کی اصل دنیا سے پھر جانا ہے

جب تم صوفی کو اپنے ظاہر کی پرداخت کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس کا باطن خراب ہے جس کے کپڑے صاف ستھرے ہوں اُس کا رنج کم ہوتا ہے۔

جب سالک کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں واقعی یہہ میرا بندہ ہے

عارف کی نشانیوں میں سے ایک یہہ بھی ہے کہ اس کو سب سے بڑی فکر نیکی اور عبادت کی ہو خبردار معرفت کا دعویٰ نہ کرنا زہد کو پیشہ نہ بنانا عبادت پر ناز نہ کرنا اور ہر چیز سے اپنے پروردگار کی طرف بھاگنا۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان یہہ ہے کہ وہ کسی پر اپنی طاعت آسان کر دے اور اس کو اس طاعت پر ناز کرنے نہ دیں۔

میزان میں سب سے زیادہ وزنی ہوگا جو اس وقت نفس انسانی پر زیادہ دشوار ہو جس نے نیک اعمال میں جان کھپائی وہ پورا اجر پائے گا اور جس نے اعمال خیر نہ کیے وہ دنیا سے خالی ہاتھ جائے گا۔

لہ کم کھاؤ کم سو، باتیں کم کرو اور جاہلوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ہمیشہ یادِ الٰہی میں رہا کرو اور اپنے آپکو سب سے بدتر سمجھو
حہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت رکھنے والوں کے ساتھ بیٹھو اور عشق و محبت کا رنج و غم قبول کرو جن کو اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت نہ ان سے رابطہ نہ رکھو۔

Marfat.com

وہ شخص عقلمند نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کو طاعت و عبادت میں تو بھول جائے اور اپنی حاجت و ضرورت کے موقع پر انہیں یاد کرے۔

غیبت دل کو راستی و ہدایت سے محروم کر دیتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خشک لکڑی میں آگ اتنا جلد اثر نہیں کرتی جتنا کہ بندے کے حسنات کو غیبت برباد کر دیتی ہے۔

غصہ کرنے سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ غصہ کی زیادتی مرد حلیم کے دل کو تباہ کر دیتی ہے غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جیسے ایلوا شہد کو۔

حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص غصہ پی جائے اور قدرت ہونے کے باوجود غصہ نکرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا دل اپنی محبت و رضا سے بھر دیں گے۔

قرآن شریف کی تلاوت کے وقت ایک ایک حرف صاف طور پر ادا کر کے ایک پارہ پڑھنا جلد جلد پندرہ پارہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ پورے طور پر حرف کے ادا کرنے میں تلاوت کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ بوقت تلاوت دل حاضر اور معنے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا خیال دل میں لے ہے قرآن شریف باترتیل و تردید پڑھنا چاہیئے۔ تردید کا مطلب یہہ ہے کہ جس آیت کے پڑھنے سے قاری پر رقت طاری ہو اُسے بار بار پڑھتا جائے۔ اگر معنے سے واقفیت نہ ہو تو خشوع اور خضوع سے کام لے۔ اس قسم کا پڑھنا بھی پُر اثر ہوتا ہے۔

حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا بار الہا کونسا عمل ایسا ہے جس کے باعث آپ کی قربت نصیب ہوتی ہے ارشاد ہوا کہ اے احمد میرا کلام پڑھا کرو میں نے عرض کیا سمجھکر یا بے سمجھے حکم ہوا سمجھکر ہو یا بے سمجھے

مکاشفات و خواب میں حق سبحانہ تعالےٰ کو دیکھنا صورت مثالیہ میں سے کسی نوع کا دیکھنا ہے جو مخلوق ہے اس کو تجلی مثالی کہتے ہیں تجلی کا ادراک صرف قلب سے ہوتا ہے اگرچہ ظاہری آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ جو شخص اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے قلوب کے ذریعہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

دو باتیں بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کرتی ہیں ایک تو فرائض کو ضائع کر کے نوافل کو ادا کرنا دوسرے بغیر صدق دل کے اعضاء سے عمل کرنا۔

لباس اور مکان میں جسقدر زیادتی ہوتی جائے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی میں اضافہ ہوتا ہے اور مال کے خرچ کرنے میں جس قدر بخل کیا جائے اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دوری ہوتی ہے سب سے بڑی تونگری اللہ تعالیٰ سے مانوس ہونا اور سب سے بڑا افلاس ہمیشہ ماسوی اللہ میں گرفتار رہنا ہے دل معرفت کی کان ہے سب سے پہلے اس کی دوستی ہونی چاہیئے مخلوق کی طرف جھکنا دل کا سب سے بڑا حجاب ہے۔

جو شخص اپنے باطن کو ماسوی اللہ کیطرف ملتفت ہونیسے محفوظ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے حجابات لبعد سے نکلنے کے راستے کھولدیتے ہیں اور اس کو اپنا مشاہدہ جمال و قرب وصال اس طرح عطا فرماتے ہیں کہ اس کے شان و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

عزیز من تو خود غیر ہے نیز نفس بھی غیر ہے جتنی مخلوق ہے وہ بھی تیرے لئے غیر ہے جہاں تک تیری نظر پہونچے اور تیری نظر میں کوئی صورت و شکل اور کوئی کیفیت آجائے وہ بھی غیر ہے۔ ان سب سے نظر ہٹا تب کہیں تیرا دل اغیاء سے پاک اور تجلیات ربانی کے قابل ہوگا اور وہ ہیں سما سکیں قلب مومن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے سمانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود مومن کے قلب میں رہتے ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تجلی ذات سما جاتی ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے جس طرح عالم کبیر میں حرم شریف کو بیت اللہ کا شرف عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح عالم صغیر میں مومن کے قلب کو عرش اللہ اور بیت اللہ قرار دیا ہے۔

بیت اللہ شریف میں جس طرح ہمیشہ باران رحمت برستی رہتی ہے اسی طرح مومن کے قلب انوار الٰہی کا نزول ہوتا رہتا ہے جس طرح انسان آنکھوں کے نور سے آسمان کو دیکھتا ہے تو آسمان اسکی آنکھوں میں سما جاتا ہے لیکن آسمان آنکھوں کی پتلی میں گھس تو نہیں جاتا اور نہ آنکھیں آسمان میں گھس جاتی ہیں اسی طرح مومن اپنے قلب کے نور سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے اور جب قلب کو

ان کی طرف رجوع کرتا ہے تو مومن کے قلب میں ان کی تجلی ذات سما جاتی ہے۔

جو شخص اپنے آپ کو کسی سے بھی افضل سمجھے تو ہنوز اس کی نظر اپنے نفس پر ہے اس کا باطن کدورتوں سے پاک نہیں وہ معرفتِ الٰہی سے کوسوں دور ہے کوئی عقل ذات باری تعالیٰ کی کنہہ کو نہیں پہونچ سکتی اور نہ کوئی نگاہ اُن کا احاطہ کرسکتی ہے جو عالمِ ناسوت کی تمام کدورتوں سے پاک ہوچکا ہو۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ معرفت خدائے جلّ علیٰ اس پر حرام ہے جو اپنی ذات کو کافرِ فرنگ سے بہتر جانے۔

جب آئینہ دل غفلت عن اللہ سے زنگ آلود ہوجائے تو حقائق کا چہرہ مستور ہوجاتا ہے الہام کی روشنی اس میں نہیں پہونچ سکتی اور وہ خیالات کے ہجوم اور اوہام کے بادلوں میں گھر کر یادِ الٰہی سے محروم ہوجاتا ہے۔

آفتاب باوجود کمال درجۂ روشنی کے اندھے کو کیا نفع دے سکتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہی نہیں جو آفتاب کی روشنی اور رہنمائی کو قبول کرسکیں۔ تیز روشنی سے کمزور آنکھ والوں کو کیا فائدہ جبکہ وہ روشنی کے متحمل ہی نہیں ہم لوگ ایسی جگہ کھڑے ہیں جہاں آفتاب قدرت چمک رہا ہے مگر ہمارے دل کی آنکھیں کمزور ہیں غفلت کے پردے ان پر پڑے ہوئے ہیں اسلئے دیدار جمال کے قابل نہیں نہ ہمارے دل اس عظمت وجلال کے متحمل ہوسکتے ہیں۔ اس لئے دل کی آنکھیں جلد کھولو کیونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

معاصی کفر کا پیغام ہیں جس طرح زہر موت کا پیغام ہے جس معصیت کے اول خوف اور آخر میں عذر ہو وہ معصیت بندہ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ سے نزدیک کردیتی ہے اور جس طاعت کے اول انانیت اور آخر میں تکبر ہو وہ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے دور کردیتی ہے مطیع شخص تکبر کے ساتھ عاصی ہے اور عاصی عذر کے ساتھ مطیع۔

۱؎ یعنے بلحاظ انسان و بشر ہونے کے ورنہ کفر پر اسلام کی فضیلت مسلم ہے جس سے انکار نہیں ہے

Marfat.com

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ، مونچھ منڈانے کو مکروہ و معیوب سمجھتے ہیں۔ اور اس امر کو ناک کان کاٹنے کے مشابہ جانتے ہیں اسلئے کہ مونچھیں کترواناسنت ہے نہ کہ منڈانا

جو شخص اپنے اوپر نیک نیتی کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اوس پر توفیق و ہدایت کے ستّر دروازے کھولدیتے ہیں اور جو شخص اپنے اوپر بدنیتی کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رسوائی کے ستر دروازے ایسے مقام سے کھولدیتے ہیں جسکی اسکو خبر نہیں ہوتی۔

حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں مردوں کو دیکھا اور سلام کیا لیکن کسی نے بھی میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ سلام کا جواب دینا بھی ایک نیکی ہے اور اب ہم میں یہہ قدرت نہیں ہے کہ اپنی نیکیوں میں اضافہ کریں اس لئے سلام کا جواب دینے سے مجبور ہیں۔

شیطان خواہشات انسانی کی راہ سے آتا ہے اور اس کو نہیات کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نفسِ امارہ کی مدد سے جو گھر کا بھیدی ہے انسان پر غلبہ پاتا ہے اور اس کو اپنا فرمانبردار بنالیتا ہے پس اول اپنے نفس کا تصفیہ کرو اور اسکی تابعداری کو چھوڑو اور اسکی مخالفت کرکے اس کو ذلیل و خوار کرو جب نفس تابع ہوجائے تو پھر وہ بیرونی دشمن شیطان اللہ تعالیٰ کی مدد سے بآسانی دفع ہوجاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی چاہتے ہیں تو اس کو اپنے سے روگرداں ہونے نہیں دیتے۔ اور دینداروں میں اسکو جگہ دیتے ہیں۔ اور جب کسی بندے کی برائی چاہتے ہیں تو اسکو اعمالِ خیر کی توفیق نہیں دیتے اور دنیاداروں میں اس کو جگہ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک چھوٹا سا نیک عمل بھی اسکو پہاڑ سے زیادہ بھاری معلوم ہونے لگتا ہے

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتے ہیں تو اسکی روزی تنگ کردیتے ہیں اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کی روزی فراخ کردیتے ہیں۔

وقت برباد کرنے سے بچو وقت ایک تلوار ہے اگر سالک اسکو ضائع کرتا ہے تو اسکو قربِ الٰہی کے اعلیٰ درجہ سے کاٹ کر الگ کردیتا ہے۔

Marfat.com

وقت کی تلوار کا وار خالی نہیں جاتا یا تو تم اس سے کام لو اور عبادات و طاعات میں اسکو صرف کر کے نفس و شیطان کو کاٹ ڈالو اگر تم نے اس سے کام نہ لیا اور وقت ضائع کیا تو اس کا وار تم پر ہوگا اور وہ کاٹ کر موجودہ درجہ سے تم کو گرادے گا۔

ہم موت کو بھولے ہوئے ہیں ہماری زندگی مستعار اور عمر کی بنیاد ناپائیدار ہے عنقریب ہم کو یہاں سے چلنا اور ایک دوسرا ہی عالم بسانا ہے اسلئے جب تک ہم یہاں رہیں مسافروں کی طرح رہیں اور خدائے تعالیٰ کے سوا کسی سے دل نہ لگائیں۔ موت کا کچھ بھروسہ نہیں ہے کہ کس وقت آنیوالی ہے اسلئے موت کو روزانہ یاد کرنے سے محظوظ دنیا کم ہو کر لذتوں کی جڑ کٹ جاتی ہے اور آخرت کی سوجھنے لگتی ہے۔

ہم سب فنا کے راستوں پر چل رہے ہیں اور وہ عنقریب ہمکو موت کے گڑھوں میں گرادیں گے جو ہماری نگاہوں سے اسوقت غائب اور چھپے ہوئے ہیں ہم سب اپنی موت کی کشتیوں کو حرص کی ہواؤں اور طمع کے پردوں سے آرزو اور امید کے سمندر میں چلا رہے ہیں جو عنقریب موت کی گہرائی میں غرق ہو جائینگی ہمارے خیالات و افکار دنیوی ضروریات کے پورا کرنے میں بٹے ہوئے ہیں حالانکہ ہم حوادث زمانہ کے تھپیڑے کھا رہے ہیں اور فنا و موت کے منادی ہمکو پکار رہے ہیں اور ہم ہیں کہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور موت کی چکی برابر چل رہی ہے اس چکی کی چکر سے پناہ ڈھونڈنے والے کیلئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ ملک الموت ہر روز ہمارے آگے پیچھے پکارتے رہتے ہیں تم جہاں بھی ہوگے موت تمہیں پالیگی اور قبر کی تاریکیاں ہمارے وہاں پہونچنے کے منتظر ہیں اور ہم غفلت میں سرشار اور شہوات کے نشہ میں مست ہیں او غافل انسان تو کب تک اپنے نفس کو راہِ نجات کے بجائے ہلاکت اور بربادی کے راستہ پر ڈالتا اور طاعت کے کھلے میدان سے ہٹا کر معاصی کی تنگ گھاٹیوں میں پھنسا رہیگا تو اپنے آپ کو خطاؤں کی شراب اور گناہوں کی گندگی پلا کر فتنوں اور آفتوں کے سمندر میں غوطہ دے رہا ہے اور اگلی مصیبتوں کیلئے تیار کر رہا ہے۔ او غافل انسان تیرے سانس گنے ہوئے ہیں ایک دن یہ گنتی پوری ہو کر رہے گی ایک دن ایسا ضرور آئے گا جس کے بعد رات نہ ہوگی یا ایک رات ایسی آئیگی جسکے بعد

کوئی دن نہ ہوگا بس تو ہوگا اور تیرے اعمال ہونگے قبر کا تاریک گڑھا ہوگا منکیر و نکیر کے سوالات ہوں گے اللہ تعالیٰ سے براہ راست تیرا سابقہ ہوگا جو رحمٰن و رحیم کیساتھ جبار و قہار بھی ہیں۔ سنبھل او غافل سنبھل اب بھی موقع ہے تیرے لیئے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے جو کچھ کرنا ہے آج ہی کرلے کل کا کیا بھروسہ آئے نہ آئے سلہ

جامیا واقف دم باش عزیزاں رفتند :: فکر عقبیٰ بکن آخر کہ تو ہم مہمانی

یار الہا ہمکو ان لوگوں میں سے کر دیجیئے کہ جن کے اعضاء بدن پر آپ نے اپنے ذکر و مراقبہ کی مضبوط بیڑیاں لگا دی ہیں کہ وہ آپ کے سوا کسی اور کیطرف مائل ہی نہیں ہوتے ان کے باطن پر آپ نے اپنے مشاہدہ کے مخفی گواہ قائم کر دیئے ہیں اور انہوں نے اپنا سر جھکا لیا ہے۔ اور سجدے میں پیشانی رکھ دی ہے اور آپ نے اپنی رحمت کاملہ سے انہیں انتہائے مقصود بھی عطا فرما دیا ہے ؎

سلہ از طفیل خواجگانِ نقشبند :: کار دنیا عاقبت محمود باد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سب سے پہلے ارواح پاک حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ عنہم اجمعین فاتحہ گذرانکر اس ختم کو شروع کریں۔

ختم شریف یہہ ہے

(۱) سورۂ فاتحہ بابسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷ بار (۲) درود شریف ۱۰۱ بار (۳) سورۂ الم نشرح بابسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷۹ بار (۴) سورہ اخلاص (قل ہو اللہ احد) بابسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۰۰۱ بار (۵) سورہ فاتحہ (الحمد للہ رب العالمین) بابسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷ بار (۶) درود شریف ۱۰۱ بار (۷) یا قاضی الحاجات ۱۰۱ بار (۸) یا کافی المہمات ۱۰۱ بار (۹) یا دافع البلیات ۱۰۱ بار (۱۰) یا رافع الدرجات ۱۰۱ بار (۱۱) یا شافی الامراض ۱۰۱ بار (۱۲) یا حل المشکلات ۱۰۱ بار (۱۳) یا غیاث المستغیثین ۱۰۱ بار (۱۴) یا مجیب الدعوات ۱۰۱ بار (۱۵) یا ارحم الراحمین ۱۰۱ بار (۱۶) درود شریف ۱۰۱ بار

(۱۷) لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۵۰۰ بار (۱۸) درود شریف ۱۰۱ بار

اس کے بعد حسب سابق فاتحہ گذران کر اپنے مقصد کے لئے دعا کریں جس نیت و مقصد کے لئے بھی یہہ ختم پڑھا جائے مجرب ہے۔

اس ختم شریف کو ایک شخص تنہا یا کئی اشخاص ملکر بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن پڑھنے والوں کی تعداد ہر حالت میں طاق ہونی چاہیئے۔

سلہ اے جامی اپنی زندگی سے باخبر رہ کر تیرے عزیز اقارب چلے گئے۔ اب آخرت کی فکر کر اسلیئے کہ تو بھی مہمان ہے۔

سلہ حضرات خواجگان نقشبند رضوان اللہ عنہم کے طفیل سے ہماری دنیا اور عاقبت سنوار دیجئے۔

Marfat.com

شجرۂ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنھم اجمعین

یا فتّاحُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمتِ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

الٰہی بحرمتِ خلیفۂ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

الٰہی بحرمتِ مصاحبِ رسول اللہ حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

الٰہی بحرمتِ حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

الٰہی بحرمتِ امام ہمام حضرتِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

الٰہی بحرمتِ سلطان العارفین قطب العاشقین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرتِ خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمتِ حضرتِ خواجہ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرتِ خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرتِ خواجۂ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ مولانا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرتِ سید السادات حضرت سید خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ خواجگان پیر پیران امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ حضرتِ خواجہ مولانا خواجگی محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ حضرتِ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمتِ حضرتِ محبوب صمدانی امام ربانی مجددِ الفِ ثانی امام الطریقت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمتِ عروۃ الوثقٰی حضرتِ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ حضرتِ ایشان حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ حضرتِ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ حضرت سیدالسادات حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ حضرت شمس الدین حبیب اللہ عارف باللہ قیوم زماں قطبِ جہاں مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمتِ قطب الاقطاب فرد الافراد حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمتِ شیخ واصل مرشد کامل عارف باللہ حضرتِ شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ شیخ وقت قطب دوران عارف باللہ حضرت سید محمد بادشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمتِ جمیع حضرات نقشبندیہ بر فقیر ابوالحسنات سید عبداللہ رحم فرما و عاقبتش بخیر گرداں بحرمۃِ النبیّ وآلہِ الامجاد۔

اَمّا بعد۔ . . . . را
در طریقۂ عالیہ نقشبندیہ بیعت نمودہ داخل محفل گردانیدم۔ حق سبحانہ تعالیٰ . . . . . مذکورا از فیوضات مرشدان خط وافر نصیب متکاثر مع استقامت شریعت عطا فرماید۔ اٰمین یارب العٰلمین وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

Marfat.com

شجرہ حضرات قادریہ رضی اللہ عنہم اجمعین

یا فتاح

ذکر المولیٰ من کلما اولیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولا یھدی الی طریق الایمان للعلمین و صیرہ وسیلۃ مرضیۃ للوصول الی صراط النجاۃ والیقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ افضل النبیین سید المرسلین حبیب رب العلمین محمد ن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اما بعد فھذہ شجرۃ قادریۃ من توسل الیھا وصل الی المرام

الٰہی بعجز و انکسار عبدک الضعیف ابو الحسنات سید عبد اللہ کان اللہ لہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید محمد بادشاہ بخاری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید خواجہ احمد بخاری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید حسین بخاری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید محی الدین بادشاہ بخاری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید علی بخاری قدس سرہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید فرید الدین بخاری قدس سرہ

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید علی صوفی بخاری قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ فرید الدین صوفی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الشیوخ حضرت شیخ علی صوفی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان العارفین قطب العاشقین سید شاہ عبد اللطیف قادری لاأبالی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ احمد بن شیخ محمد الحموی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ محمد بن شیخ قاسم قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ قاسم بن شیخ عبد الباسط قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ عبد الباسط بن شیخ شہاب الدین ابی العباس احمد قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ شہاب الدین ابی العباس احمد بن شیخ بدر الدین حسن قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ بدر الدین بن شیخ علاؤ الدین علی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ علاؤ الدین علی بن شیخ شمس الدین محمد قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ شمس الدین محمد بن شیخ شرف الدین یحییٰ قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ بن شیخ شہاب الدین احمد قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن شیخ عماد الدین ابی صالح نصر قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت عماد الدین ابی صالح نصر بن شیخ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق بن عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت غوث الصمدانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابو سعید المبارک المخزومی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابو الحسن علی ابن محمد بن یوسف القرشی الہنکاری قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ ابو الفرح طرطوسی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز التمیمی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابو بکر عبد اللہ شبلی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید الطائفہ حضرت شیخ ابو القاسم جنید بغدادی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ عبد اللہ سری سقطی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ حبیب عجمی قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ اجل مرشد اکمل حضرت شیخ حسن بصری قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امیر المومنین امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب علی
ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید الاولین والآخرین افضل الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین
شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہٖ
اجمعین وسلم تسلیما مبارکا کثیرا کثیرا

بیعت وارادۃ . . . . قادری

دریں سلسلۂ قادریہ عالیہ مقبول و پذیرباد

الٰہی بحرمتِ جمیع حضرات قادریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بر . . . .
قادری رحم فرما و دعا عاقبتش بخیر گرداں و از فیوض مرشداں حظ وافر نصیب گرداں
مع استقامت شریعت عطا فرما۔

آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

قطعۂ تاریخ سلوکِ مجددیہ

تالیف لطیف حضرت شیخ السلاسل نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ
مولانا مرشدنا ابو الحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ ادام اللہ فیوضہ برکاتہ

بے مثل ہیں حضرت عبداللہ تالیف بھی انکی نادر ہے
ثانی نہ مولف کا کوئی نہ جواب سلوکِ مجددیہ

ہر لفظ منور انجم ہے ہر فقرہ درخشاں کوکب ہے
اک صحفِ تجلی ہے گویا، ہر باب سلوکِ مجددیہ

دشواریٔ منزل کو سالک، کر سکتا ہے طے آسانی سے
گر پوری طرح ملحوظ رہیں، آداب سلوکِ مجددیہ

آنکھوں میں چمکنے لگ جائیں، انوار الٰہی کے تارے
سینے میں جو روشن ہو جائے مہتاب سلوکِ مجددیہ

شدت نہ عبادت میں ہوتی محنت نہ ریاضت کی پڑتی
خاموشی میں سب پا جاتے ہیں ارباب سلوکِ مجددیہ

ہر لمحہ معاون ہوتا ہے پیرانِ طریقہ کا فیضان
خود غیب سے بنتے آتے ہیں اسباب سلوکِ مجددیہ

ارباب بصیر اہل نظر تاریخ اگر پوچھیں خسرو
کہہ دیجئے کہ ہے مرآت مبیں، یہ کتاب سلوکِ مجددیہ

۱۳۷۸ھ

گذارنیدہ

خادم طریقہ محمد عبدالقادر خاں خسرو ابن حضرت محمد عبدالغفور خاں صاحب نامی مرحوم تغمدہ اللہ
وظیفہ یاب ناظم امور مذہبی پائیگاہ خورشید جاہی
۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۸ھ

حضرت مولف علامؒ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر قابل دید تالیفات

۱. گلزار اولیاء	ہدیہ	۵	پیسہ سکہ ہند
۲. علاج السالکین	"	۵	"
۳. کتاب المحبت	"	۱۰	"
۴. زجاجۃ المصابیح (عربی) مجموعۂ احادیث حنفیہ مکمل پانچ جلد			
جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم فی جلد	"	۲۰	"
۵. یوسف نامہ تفسیر سورۂ سیدنا یوسف علیہ السلام طبع چہارم	"	۲۵	"
۶. مواعظ حسنہ (حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ملفوظات کا مجموعہ	"	۲۰	"
۷. قیامت نامہ (طبع دوم)	"	۱۰	"
۸. نور المصابیح حصہ اول جلد اول (طبع دوم)	"	۱۸	"
۹. " " دوم جلد اول	"	۲۵	"
۱۰. " " سوم جلد اول	"	۲۵	"
۱۱. " " پنجم	"	۱۵	"
۱۲. " " ہفتم	"	۱۵	"
۱۳. معراج نامہ .... ہدیہ ۱۵ روپیہ سکہ ہند ۱۴. میلاد نامہ	"	۱۰	"
۱۵. شہادت نامہ ۱۰ " ۱۶. فضائل نماز	"	۱۰	"
۱۷. فضائل رمضان	"	۱۰	"
۱۸. ماہ جبیں یعنی شجرۂ انساب عالم و نسب نامہ فخر عالم صلعم نبی آدم علیہ السلام تا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	"	۲	"
۱۹. سوانح مبارک حضرت عبداللہ شاہ صاحب قبلہ نقشبندی القادری			

مینار بک ڈپو کے دیگر مطبوعات

تعلیم غوثیہ ۱۰ روپیہ۔ خطبات غوث اعظمؓ ۱۵ روپیہ صراط مستقیم ۷ روپیہ ۵۰ پیسے۔ نصاب اہل خدمات شرعیہ ۱۲ روپے نقشبند دکن ۹ روپے، رحمت عالم ۴ روپے ۵۰ پیسے۔ سیرت خلفائے راشدین مجلد ۹ روپے

ملنے کا پتہ مینار بک ڈپو چارکمان حیدرآباد دکن

نوٹ: اضلاع پر کتابیں بذریعہ وی۔ پی روانہ کی جاتی ہے

Marfat.com